المذهب المختار

بتائید اقوال اہلبیت اطہار

مسلک اہلِ بیتِ اطہار

حکمِ تصنیف وتقدیم

حضرت پیر سید محمد باقر علی شاہ بخاری صاحب

سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف

از قلم

خادم حضور محمد رفیق گیلانی گولڈ میڈلسٹ ایم اے (عربی، اسلامیات)

ناشر: دار التبلیغ
آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف (گوجرانوالہ)

Marfat.com

المذهب المختار

بتائید اقوال اہل بیت اطہار

مسلک اہلِ بیتِ اطہار

حکم تصنیف و تقدیم

حضرت پیر سید محمد باقر علی شاہ بخاری صاحب

سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف

از قلم

خادم حضور محمد رفیق گیلانی گولڈ میڈلسٹ ایم اے (عربی، اسلامیات)

ناشر: دار التبلیغ
آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف (گوجرانوالہ)

Marfat.com

Marfat.com

المذہب المختار

بتائید اقوال اہلبیت اطہار

مسلک اہلِ بیتِ اطہار

ذخیرہ
لاہور پاکستان

حکمِ تصنیف وتقدیم

حضرت پیر سید محمد باقر علی شاہ بخاری صاحب
سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف

از قلم

خادم حضور محمد رفیق گیلانی گولڈ میڈلسٹ ایم اے
(عربی، اسلامیات)

ناشر: دار التبلیغ
آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف (گوجرانوالہ)

2 603

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

84275

حکمِ تصنیف: سرتاج الاولیاء غوث الاغیاث قبلۂ عالم الحاج حضرت پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری دامت برکاتہم العالیہ القدسیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف

بہ دعا و شفقت: سیدی وسندی حضور قبلہ چن جی سرکار آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف

نام کتاب: مسلکِ اہل بیتِ اطہار

نام مصنف: مولانا محمد رفیق کیلانی ایم۔اے (گولڈ میڈلسٹ)

ناشر: دارالتبلیغ آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف

ایڈیشن: اول (گیارہ سو تعداد)

تاریخ طباعت: ۱۱ اکتوبر ۲۰۰۳ء

اصلاح و تصحیح: شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ الحاج حافظ محمد سعید نقشبندی مجددی مفتی اعظم آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف

معاونِ طباعت: حضرت علامہ محمد الطاف نیروی نائب امام و خطیب حضرت داتا صاحب لاہور

Marfat.com

انتساب

میں حقیر پر تقصیر، اس تصنیف کا انتساب حضور غوث الاغیاث، قطب الاقطاب، حضور قیوم العصر، حضرت قبلہ عالم، حضرت الحاج **پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب** بخاری نقشبندی مجددی دامت برکاتہم القدسیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف کے نام کرتا ہوں۔ کہ جن کے کرم نے دینی و دنیاوی سعادتوں سے میرا دامن مراد بھر دیا۔ اور جنہوں نے اپنی نگاہ فیض اور روحانی تصرف سے ردّ شیعیت ونجدیت میں پنتالیس کتب اپنے خدام علماء سے تصنیف کروا کر وہ کام کیا کہ نگاہ شوق صدیوں جسکی منتظر رہتی اور جنکی سراپا نور صورت وسیرت صداقت اسلام کی بیّن دلیل ہے

عہد فاروق از جمالش تازہ شد
حق ز حرف اُو بلند آوازہ شد

ہزاروں خدام کی دعا میں یا اللہ میری بھی یہ دعا قبول فرما۔

دونوں عالم میں رہیں بے خوف ہم ہر خوف سے
مرشدی باقر علی، شیر خدا کا ساتھ ہو

(ناچیز محمد رفیق کیلانی خادم حضور)

Marfat.com

الاهداء

میں یہ تصنیف حضور غوث الاغیاث، قطب الاقطاب، حضور قیوم العصر، حضرت سیدی ومولائی حضرت پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری دامت برکاتہم القدسیہ کے لخت جگر و نور نظر، بے مثل باپ کے بے مثل روحانی جانشین، عالمی مبلغ اسلام، میرے علم دین کے اول و آخر استاد، سیدی وسندی، میرے قبلہ کعبہ، حضرت الحاج

پیر سید محمد عظمت علی شاہ صاحب بخاری دامت برکاتہم

القدسیہ کی خدمت اقدس میں ہدیہ پیش کرتا ہوں کیونکہ یہ سب کچھ محض اور محض آپ کے علم دین پڑھانے کی برکت سے ہے۔

وہ شمع بارگہِ خاندان مرتضوی
رہے گا مثل حرم جن کا آستاں مجھ کو
نفس سے جس کے کھلی مری آرزو کی کلی
بنایا جن کی مروت نے نکتہ داں مجھ کو

(ناچیز خاکپائے کوچہء مرشد محمد رفیق کیلانی)

Marfat.com

تقدیم

(یہ تحریر پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، عالمِ اسلام کے عظیم روحانی پیشوا، قُدوۃُ السّالکین، زُبدۃُ العارفین، نقیبِ مسلکِ مجدد الف ثانی، پاسبانِ فیضانِ حضور اعلیٰ حضرت شیرِ ربانی شرقپوری و حضور قبلۂ عالم حضور پیرِ کیلانی رحمۃُ اللہ علیہما نے خصوصی طور پر اپنے دستِ مبارک سے لکھ کر اس کتاب کی ابتدا میں شائع کرنے کیلئے عطا فرمائی ہے یہ نورانی تحریر تمام مسلمین بالخصوص سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے وابستگان کیلئے رہنمائی کا سبب ہے)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۔ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ۔ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِىْ كَلَامِهِ الْمَجِيْدِ وَفُرْقَانِهِ الْحَمِيْدِ ۔ لَا يَسْتَوِىْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ط اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ط وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ط وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ

ترجمہ: تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا۔ وہ مرتبہ میں

Marfat.com

ان سے بڑے ہیں۔ جنہوں نے بعد فتح کے خرچ اور جہاد کیا اور ان سب سے اللہ جنت کا وعدہ فرماتا ہے اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

(پ ۲۷ ع ۱۷: الحدید)

مذکورہ بالا آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام کو دو حصوں میں تقسیم فرمایا ہے ایک گروہ وہ ہے جو فتح مکہ سے پہلے ایمان لائے اور جنہوں نے خدا تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کیا اور فی سبیل اللہ جہاد کیا۔ دوسرا گروہ وہ ہے جو فتح مکہ کے بعد ایمان لائے اور خرچ کیا اور جہاد کیا۔ ارشاد ربانی ہے کہ فتح مکہ کے بعد ایمان لانے والے اور خرچ کرنے والے اور جہاد کرنے والے پہلے گروہ کے برابر نہیں ہو سکتے بلکہ فتح مکہ سے پہلے خرچ کرنے والے اور جہاد کرنے والے لوگوں کا درجہ ان لوگوں سے بلند اور بڑا ہے جنہوں نے فتح مکہ کے بعد خرچ کیا اور جہاد کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آخر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ کرام کیلئے ایک عام اعلان فرمایا جسمیں پہلے پچھلے سب کے سب صحابہ رسول شامل ہیں۔ وہ اعلان ہے۔

كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ط

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔

مذکورہ ارشادِ خداوندی سے ثابت ہوا کہ سب صحابہ کرام کے درجات اگرچہ ایک جیسے نہیں ہیں بلکہ انبیاء کرام علیھم السلام کی طرح بعض بعض سے افضل ہیں۔ لیکن

Marfat.com

جس طرح اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ والے صحابی جنتی ہیں۔ اسی طرح کم درجہ والے صحابی بھی جنتی ہیں۔ جب تمام صحابہ کرام جنتی ہیں تو ایمان والوں کیلئے جنتیوں کا احترام کرنا اوران سے محبت کرنا بھی لازم ہے اور جو آدمی جنتیوں پر طعن لعن۔ تبرا بازی کرے اوران کو منافق غاصب ظالم کہے وہ بفرمانِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خود ظالم اور لعنتی ہے کیونکہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے کہ جو آدمی کسی پاک طیب آدمی پر لعنت کرے۔ وہ لعنت لوٹ کر خود لعنت کرنے والے پر پڑتی ہے ۔ جب صحابہ کرام بفرمان خدا تعالیٰ جنتی ہیں اور جنتی تو مستحقِ رحمت ہوتا ہے۔ نہ کہ مستحقِ لعنت اور جو کسی جنتی کو مومن نہ جانے وہ خود ایمان سے خالی ہے۔ لہٰذا جو آدمی صحابہ کرام کو لعنتی کہتا ہے وہ خود لعنتی ہے۔ اس حکم میں جس طرح خلفاءِ راشدین شامل ہیں۔ اسی طرح ازواجِ مطہرات بھی شامل ہیں۔ اس طرح حضرت طلحہ۔ حضرت زبیر۔ حضرت عمرو بن عاص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنھم بھی شامل ہیں۔ اکثر لوگ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بے ادبی اور گستاخی کے دروازہ سے بدعت رِفض میں داخل ہوتے ہیں اور اللہ معاف فرمائے! شانِ صحابہ کا انکار یعنی بدعتِ رفض خود قرآن پاک کا انکار ہے اور قرآن مجید کا انکار کفر ہے۔ ہاں جس پر خدا تعالیٰ رحم وکرم فرمادے تو اس کو آگاہی ہو جاتی ہے اور توبہ کی توفیق نصیب ہو جاتی ہے چنانچہ قبلۂ عالم حضور والد ماجد صاحبِ عرس رحمتہ اللہ علیہ کے وصال مبارک کے چند ماہ بعد کی بات ہے کہ ایک بیلی نے جنگِ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے جنگ کرنے کا ذکر کیا تو میں نے بھی نسبی

Marfat.com

حمیت کے جذبے کے تحت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق کچھ ناپسندیدگی کے الفاظ کا اظہار کیا منہ سے الفاظ نکلنے کی دیر تھی کہ یک لخت طبیعت منقبض ہوگئی اور باطن کا سرور اور کیف بے کیفی اور بے لذتی کے ساتھ تبدیل ہوگیا اور اسی پریشانی کے عالم میں توبہ اور استغفار کرنا شروع کیا۔ رات کو جب نیند آئی تو عالمِ رویا میں دیکھتا ہوں کہ حضور قبلۂ عالم والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹھک شریف میں بیٹھا ہوں تو رحمتِ عالم، نورِ مجسم، سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ہیں اور آپ کے پیچھے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما ہیں اور ان کے پیچھے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تلوار ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے گذر کر میرے پاس تشریف لائے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر کے مجھے فرمایا کہ ان کے متعلق تُو نے ایسے لفظ کیوں کہے ہیں میں نے عرض کیا مجھ سے غلطی ہوگئی ہے! پھر آپ نے فرمایا ''تو نے یہ لفظ کیوں کہے ہیں؟'' میں نے عرض کیا غلطی ہوگئی ہے پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ واپس تشریف لے گئے اس کے بعد میں نے توبہ استغفار کرنی شروع کی چنانچہ اس دوران حضور قبلۂ عالم والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کی کئی بار زیارت بھی نصیب ہوئی۔ تاہم طبیعت کی بے چینی دور نہ ہوئی انہی ایام میں ایک رات خواب میں دیکھا کہ مرشدِ حقانی، حضرت قبلۂ شیرِ ربانی، سرکار اعلیٰ حضرت شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما ہیں میں بھی حاضر ہوں چند اور بیلی بھی آپ کے پاس حاضر ہیں سامنے دریا ہے جو کہ کناروں تک بھرا ہوا

Marfat.com

ہے۔ حضور قبلۂ شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ دریا کس طرح پار کریں گے؟ میں نے عرض کیا حضور میں تیرنا جانتا ہوں آپ میرے کندھے پر سوار ہوں میں تیر کر دریا پار کرلوں گا۔ چنانچہ جناب نے میری درخواست منظور کر لی اور دریا میں اترنے کیلئے جو گذر گاہ بنی ہوئی ہے میں اس میں بیٹھ گیا اور حضرت شیر ربانی سرکار شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ اونچی جگہ پر کھڑے ہو کر مجھ پر اس طرح سوار ہوئے کہ جناب کا دایاں قدم مبارک میرے سینہ اور پیٹ کے دائیں حصہ پر اور جناب کا بایاں قدم مبارک میرے سینے اور پیٹ کے بائیں حصہ پر اور میں نے اپنے ایک ہاتھ سے جناب کو تھاما ہوا ہے اور دوسرے ہاتھ سے تیر رہا ہوں اور جناب نے میرا سر پکڑا ہوا ہے۔ جب نصف دریا کے قریب ہم پہنچے تو حضور قبلۂ عالم شیر ربانی نے فرمایا۔ ”لالیا! سنبھل کر چلنا۔ اب میرا بوجھ بھی تجھ پر ہی ہے“ میں نے عرض کیا جناب کی دعا کی ضرورت ہے پھر کوئی فکر نہیں۔ چنانچہ اسی حال میں دریا عبور کیا

ان تمام زیارتوں اور بشارتوں کے باوجود دل میں ایک بات بیٹھ گئی تھی کہ آگاہی کے وقت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود تشریف لائے تھے لہٰذا یقینی معافی اس وقت ہوگی جب سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود اپنے جمال باکمال سے نواز دینگے۔ چنانچہ ایک رات سویا تو قسمت جاگ اٹھی یعنی محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور شرفِ زیارت سے نوازا اور کافی دیر تک تقریباً آٹھ دس منٹ تک اپنے قلبِ منور والی جانب اپنی بغل مبارک میں لئے پیار اور شفقت فرماتے رہے اور اس طرح بے سکون دل کو سکون اور قرار کی دولت سے مالا مال کیا۔ تب جا

Marfat.com

کر مجھے اطمینان ہوا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں جو معمولی سی نامناسب بات میں نے کی تھی۔ آج اس کی معافی ہوگئی ہے یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ حضور مولائے کائنات، شہنشاہِ ولایت حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کا میری راہنمائی اور آگاہی کیلئے اکیلے تشریف لانا ہی کافی تھا لیکن آگاہی کے وقت بھی اور پھر میرے توبہ واستغفار کے بعد بھی حضور پرُنور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود تشریف لائے جو میرے لئے رحمت ہی رحمت اور کرم ہی کرم کا سبب ہے اس کے باوجود کئی سال بعد اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے حرمین طیبین کی حاضری نصیب ہوئی تو پھر بارگاہِ خدا جل وعلا اور بارگاہِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں معافی کا خواستگار ہوا۔

قارئین! مذکورہ بالا آیت کریمہ میں جن حضرات کے ساتھ جنت کا وعدہ کیا گیا ہے سیدنا علی المرتضیٰ، سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا اور حسنین کریمین رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی انہی میں شامل ہیں تو ثابت ہوا کہ جب تک کوئی شخص آلِ رسول، ازواجِ رسول اور اصحابِ رسول کو جنتی مان کر ان کی تعظیم نہ کرے اور ان سے محبتِ ایمانی نہ رکھے۔ اس وقت تک وہ مومن نہیں ہوسکتا تو ایسے شخص کے ولی ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ ولی تو مومن ہی ہوسکتا ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں

''اے بھائی چونکہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولایتِ محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا بوجھ اٹھانے والے ہیں۔ اس لئے اقطاب۔ ابدال۔ اوتاد

Marfat.com

کے مقام کی تربیت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امداد و اعانت کے سپرد ہے۔ قطب الاقطاب کا سر مبارک حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدم کے نیچے ہے قطب مدار انہی کی حمایت و رعایت سے اپنے ضروری کام (امور) سرانجام دیتا ہے۔ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور امامین کریمین حضرت امام حسن و حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی اس مقام میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ شریک ہیں

(مکتوباتِ حضرت امام ربانی دفتر اوّل حصہ چہارم مکتوب ۲۵۱)

معلوم ہوا کہ اقطاب وابدال تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد سے بنتے ہیں تو جو شخص حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی اور مدد کا قائل ہی نہ ہو وہ ولی کیسے بن سکتا ہے؟ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ السامی اپنے مکتوباتِ مقدسہ میں کئی مقامات پر ایک حدیث قدسی کا مضمون بیان کرتے ہوئے اولیاء اللہ کے متعلق فرماتے ہیں۔ هُمْ قَوْمٌ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ یعنی اولیاء اللہ ایسی جماعت ہے جن کے پاس بیٹھنے والا آدمی بد بخت نہیں ہو سکتا یہ بات بالکل برحق ہے لیکن ایک بات ذہن میں رہے کہ اس بیٹھنے والے سے مراد وہ شخص ہے جو اولیاء اللہ کے پاس عقیدت و محبت سے بیٹھے اور جو آدمی نکتہ چینی اور اعتراض کی نیت سے بیٹھے وہ اس میں شامل نہیں:۔ یہ بالکل ایسے ہی ہے کہ جیسے حضور پرنور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ۔ لیکن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ظاہری طور پر دیکھا تو ابو جہل نے بھی تھا لیکن وہ کافر ہی

Marfat.com

رہا کیونکہ اس نے محبت، عقیدت اور نورِ ایمانی سے سرکار کو نہ دیکھا تھا خود اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَتَرٰھُمْ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْکَ وَھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ ۔ترجمہ'' اے محبوب! وہ آپ کی طرف نظر تو کرتے ہیں لیکن وہ آپ کو دیکھتے نہیں ہیں'' کیونکہ اگر ان کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نظر آجاتے اور جلوۂ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان کی آنکھوں کو نصیب ہو جاتا تو وہ آپ پر ایمان لے آتے۔ بالکل اسی طرح اولیاء اللہ کے پاس صرف عقیدت اور محبت سے بیٹھنے والا ہی فیض حاصل کر سکتا ہے اور وہ یقیناً درج بالا حدیث قدسی کا مصداق ہوتا ہے اور کبھی بد بخت نہیں ہو سکتا۔ اللہ والوں کے سچے غلاموں کا ہمیشہ خاتمہ بالخیر ہوتا ہے۔

الحمد للہ! آپ میرے اس مضمون کو بار بار غور سے پڑھیں گے تو آپ محسوس فرمائیں گے کہ رافضیت اور خارجیت سے ہم اہل سنت کا دور دور تک کوئی تعلق نہیں۔ اسی لئے آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف سے بیک وقت شانِ صحابہ میں بھی اور حبِ اہلِ بیت پاک میں بھی کثیر کتب شائع کی گئیں ہیں

یہ تحریر اللہ کریم جل جلالہ کے کرم، اس کے حبیبِ پاک ، امام الانبیاء والمرسلین ﷺ کی خصوصی نظرِ رحمت پاک اور سلسلۂ عالیہ کے تمام سائیوں وبزرگانِ دین کی خصوصی توجہات اور دعاؤں کا نتیجہ ہے

Marfat.com

سے پڑھنے والا ہر آدمی اسے پڑھ کر اپنی آخرت سنوارے گا۔ ہمارا مقصود بھی اس سے صرف یہی ہے کہ تبلیغِ اسلام ہو اور وہ بھی بالخصوص عقائدِ حقہ کی تبلیغ۔ عزیز! سوچنا چاہیے کہ اگر پیارے آقا حضور پرنور نبی کریم ﷺ کے متعلق، آپ کے ازواجِ مطہرات کے متعلق کہ خدا تعالیٰ نے جنہیں مومنوں کی مائیں ارشاد فرمایا ہے، حضور ﷺ کی چار شہزادیوں کے متعلق چار شہزادیاں ہونے کا عقیدہ، حضور ﷺ کے سسرال، آپ ﷺ کے پیارے صحابہ اور آپ ﷺ کی اہل بیت پاک اور آل پاک (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے متعلق ہی تمہارا عقیدہ درست نہ ہو تو کیا پھر بھی امید رکھ سکتے ہو کہ روزِ قیامت حضور پُرنور نبی کریم ﷺ کی شفاعت تمہیں نصیب ہوگی؟ ہرگز نہیں! برخوردار! روزانہ زندگی کا سفر طے ہو رہا ہے اور یوں سمجھنا چاہیے کہ ہم اپنے سفر کا ایک میل فاصلہ روزانہ طے کر رہے ہیں بالآخر ہمیں اللہ پاک کی اور اس کے رسول پاک ﷺ کی بارگاہ میں ایک روز پیش ہونا ہے۔ وہاں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کیا جواب دیں گے؟ ذرا ہوش کریں! صریح آیاتِ قرآنی کا انکار کون سی نفع کی بات ہے؟

اللہ تعالیٰ صدقہ حضور نبی کریم ﷺ قبول فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔

السید محمد باقر علی شاہ بخاری نقشبندی مجددی کیلانی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ حضرت کیلیانوالہ شریف ضلع گوجرانوالہ

Marfat.com

دیباچہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم اما بعد:

قرآن مجید میں امتِ مسلمہ کو خیرِ امت یعنی تمام امتوں سے بہتر امت فرمایا گیا، کیوں؟ اس لئے کہ تبلیغِ اسلام کا منصب و ذمہ داری ان کے سپرد کر دی گئی، فرمایا:

كُنۡتُمۡ خَيۡرَ اُمَّةٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ تَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَتَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ (نساء:۱۱۰)

"تم بہترین امت ہو جو لوگوں کی (بھلائی) کیلئے نکالی گئی ہو تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو۔"

ہمارے آقا و مولا حضور سید الانبیاء والمرسلین، خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر سلسلۂ نبوت ختم ہوا۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے امت کی یہ ڈیوٹی لگائی۔

بلغوا عنی ولو اٰیۃ (الحدیث)

اگر چہ ایک آیت ہی ہو مجھ سے آگے پہنچاؤ۔

چونکہ مقصودِ ربانی یہ تھا کہ یہ ابدی ہدایت بعد میں آنے والے ہر زمانے کیلئے جاری و ساری ہو پس اللہ کریم نے جو ہدایت اور شریعت حضور پر نور نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نازل فرمائی اسے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے صحابہ پاک تک پہنچا دیا۔ صحابہ پاک نے ان معانی کو جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے الفاظ سے مراد لئے تھے ان کو سمجھ لیا اور انہوں نے وہ تمام باتیں تابعین تک پہنچائیں، تابعین نے بھی ان کی مراد کو سمجھ کر اس کو تبع تابعین تک پہنچایا، تبع تابعین سے لے کر آج تک ہر دور میں محبوبانِ خدا، آئمہ دین، محدثین عظام، مفسرین، فقہاء، اولیاء اللہ، مجددین اور علمائے اسلام تبلیغ دین اور مخلوق خدا کی آخروی بھلائی جیسے عظیم مشن پر کمر بستہ ہیں۔ لہٰذا جو کوئی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر اعتراض کرتا ہے یا ان کا منکر ہے درحقیقت وہ اسلام کا حقیقی دشمن ہے اور اسلام کی عمارت کو بنیادوں سے ہی منہدم کرنا چاہتا ہے۔ خاص طور پر جب مختلف فتنے پیدا ہو جائیں تو تبلیغ دین کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ "فتنوں کے ظہور کے وقت جو عالم اپنے علم کو ظاہر نہ کرے اور تبلیغِ اسلام کے لئے اپنی توانائیاں صرف نہ کرے تو قرآن و حدیث میں جو وعیدیں آئی ہیں ان کی رُو سے نہ اس کا کوئی فرض قبول ہوگا اور نہ نفل۔"

Marfat.com

آپ کے ہاتھوں میں یہ کتاب بھی اسی عظیم تبلیغی مشن کی ایک کڑی ہے، جو حضور قیوم العالم قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین، عالم اسلام کے عظیم روحانی پیشوا اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، حضرت الحاج پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری، نقشبندی، مجددی دامت برکاتہم القدسیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف کے حکم پر تصنیف کی گئی ہے جنہوں نے اپنی نگاہِ فیض سے اب تک اپنے خدام علماء سے ردِ شیعیت، نجدیت پر پینتالیس کتب تصنیف کروا کر رہتی دنیا تک وہ عظیم تبلیغی فریضہ سرانجام دیا ہے کہ جس کے لئے شاید نگاہِ شوق ابھی کئی صدیوں تک منتظر رہتی۔ زیرِ نظر تصنیف حضور قبلہ کے اس خیال مبارک کی تکمیل ہے کہ حضور موصوف کے حکم سے مذہب شیعہ پر انتہائی مدلل اور اس موضوع پر انسائیکلوپیڈیا اور اتھارٹی قرار پانے والی سترہ جلدیں حضرت مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث جامعہ رسولیہ شیرازیہ لاہور نے تصنیف فرمائیں۔ یہ ایک عظیم علمی ذخیرہ ہے جو بلاشبہ دربارِ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف کی نگاہِ فیض کا نتیجہ ہے۔ یہ عظیم اور بحرِ بیکراں علمی مواد ہے جسے عوام تو کجا تمام علماء بھی مکمل طور پر پڑھنے سے شاید عاری ہوں، ہزارہا صفحات پر یہ علمی ذخیرہ بکھرا پڑا ہے میرے آقائی و مولائی حضور قبلہ اکثر یہ خیال فرماتے کہ اس کا خلاصہ تیار ہو جائے۔ الحمدللہ! یہ کتاب اس سلسلے کی کاوش ہے جس میں محض خلاصہ کی بجائے مقصدِ حقیقی پیش نظر رکھا گیا ہے کہ مذہب شیعہ کے تمام اہم مختلف فیہ مسائل کو اس انداز سے سلجھایا جائے کہ مناظرین اسے پڑھیں تو انہیں یہ دلائل دیگر کتب سے بے نیاز کر دیں۔ خطیب حضرات کو سلیس اور عام فہم انداز میں دلیل کی قوت فراہم کریں۔ تحقیقی اور تاریخی نقطہ نظر سے مطالعہ کا ذوق رکھنے والے بھی اس موضوع سے انصاف کی ادائیگی کی گواہی دیں اور ایک عام فہم قاری بھی اگر تلاش حق کیلئے اسے اٹھائے تو اس کا دل مصنف کی پُر درد اور بے لاگ تحقیق سے متاثر ہو کر وہ مسلک اختیار کرنے پر مجبور ہو جائے جو مسلک اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کا تھا۔ اس لئے اس کتاب کا نام ''المذہب المختار بتائید اقوال اہل بیت الاطہار'' یعنی ''مسلکِ اہل بیت اطہار'' رکھا گیا ہے جس میں دس ابواب ہیں جن کی ترتیب کچھ یوں ہے۔

باب اول: افضل البشر بعد از انبیاء حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتائید قرآن وحدیث واجماعِ امت واقوال حضرت علی۔

اس باب میں دو فصل ہیں پہلی میں افضلیت صدیقی پر دلائل ہیں اور تفضیلیہ کا رد ہے۔ دوسری فصل میں اہل تشیع کے بنیادی عقیدہ خلافت بلافصل کی تردید میں اکیس دلائل خود معتبر ترین

Marfat.com

کتب شیعہ سے ہیں۔

باب دوم: باغِ فدک پر شیخین کی تائید حضرت علی اور دیگر آئمہ اہل بیت سے۔

ہر صاحب انصاف قاری پڑھ کر بفضلہ تعالیٰ مسلک اہل سنت کی صداقت کی گواہی دے گا۔

باب سوم: خلفاء ثلاثہ کے نبی وآل نبی سے خاندانی نسبی تعلقات اس باب میں بالخصوص ۲۵ کتب شیعہ سے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دامادِ علی و فاطمہ رضی اللہ عنہما ہونا ثابت کیا گیا ہے اور ۳۳ معتبر ترین کتب شیعہ سے چار بنات رسول ﷺ کا ثبوت پیش کر کے حضرت سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے دامادِ مصطفےٰ ﷺ ہونے کی حقیقت روزِ روشن کی طرح آشکار کی گئی ہے۔

باب چهارم: ''حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں اہل بیت ﷺ کا فیصلہ''

چونکہ روافض وشیعیت کی بنیاد ہی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گستاخی سے شروع ہوتی ہے لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ ہر محب اہل بیت حضرات حسنین کریمین کا ان کے حق میں بیعت کا فیصلہ تسلیم کرے، حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیعتِ امیر معاویہ پر تادمِ آخر بیس سال تک قائم رہے۔

باب پنجم: مروجہ ماتم اور اس کا رد، اکیس عدد آئمہ کے فرامین سے۔

باب ششم: ''ڈرو اس وقت سے جو آنے والا ہے'' یعنی وہ کفریات جنہیں خود اہل تشیع بھی پڑھ کر لرز جائیں لیکن انہوں نے کبھی غور نہیں کیا۔

دیگر ابواب تعزیہ نکالنا، کڑے پہننا اور گھوڑا نکالنا جیسے موضوعات پر مشتمل ہیں جو اہل تشیع کے موجودہ دور کے شعار اور نشانیاں ہیں۔ ان مسائل پر اہل بیت کے فیصلے پیش کئے گئے ہیں۔

اللہ کریم کی بارگاہِ اقدس میں التجا ہے کہ یہ کتاب ذریعۂ ہدایت بنائے اور پڑھنے سننے والے اسے دل ودماغ میں جگہ دیں۔ اس کتاب سے شیعیت کو بذریعہ دلیل روکنے کے جذبے سے بھرپور علماء وخطباء کو مفت دینے کے عزم کے ساتھ میرے سیدی ومولائی حضرت صاحب خالصتاً ذاتی خرچ سے چھپوا رہے ہیں۔

اللہ کریم آپ کا سایہ ہمہ پایہ تا ابد ہمارے سروں پر قائم رکھے اور دنیا وآخرت میں آپ کی سنگت نصیب ہو۔ آمین ثم آمین

از قلم خاکپائے کوچۂ مرشد
محمد رفیق کیلانی خادمِ حضور

Marfat.com

باب اول

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور آپ کی خلافتِ بلا فصل نیز حضرت عمر فاروق و حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہما کی بیعت کے حق میں حضور مولا علی رضی اللہ عنہ کا فیصلہ

☆ فصلِ اول ☆

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ: وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ. فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِىْ كَلَامِهِ الْمَجِيْدِ ثَانِىَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِى الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا

قارئین محترم! شیعہ عام طور پر دو گروہ ہیں۔ ایک وہ جو خلفاءِ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کو خلفاءِ برحق مانتا ہے لیکن حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ان سب سے افضل جانتا ہے۔ یہ تفضیلیہ ہیں۔ مسلکِ حق اہل سنت و جماعت کے نزدیک ان کا کیا حکم ہے؟ حضور سیدنا امام ربانی، حضور مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی قدس سرہ العزیز کے نورانی الفاظ مبارکہ میں مسلک حقہ اہل سنت و جماعت کا فیصلہ ملاحظہ ہو:۔

"بالجملہ افضلیتِ شیخین یقینی است ۔۔۔ منکرِ افضلیت شیخین را نیز حکم بکفر نکنیم

Marfat.com

ومبتدع وضال دانیم " ترجمہ: الغرض شیخین کی افضلیت یقینی ہے۔ شیخین کی فضیلت کے منکر کو کفر کا حکم ہم نہیں کرتے البتہ ہم اسے بدعتی اور گمراہ ضرور جانتے ہیں۔ (مکتوبات امام ربانی دفتر اول حصہ چہارم صفحہ ۱۳۰ مکتوب ۲۶۶)

۲۔ وآنکہ ہمہ را برابر داند و فضل یکے بر دیگرے فضولی انگارد بوالفضول است عجب بوالفضول کہ اجماع اہل حق را فضولی داند ترجمہ: اور جو شخص سب صحابہ کو برابر جانے اور ایک کو دوسرے پر فضیلت دینا فضول سمجھے وہ خود ابوالفضول اور احمق ہے۔ وہ کیسا عجب ابوالفضول ہے کہ جو تمام اہل حق کے اجماع کو فضول جانتا ہے۔ (مکتوبات شریف جلد اول دفتر اول حصہ چہارم مکتوب ۲۶۶ ص ۱۳۱)

لہٰذا تفضیلیہ کا کل صحابہ اور امت کے متفقہ عقیدہ سے ہٹ جانا اور بدعت فی العقیدہ کا مرتکب ہو جانا اور گمراہ ہونا ایک طے شدہ امر ہے۔ اس زیرِ مطالعہ باب میں قرآن وسنت واجماع صحابہ اور ان تینوں مصادر کے جملہ حوالہ جات کی تشریح و تعبیر خود کتب شیعہ اور آئمہ اہل بیت پاک کے فرامین سے پیش کر کے بالخصوص مجمع صحابہ میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور ضمناً حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی فضیلت بھی روزِ روشن کی طرح اجاگر کی گئی ہے جو انشاء اللہ اہل حق کے قلب وجاں کیلئے نور، مذبذبین کیلئے دلیل اور منکرین کیلئے حجت ثابت ہوگی اور بفضلہ تعالیٰ پڑھنے کے بعد آپ میرے اس دعویٰ کی تائید فرمائیں گے۔ اہل شیعہ کا دوسرا گروہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ! خلفاءِ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کو خلیفہ برحق بھی نہیں مانتا۔ ان کا رد اسی باب کی دوسری فصل میں تفصیل سے کر دیا گیا ہے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر

Marfat.com

صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافتِ بلافصل کوڈنکے کی چوٹ پر تسلیم کر کے آپ کی بیعت فرمائی اوران کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اوران کے بعد حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی بیعت فرمائی۔آمدم برسر مطلب!

قارئین حضرات: اس درج بالا آیت کریمہ میں صریحاً دو چیزوں کا ذکر فرمایا گیا ہے۔(1) یہ کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ثَانِیَ اثْنَیْنِ میں شامل ہیں اور (2) اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ کے الفاظ مبارکہ سے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے شرفِ صحابیت کا ذکر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے قرآن مجید کا جز بنا دیا گیا لہٰذا جو آپ کے شرفِ صحابیت کا منکر ہو گا وہ قرآن کا منکر ہو گا اور قرآن مجید کا انکار کفر ہے۔لہٰذا آپ کا اسلام میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارکہ کے بعد ثانی ہونا اور آپ کا شرفِ صحابیت نصِ قطعی سے ثابت ہے جس پر مزید دلائل کی ضرورت نہیں۔

پھر یہ بھی طے شدہ بات ہے کہ اگرچہ تمام صحابہ کرام نفسِ صحابیت میں برابر ہیں لیکن انکے درجات میں فرق ہے۔خود قرآن مجید درجاتِ صحابہ بیان کرتا ہے یہ اس لئے بیان کرنے کی ضرورت ہے تاکہ کسی ذہن میں یہ بات نہ آئے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی افضل ترین ہستیوں میں درجہ بندی کیونکر ممکن ہے یا کیسے کی جا سکتی ہے؟ اہل سنت و جماعت کے نزدیک احکام کا ماخذ سب سے پہلے قرآن مجید، اس کے بعد صاحب قرآن حضور پُر نور نبی کریم رؤوف ورحیم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک فیصلہ اور اس کے بعد تیسرا درجہ اجماعِ صحابہ واجماعِ امت کا ہے۔فضائل ومراتبِ صحابہ میں اولین درجہ بندی خود قرآن مجید نے فرمائی ہے۔ملاحظہ ہو۔سورۃ الحدید کی آیت مبارکہ: فرمایا

Marfat.com

"لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ ط اُولٰٓئِکَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا ط وَ کُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ الْحُسْنٰی : (پ ۲۷ ع ۱۷ سورۃ الحدید)

ترجمہ "تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا وہ مرتبہ میں ان سے بڑے ہیں جنہوں نے بعد فتح مکہ کے خرچ اور جہاد کیا اور ان سب سے اللہ جنت کا وعدہ فرما چکا ہے۔"

اس آیت مبارکہ میں لَا یَسْتَوِیْ نصِ قطعی ہے اور مِنْکُمْ سے تمام صحابہ مراد ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ اگرچہ تمام صحابہ اولین و آخرین جنتی ہیں لیکن لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ کے الفاظ مبارکہ سے یہ وہم ختم ہوگیا کہ وہ سب برابر ہیں۔ یہ الفاظِ قرآن ہیں اور انکارِ قرآن مجید کفر ہے۔

جیسا کہ یہاں واضح طور پر فرمایا گیا کہ فتح مکہ سے پہلے جہاد اور انفاق کرنے والے فتح مکہ کے بعد جہاد اور انفاق کرنے والوں سے افضل ہیں۔ پھر فتح مکہ سے قبل جہاد اور انفاق کرنے والوں میں بھی درجات ہیں اور ان سب صحابہ میں بھی ایمان، انفاق اور جہاد میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ چونکہ اول ہیں لہٰذا تمام صحابہ میں سے بھی افضل قرار پائے۔

لہٰذا اس آیت مبارکہ کا شان نزول اور شرح میں صدر الافاضل حضرت سید نعیم الدین مراد آبادی رحمتہ اللہ علیہ کی تفسیر خزائن العرفان مع ترجمہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی سے درج

Marfat.com

کرنا چاہوں گا۔ یہ تفسیری حاشیہ اہل سنت کے جملہ اسلاف متقدمین مفسرین کی ترجمانی میں خلاصۃ التفاسیر کی حیثیت رکھتا ہے۔ ملاحظہ ہوں۔ حضرت صدرالافاضل کے الفاظ: آپ فرماتے ہیں۔

''یہ آیت حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ آپ ہی وہ پہلے شخص ہیں جو ایمان لائے اور پہلی وہ شخصیت ہیں کہ جنہوں نے راہ خدا میں مال خرچ کیا اور رسول کریم ﷺ کی حمایت کی اور اس حمایت میں جانی مشقتوں سے شرف جہاد حاصل کیا

اہل شیعہ بھی آپکے اولِ اسلام ہونے کا واشگاف الفاظ میں اقرار کرتے ہیں۔''اِنَّ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ بَعْدَ خَدِیْجَۃَ اَبَابَکْرٍ ترجمہ: بے شک حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد جو سب سے پہلے ایمان لائے وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے''

قرآن مجید سے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ''ثانی اثنین میں شامل ہونے'' ''حضور سید عالم ﷺ کا صحابی ہونے'' کے بعد آپکے تقویٰ کا ذکر بالخصوص قرآن مجید نے اپنے محبوب کریم ﷺ کے تقویٰ کے ساتھ کیا۔ فرمایا وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ (سورہ زمر) ترجمہ:''اور جو سچ لے کر آیا اور جس نے اس سچ کی تصدیق کی وہ متقی ہیں''۔

چونکہ مخالف پر خود اس کی کتب حجت ہوتی ہیں لہٰذا اس ارشادِ خداوندی کی تفسیر خود اہلِ شیعہ کی تفسیر کے امام ابوعلی فضل بن حسن طبرسی کے الفاظ میں پیش کرتا ہوں۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے:

Marfat.com

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ اَیْ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ وَصَدَّقَ بِہٖ اَیْ اَبُوْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقُ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ (تفسیر مجمع البیان جلد ۳ جز نمبر ۵ ص ۴۵ مطبوعہ تہران) ترجمہ: ''اور جو سچ لے کر آیا یعنی اللہ کے رسول حضرت محمد ﷺ اور جس نے اس سچ کی تصدیق کی یعنی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ ہستیاں متقی ہیں''۔

آپکا تقوی نص قطعی سے ثابت ہو گیا۔ اہل سنت متقدمین کی تفاسیر کے خلاصۃ التفاسیر کے طور پر حضرت صدر الافاضل کی تفسیر خزائن العرفان کے ساتھ اس وقت اہلِ شیعہ کی تفسیر مجمع البیان جلد پنجم پ ۳۰ سورہ لیل ص ۵۰۲ میرے سامنے ہے جہاں فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی.... وَسَیُجَنَّبُھَا الْاَتْقٰی کے متعلق واضح طور پر لکھا گیا ہے کہ نَزَلَتْ فِیْ اَبَا بَکْرٍ: یعنی یہ آیات حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئیں۔

اب فریقین کی تفاسیر کے مطابق قرآن مجید کی عبارت النص سے آپکا اتقی یعنی سب سے بڑا متقی ہونا ثابت ہو گیا۔ یہاں نصِ قطعی سے آپ کے حق میں اتقی فرمانا اور دوسرے مقام پر اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ (تم میں سے اللہ کے ہاں سب سے بڑھ کر عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے) کو معیارِ تکریم قرار دے کر مجمعِ صحابہ میں آپکی بزرگی وفضیلت قرآن مجید نے جمیع صحابہ کرام پر مسلم فرما دی۔

بلکہ کمال ہے اہلِ شیعہ کے تفسیر کے امام علامہ طبرسی کے مطابق اللہ کریم نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حق میں ''اُولُوا الْفَضْلِ مِنْکُمْ (سورہ نور آیت نمبر ۲۲) ترجمہ: ''یعنی اے صحابہ تم میں سے صاحبِ فضیلت'' کے الفاظ نازل فرما

Marfat.com

کر مجمعِ صحابہ میں سے خصوصیت کے ساتھ آپکو تاجِ فضیلت بخشا (تفسیر مجمع البیان جزء ۷ جلد چہارم ص ۱۳۳)

قارئین محترم! یہ فضیلت منجانب اللہ ہے جسے عطا ہو جائے اسے کوئی چھین نہیں سکتا۔ اہل سنت و جماعت کے نزدیک لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ کی سب سے بہتر اور عملی تفسیر خود حضور پرنور نبی کریم رووف ورحیم سید عالم ﷺ نے کی۔ تمام صحابہ میں افضل امت ہونے کا فیصلہ آپ نے خود فرمایا اور بحمدہ تعالیٰ اہل سنت و جماعت تو کجا! خود کتبِ شیعہ کو بھی اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے بغیر چارہ نہ رہا کہ امام الانبیاء والمرسلین رحمۃ للعالمین جانِ رحمت اور والیِ امت ﷺ نے خود اپنی ظاہری زندگی مبارکہ میں کل صحابہ کے مجمع میں سے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنے مصلائے امامت پر کھڑا فرمایا۔

اہل شیعہ میں نہج البلاغہ کا مقام کسی سے ڈھکا چھپا نہیں۔ اسکی شرح الدرۃ النجفیہ شرح نہج البلاغہ ص ۲۲۵ مطبوعہ تہران کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں:۔

فَلَمَّا اشْتَدَّ بِهِ الْمَرَضُ اَمَرَ اَبَابَكْرٍ اَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ ترجمہ: حضور اکرم ﷺ کا مرض بڑھ گیا تو آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

یہی مصنف آگے لکھتا ہے:۔

وَالصَّحِيْحُ عِنْدِيْ وَهُوَ الْاَكْثَرُ وَالْمَشْهُوْرُ اِنَّ اَبَابَكْرٍ صَلّٰى بِالنَّاسِ بَعْدَ ذٰلِكَ يَوْمَيْنِ ثُمَّ مَاتَ

ترجمہ: میرے نزدیک صحیح یہ ہے اور یہی حقیقت اکثر و مشہور ہے کہ بے شک

Marfat.com

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد بھی دو دن تک تمام نمازیں پڑھائیں اور پھر حضور سید عالم ﷺ کا وصال ہوا۔ (درہ نجفیہ شرح نہج البلاغہ ص ۲۲۵ مطبوعہ تہران)

کون ان اہل شیعہ کو سمجھائے کہ جو اپنے فرضی تصورات میں افضل البشر بعد از انبیاء حضور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بے ادبی میں کہاں سے کہاں پہنچ جاتے ہیں؟ اور اپنے ایمان کا بیڑہ غرق کر دیتے ہیں کاش یہ دیکھا ہوتا کہ پوری امت میں سے افضل قرار دے کر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امام المتقین نائبِ مصطفیٰ اور مقتدائے مرتضیٰ کس ہستی نے انہیں بنایا اگر امامتِ نماز فضیلت کا معیار نہیں تو معراج کی رات خود اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو امام الانبیاء والمرسلین بنا کر خود کیوں امامتِ نماز کو فضیلت کا معیار بنایا؟ اور تمام انبیاء پر آپ کی فضیلت کو مسلم فرما دیا۔

میرے عزیز! مسجد اقصیٰ میں جس طرح تمام انبیاء کا امام بنا کر خود خدا نے اپنے محبوب کی فضیلت کا تمام انبیاء میں اعلان فرمایا بالکل اسی طرح خود محبوبِ خدا ﷺ نے مسجدِ نبوی شریف میں تمام صحابہ کا امام بنا کر حضورِ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا تمام صحابہ میں اعلان فرما دیا۔ لہٰذا مجلسِ انبیاء میں نہ فضیلتِ مصطفیٰ ﷺ میں کوئی شک رہا اور نہ مجلسِ صحابہ میں فضیلتِ سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ میں کوئی شبہ رہا۔

جب مقتدا مقتدی سے افضل ہے تو میں اہلِ شیعہ سے درمندانہ گزارش کرتا ہوں کہ حضرت سیدنا شیر خدا شہنشاہ ولایت حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تو اپنی ظاہر حیاتِ طیبہ میں بھی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پیچھے ہی نمازیں ادا

Marfat.com

فرماتے رہے۔ تفسیر قمی دیکھیں جہاں واضح الفاظ ہیں۔

"ثُمَّ قَامَ وَتَهَيَّأَ لِلصَّلٰوةِ وَحَضَرَ الْمَسْجِدَ وَصَلّٰى خَلْفَ اَبِیْ بَكْرٍ

ترجمہ: پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اٹھے اور نماز کی تیاری کر کے مسجد میں تشریف لائے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے ان کی اقتدا میں نماز پڑھی (تفسیر قمی صفحہ ۵۰۳)

ان دلائل سے ثابت ہوا کہ ہم اہل سنت و جماعت صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جو فضیلت دیتے ہیں یہ اپنے طور پر نہیں بلکہ قرآن مجید میں درج آپکی فضیلت کی وجہ سے ہے اور حضور پر نور نبی کریم ﷺ کا اپنی ظاہری حیات طیبہ میں انہیں اپنے مصلائے امامت پر کھڑا کرنے کی وجہ سے اور سیدنا مولائے کائنات حضرت شیر خدا حضور مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا آپکے پیچھے مع جملہ صحابہ کرام مقتدی بننے کی وجہ سے آپکی فضیلت کے قائل ہیں۔

اس پر مستزاد حضور مولا مشکل کشا کا اپنا فیصلہ وہ ہے جو آپ نے اپنے لختِ جگر حضرت سیدنا محمد بن حنیفہ رضی اللہ عنہ کے سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا ان کا سوال اور آپکا جواب جو اہلسنت کی کتب صحاح و تاریخ میں تواتر سے ثابت ہے بلفظہٖ درج ہے عرض کیا: اَیُّ النَّاسِ خَیْرٌ بَعْدَ النَّبِیِّ ﷺ؟ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ عُمَرُ (بخاری شریف جلد اول ص ۵۱۸) ترجمہ: حضور مولا علی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا نبی پاک ﷺ کے بعد کون امت میں افضل ہیں؟ حضرت علی نے جواب دیا ابو بکر رضی اللہ عنہ۔ میں نے عرض کیا پھر کون؟ فرمایا پھر عمر رضی اللہ عنہ۔" آپکا یہ فرمان

Marfat.com

بخاری شریف کے علاوہ ابوداؤد شریف جلد۲ ص ۲۸۸، مسند امام احمد بن حنبل جلد اول ص ۱۱۵ اور ص ۱۲۸ پر مختلف چار سندوں کے ساتھ۔ مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۴ ص ۸۸۷ کنز العمال جلد ۶ ص ۲۳۶، ص ۳۶۹، حلیۃ الاولیاء از ابونعیم جلد اول ص ۱۹۹، الاستیعاب جلد ۲ ص ۴۵۶ الاعتقاد علی مذہب السلف از امام بیہقی ص ۱۹۱۔ اخبار اصفہان جلد اول ص ۳۳۵۔ جلد دوم ص ۱۸۲، ص ۲۶۶، موضع اوہام الجمع والتفریق از خطیب بغدادی جلد اول ص ۴۳۹ اور تذکرۃ الحفاظ از امام ذہبی جلد ۳ ص ۱۰۳ پر موجود ہے۔

ہم سچے غلامانِ علی ہیں۔ ہم آپکا فرمان اور حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کا خلفاءِ ثلاثہ کی عملاً بیعت کرنا اور انکے ساتھ مشیرِ اعلیٰ اور قاضی القضاۃ کے عہدوں پر فائز رہنا اور خلفاءِ راشدین کے ساتھ ان کے ادوار میں فتوحاتِ اسلام میں پیش پیش رہنا پیشِ نظر رکھتے ہیں۔ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ سے فضیلتِ شیخین کا قول آپ سے تواتر سے ثابت ہے جسے حضور سیدنا امام ربانی حضور مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے مکتوبات شریف جلد اول دفتر اول مکتوب شریف ۲۶۶ ص نمبر ۲۹ پر، حضرت امام جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفاء ص ۱۳۱ پر فصل الصحابہ میں اور صاحب البدایہ والنہایہ نے جلد ۸ ص ۱۳ پر قَدْ ثَبَتَ عَنْہُ بِالتَّوَاتُرِ کے الفاظ سے درج کیا ہے۔

میں شیخین طاہرین کے بارے میں حضور حضرت سیدنا مولا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ کے دو ارشاداتِ خود معتبر کتبِ شیعہ سے پیش کرنا چاہوں گا۔ (۱) ھُمَا اَمَامَانِ عَادِلَانِ قَاسِطَانِ کَانَا عَلَی الْحَقِّ وَمَاتَا عَلَیْہِ فَعَلَیْھِمَا رَحْمَۃُ اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ترجمہ: فرمایا وہ دونوں (ابوبکر، عمر رضی اللہ عنہما) عادل اور مصنف امام تھے دونوں پوری زندگی حق پر رہے اور حق پر ہی وصال فرمایا۔ روز قیامت ان دونوں ہستیوں

Marfat.com

پر اللہ کی رحمت ہو (احقاق الحق ص ۷) (۲) حضور مولا مشکل کشا شیر خدا رضی اللہ عنہ نے شیخین کے بارے ارشاد فرمایا" وَلَعَمْرِی اِنَّ مَکَانَهُمَا فِی الْاِسْلَامِ لَعَظِیْمٌ وَ اَنَّ الْمُصَابَ بِهِمَا لَجَرْحٌ فِی الْاِسْلَامِ شَدِیْدٌ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ وَجَزَاهُمَا بِاَحْسَنِ مَاعَمِلَا

ترجمہ: فرمایا مجھے اپنی عمر کی قسم! بے شک ان دونوں ہستیوں کا اسلام میں بہت ہی عظیم مقام ہے اور ان کے وصال سے اسلام پر بہت ہی سخت مصائب کا دور آیا اللہ ان دونوں پر رحمت فرمائے اور انکے اعمال کی انہیں جزائے خیر عطا فرمائے (ابن میثم شرح نہج البلاغہ ج ۴ ص ۳۶ ۱) حضرت علی حق ہیں تو فضائلِ شیخین جو آپکے فرامین سے ثابت ہیں وہ بھی حق ہیں۔

حضرات گرامی! فضیلتِ شیخین پر بہت بڑی دلیل ظاہر وصال نبوی ﷺ کے فوراً بعد کل صحابہ کا اجماعی طور پر یکے بعد دیگرے انکی بیعت کرنا ہے۔ اہل سنت کے ہاں تو لَاتَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلَی الضَّلَالَةِ کی حدیث صحیحہ موجود ہے ہی، خود اہل شیعہ کے متقدمین میں سے انکے سرتاج شیخ محمد بن علی صدوق متوفی ۳۸۱ ہجری خصال شیخ صدوق میں اور متاخرین میں سے انکے مجتہد اعظم ملا باقر مجلسی متوفی 1111 ہجری "حیات القلوب" میں اس حدیث اور اصول کو اہلِ شیعہ کے ہاں بھی مسلم مانتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کی امت کبھی گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔

وہ لکھتے ہیں: سیز دہم آن است کہ خدا ایشاں از گرسنگی نمی کشد وایشاں را بر گمراہی جمع نہ کند ترجمہ: حضور ﷺ کی امت کی تیرھویں خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالی

Marfat.com

اسے بھوک سے نہیں مارے گا اور انہیں گمراہی پر جمع نہیں ہونے دے گا۔ (خصال شیخ صدوق با ترجمہ و شرح فارسی جلد نمبر 1 ص ۱۱۱؛ حیات القلوب ج ۲ ص ۲۵۹ مطبوعہ نولکشور بالفاظ مختلفہ)

قارئین! چونکہ میرا مقصد محض حق بیان کرنا ہے اور اس سے اللہ جل جلالہ اور اس کے رسول اعظم شفیع معظم ﷺ کی رضا و خوشنودی مقصود ہے اور راہِ حق سے بھٹکنے والوں کو اس راہ پر لانا مقصود ہے جس راہ پر حضور مولا علی رضی اللہ عنہ تھے لہٰذا وہ اہل شیعہ جو کہا کرتے ہیں کہ خلفائے راشدین کا انتخاب مجلسِ مشاورت کے ذریعہ ہوا نہ کہ خدا اور اسکے رسول ﷺ کا یہ انتخاب تھا۔ لہٰذا وہ برحق نہ تھے ان کیلئے گزارش ہے کہ آئیں یہ فیصلہ خود حضور باب العلم شہنشاہ ولایت مظہر العجائب والغرائب مولائے کائنات حضور سیدنا و مولانا علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ عنہ سے کراتے ہیں اور وہ بھی نہج البلاغہ جیسی مسلمہ کتاب سے فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اِنَّمَا الشُّوْرٰی لِلْمُهَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ فَاِنِ اجْتَمَعُوْا عَلٰی رَجُلٍ وَّسَمَّوْهُ اِمَاماً كَانَ ذٰلِكَ لِلّٰهِ رِضًى

ترجمہ: بے شک شوریٰ، مہاجرین اور انصار کے ہی شایان شان ہے۔ پس یہ دونوں گروہ جس کو متفقہ طور پر اپنا امام و خلیفہ بنانا منظور کر لیں تو وہ امام و خلیفہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ ہوگا۔ (نہج البلاغہ مطبوعہ بیروت ص ۳۶۷، مکتوب نمبر ۶)

چونکہ حضور مولا علی رضی اللہ عنہ کا انتخاب بطور خلیفہ بھی مہاجرین و انصار کی مجلس شوریٰ کے ذریعے ہوا لہٰذا آپ اپنے اس مکتوب میں اپنے خلیفہ برحق ہونے پر فیصلہ صحابہ کو بطور دلیل پیش کر رہے ہیں اور آپ کا یہ خط حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی

Marfat.com

طرف ہے جو نہج البلاغہ میں موجود ہے۔ آپ کے اس فرمان سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کسی کے خلیفہ برحق ہونے کیلئے اس کا اللہ کی طرف سے منتخب ہونا کوئی شرط نہیں بلکہ مہاجرین و انصار کا باہم مشورہ سے انتخاب ہی دراصل اللہ کا انتخاب ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے الفاظ ذٰلِکَ لِلّٰہِ رِضیً کے مطابق خلیفہ کا اس طرح منتخب ہونا اللہ جل جلالہ کی رضا کی دلیل ہے کن نفوسِ قدسیہ کا مشورہ؟ وہی صحابہ کہ شَاوِرْھُمْ فِی الْاَمْرِ ''کہ اے محبوب ان صحابہ سے مشورہ فرمالیا کریں'' کی نصِ قطعی جنکے مشورہ کی فضیلت پر قیامت تک قرآن مجید میں تلاوت کی جاتی رہے گی۔ اب تو خلفاء ثلاثہ کے طریق انتخاب اور انکی خلافت پر خود فرمان حضور مولا علی رضی اللہ عنہ سے کوئی شبہ باقی نہ رہا۔ وسیع الذہن اور صاف دل ہو کر آپکے یہ فرمان پڑھیں انشاء اللہ ہدایت نصیب ہوگی۔

اے بھائیو! کھلے ذہن سے سوچو کہ خلفاء راشدین کے زریں دور میں چھم چھم برستی ہوئی اللہ کی رحمت و برکت اور شب و روز کی بے مثال فتوحات اسلامیہ پر آج تک عالم کفر تو انگشت بدنداں ہو کر خلفاء راشدین کی علوِ مرتبت و فضیلت بیان کرنے پر مجبور ہو اور تم دعویٔ اسلام کے باوجود آج تک برحق خلفاء راشدین کی تیس سالہ خلافت جیسی حقیقت کو جھٹلا رہے ہو!!! جو کہ تاریخ کا حصہ بن چکا۔ ہر اپنا بیگانہ، مسلم اور غیر مسلم، کافر اور مومن جانتا ہے کہ حضور سید عالم ﷺ کے بعد خلافتِ بلافصل حضرت سیدنا ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دو سال تین ماہ کی تھی انکے بعد برحق خلافت ساڑھے دس سال حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، بارہ سال حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی، چار سال نو ماہ

Marfat.com

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اور چھ ماہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت تھی اس طرح یہ تیس سالہ دورِ خلافت واپس لانا تو کسی شیعہ کے بس کی بات نہیں چاہے اس کیلئے لاکھ جتن کرے اگر کچھ حاصل ہوگا تو صرف دنیا و آخرت میں بدنصیبی و روسیاہی! کیا فائدہ؟

اب میں خود حضور مولا علی رضی اللہ عنہ کے اپنے خلیفہ بلافصل ہونے سے انکار پر مبنی تیس (۳۰) حوالہ جات پیش کرنے سے پہلے عرض کروں گا کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل اور اسکے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق کی خلافتِ حقہ کا فیصلہ خود اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ نے عرشِ معلی پر فرمایا اور زمین پر مخبر صادق رحمت عالم شفیع معظم حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس کا اعلان فرمایا یہ حوالہ بھی خود معتبر ترین کتب شیعہ سے ہے اگر کوئی شیعہ حوالہ غلط ثابت کرے تو منہ مانگا انعام پائے لیکن ایسا ممکن نہ ہو سکے گا کیونکہ قادر مطلق کو یہی منظور ہے کہ میرے محبوب مکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گنبد خضریٰ میں قیامت تک جلوہ فرما رہنے والے ان دونوں حضراتِ بے مثال کی عظمت و شان کے ڈنکے بھی بے مثال طریقے سے بجیں اور اس کا اہتمام خود کتب شیعہ میں اس انداز سے کر دیا گیا کہ ان میں سے بھی کوئی انصاف پسند پڑھ کر یا کسی اہل سنت عالم دین سے سن کر دولت ایمان سے خالی نہ رہے گا اور پڑھ کر مسلک اہل سنت و جماعت اختیار کرنے پر مجبور ہو جائیگا۔

لیجیئے! یہ تفسیر صافی ص ۷۱۶ مطبوعہ تہران طبع جدید اور تفسیر قمی ص ۶۸۷ مطبوعہ ایران طبع قدیم ہے۔ پ ۲۸ سورہ تحریم کی آیت مبارکہ ہے وَ اِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِہٖ حَدِیْثًا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ”جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کسی

Marfat.com

بیوی سے ایک راز کی بات کی''۔ ان تفاسیر کے متعلقہ مقامات پر صاف لکھا ہے کہ حضور پر نور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ نے ام المومنین حضرت سیدہ حفصہ بنت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے راز کی بات یہ کی:

فَقَالَ اِنَّ اَبَابَکْرٍ یَلِی الْخَلَافَةَ بَعْدِیْ ثُمَّ بَعْدَہٗ اَبُوْکِ فَقَالَتْ مَنْ اَنْبَاَکَ ھٰذَا قَالَ نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ۔

ترجمہ: (راز کی بات ارشاد فرماتے ہوئے) آپ نے فرمایا میرے بعد بے شک ابو بکر خلیفہ ہوں گے پھر ان کے بعد تیرے ابا جان اس منصب پر فائز ہوں گے اس پر سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ حضور! یہ خبر آپ کو کس نے دی ہے؟ تو سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا مجھے اللہ نے یہ خبر دی ہے۔

(تفسیر صافی مصنفہ محمد بن مرتضیٰ المعروف علامہ فیض کاشانی ص ۱۶۷ مطبوعہ تہران جدید، تفسیر قمی مصنفہ ابوالحسن علی بن ابراہیم بن ہاشم قمی مطبوعہ ایران طبع قدیم ص ۶۸۷)

اے اہل شیعہ! یہ حوالہ جاگتی آنکھوں سے پڑھیں: خود تمہاری کتب میں موجود ہے۔ اللہ کریم ہدایت عطا فرمائیں بے شک ہدایت فقط اسی کے کرم سے ہے یہ حوالہ اپنی وضاحت آپ ہے اس پر مزید کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں۔ دیگر شیعہ تفاسیر میں سے تفسیر منہاج الصادقین میں بھی ایسے ہی ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے حضرت ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہ سے راز کی بات ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا

''بعد من ابو بکر و پدر تو مالک ایں امت شوند و پادشاهی

Marfat.com

کنند و بعد از ایشان عثمان متصدی حکومت گردد (تفسیر منہاج الصادقین جلد ۹ ص ۳۳۰ مطبوعہ تہران)

ترجمہ: فرمایا کہ میرے بعد ابو بکر اور ان کے بعد تمہارے والد گرامی حضرت عمر (رضی اللہ عنہما) اس امت کے مالک اور خلیفہ ہوں گے اور ان کے بعد عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) خلیفہ ہوں گے۔

کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ کہ بعد من ابو بکر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت بلا فصل پر دلیل قطعی نہیں؟ اب تفسیر مجمع البیان سے بھی سورہ تحریم کا یہی مقام ملاحظہ فرمائیں واضح الفاظ ہیں اَخْبَرَ حَفْصَةَ اَنَّہٗ یَمْلِکُ مِنْ بَعْدِہٖ اَبُوْ بَکْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ کو خبر دی کہ میرے بعد ابو بکر اور ان کے بعد عمر مملکت اسلامیہ کے مالک ہوں گے (تفسیر مجمع البیان جلد پنجم جز دہم ص ۳۱۴ مطبوعہ تہران)

قارئین محترم! یہاں بھی مِنْ بَعْدِہٖ اَبُوْبَکْرٍ کے الفاظ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافتِ بلا فصل پر دلیلِ قطعی ہیں۔ اب فیصلہ آپ پر ہے کہ نبی کا فرمان سچا ہے یا اہل شیعہ کا من گھڑت عقیدہ کہ ”علی خلیفہ بلا فصل ہیں“؟

☆ فصل دوئم ☆

اس فصل میں اُن اہلِ شیعہ کا رد ہے جو نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذَالِکَ خلفاءِ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کو بھی برحق نہیں مانتے اور اس معاملے میں اس حد تک بڑھ چکے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے فوراً بعد جو ترتیبِ خلافت قائم ہوئی اور حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے

Marfat.com

اور کل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے خلفاءِ ثلاثہ کی بالاتفاق جس طرح بیعت کی اس کے ماننے سے نہ صرف منکر ہیں بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافتِ بلافصل کو انہوں نے اپنے کلمے اور اذان تک کا جز بنالیا ہے اور اس میں ان کی سب سے بڑی دلیل ان کے اپنے زعم میں خمِ غدیر کے موقع پر حضور پرنور نبی کریم رؤوف و رحیم ﷺ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ ارشاد فرمانا ہے ''مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَھٰذَا عَلِیٌّ مَوْلَاہُ'' جبکہ اس حدیث مبارک کے اہل سنت و جماعت کے نزدیک صرف یہ معنی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا ''جس کا میں دوست ہوں اس کے علی بھی دوست ہیں۔'' میں اہلِ شیعہ کا موقف اگر خود ان کی کتب سے خلاصہ کے طور پر بیان کرنا چاہوں تو وہ یہ ہے:-

''اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفۂ بلافصل ہیں اور ہزاروں کے مجمع میں آپ کی خلافت بلافصل کا نبی پاک ﷺ نے کئی بار اعلان کیا۔ حتیٰ کہ ایک سوبیس مرتبہ آسمانوں پر بلا کر اللہ نے نبی پاک ﷺ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت و امامت کی اتنی تاکید کی اور اتنا مبالغہ فرمایا کہ دوسرے فرائض میں بھی اتنی تاکید و مبالغہ نہ فرمایا گیا۔'' اس موقف مین کس حد تک صداقت ہے؟ اس کا فیصلہ خود حضور مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے کراتے ہین جو آپ کا عمل ہے اور جو آپ کے فرمان ہیں وہ حق ہیں بلکہ آپ سراپا حق ہیں اور خلافتِ بلافصل کے بارے میں بھی جو آپ نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں فیصلہ کیا وہ بھی یقیناً حق ہے۔ ہم ذیل میں اکیس حوالہ جات پیش کر رہے ہیں۔ بفضلہٖ تعالیٰ اگر نظر انصاف سے جو جو شیعہ بھی پڑھے گا اقرار کئے بغیر اس کو کوئی چارہ کار نہ رہے گا۔

Marfat.com

حوالہ نمبر ۱:- خلیفۂ بلا فصل ہونے سے خود حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کا صاف انکار

اہل شیعہ کی تاریخ روضۃ الصفا سے حضور مولا علی رضی اللہ عنہ کے وہ الفاظ سنیں جو آپ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بنائے جانے کے بارے میں اپنی رائے کے طور پر حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیے۔

''امیر المومنین علی فرمود کہ ما بغیر عمر راضی نمی شویم کہ خلیفہ باش''

ترجمہ: ''ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بغیر کسی کے خلیفہ بننے کو پسند نہیں کریں گے۔''

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بھی یہی رائے دیکھی تو فرمایا

''بخدمت ابی بکر توجہ نمودہ وگفت اے خلیفہ رسول خدا! پسندیدہ شما پسندیدہ ما است ورضائے ما مقرون برضائے شما است''

ترجمہ: ''پھر حضرت علی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے رسول خدا کے خلیفہ! آپکی پسند ہماری پسند ہے اور ہماری خوشی آپکی خوشی سے وابستہ ہے۔ (تاریخ روضۃ الصفا مطبوعہ لکھنو طبع قدیم ج ۲ ص ۴۴۲ در ذکر خلافت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ)

کتنے صاف الفاظ میں آپ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیفۂ رسولِ خدا اور انکے بعد ''ما بغیر عمر راضی نمی شویم کہ خلیفہ باش'' کے الفاظ سے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی

86275

Marfat.com

اللہ عنہ کی خلافت کی تائید اور اقرار کر رہے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ اگر آپ خلیفۂ بلافصل ہوتے تو حضرات شیخین کی خلافت کا اتنے واضح اور غیر مبہم الفاظ میں اقرار کیوں کرتے؟ حضور مولا علی رضی اللہ عنہ کا شیر خدا ہونا مابین فریقین متفق علیہ ہے تو یوں کہنا چاہیے کہ اگر آپ خود خلیفہ بلافصل ہوتے تو پھر غیر کے خلیفہ بننے کو تو گوارا ہی ہرگز نہ کرتے؟ اگر بقول اہل شیعہ ''خم غدیر'' کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافتِ بلافصل کا اعلان ہو چکا تھا اور ایک سو بیس مرتبہ آسمانوں پر بلا کر اللہ نے نبی پاک کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت و امامت کی اتنی تاکید اور مبالغہ فرمایا کہ دوسرے فرائض میں اتنی تاکید و مبالغہ نہ فرمایا گیا'' تو میں اہل شیعہ سے پوچھنے میں حق بجانب ہوں کہ پھر حضور مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کی تائید تمہاری پشت پر کیوں نہیں؟ بلکہ حضور مولا علی رضی اللہ عنہ تو یہاں صاف اہل سنت و جماعت کے ساتھ کھڑے ہیں اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیفۂ رسولِ خدا فرما کر انکی خلافتِ بلافصل کا اعلان فرما رہے ہیں۔

حوالہ نمبر۲:۔ حضور مولا علی رضی اللہ عنہ کی اپنی تقریر سے خلافتِ بلافصل کا شوشہ ختم

یہ نہج البلاغہ کا خطبہ ۹۲ ہے۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آپکو بیعت لینے پر ابھارنے کی غرض سے حاضر خدمت ہوتے ہیں۔ خلفائے ثلاثہ حضرات ابو بکر و عمر و عثمان

Marfat.com

رضی اللہ عنہم کے بعد اب چوتھے نمبر پر جبکہ آپکا خلیفہ بننا تاریخ اسلام اور اہل سنت و جماعت کے نزدیک برحق و مسلم ہے تو ہمیں پتا چلتا ہے کہ آپ تو اس کے بھی حریص نہیں دکھائی دیتے بلکہ صاف الفاظ میں فرماتے ہیں کسی اور کو خلیفہ بنالو تو میں تم سے بڑھ کر اس کی اطاعت کروں گا۔ اور خلفاءِ ثلاثہ کا جس طرح وزیر رہا ہوں اس طرح اب بھی خلیفہ بننے کی بجائے خلیفہ کا وزیر بننا میرے لئے زیادہ بہتر ہے فرمایا

وَاِنْ تَرَكْتُمُوْنِيْ فَاَنَا كَاَحَدِكُمْ وَلَعَلِّيْ اَسْمَعُكُمْ وَاَطْوَعُكُمْ لِمَنْ وَلَّيْتُمُوْهُ اَمْرَكُمْ وَاَنَا لَكُمْ وَزِيْرًا خَيْرٌ لَّكُمْ مِّنِّيْ اَمِيْرًا

ترجمہ: فرمایا اگر تم مجھے خلافت کے معاملہ میں چھوڑ دو اور رہنے ہی دو تو میں تم میں سے ایک عام فرد کی طرح رہوں گا بلکہ جس کو تم خلیفہ چن لو گے میں اسکی فرماں برداری اور اطاعت میں تم سب سے آگے ہوں گا اور میرا وزیر بن جانا خلیفہ اور امیر بننے سے زیادہ بہتر ہے۔ (نہج البلاغہ ص ۱۳۶ خطبہ ۹۲، مطبوعہ بیروت دار الکتاب لبنانیہ)

یہاں اس فرمان میں اِنْ تَرَكْتُمُوْنِيْ فَاَنَا كَاَحَدِكُمْ کے الفاظ سے صاف واضح ہے کہ یہ الفاظ ارشاد فرمانے سے قبل نہ آپ خلیفہ تھے اور نہ لوگوں کو اس بارے میں کوئی علم تھا پھر فرمایا لَعَلِّيْ اَسْمَعُكُمْ وَاَطْوَعُكُمْ یعنی اگر کسی کو خلیفہ بناؤ گے تو مجھے سمع و اطاعت یعنی فرمانبرداری میں اپنے سے بڑھ کر پاؤ گے۔ آگے آپکے الفاظ لِمَنْ وَلَّيْتُمُوْهُ اَمْرَكُمْ صحابہ کرام کے انتخاب سے بننے والے خلفاءِ ثلاثہ کے برحق ہونے پر بھی دلیل قاہرہ ہیں کیونکہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ تو خلفاءِ ثلاثہ کے بعد کسی اور خلیفہ کے ممکنہ انتخاب کی صورت میں بھی سمع و اطاعت کا اظہار فرما رہے ہیں اور حضرت علی

Marfat.com

رضی اللہ عنہ اطاعت اسی وقت کریں گے جب اسے خلیفۂ برحق سمجھتے ہوں گے نتیجہ یہ نکلا کہ پہلے خلفاءِ ثلاثہ کو حق پر سمجھنا، انکی سمع واطاعت کرنا اور ہر دور میں ان کا وزیر بنے رہنا یہاں خود آپ کے فرمان سے نہج البلاغہ میں ثابت ہے اور آپکی خلفاءِ ثلاثہ کی بیعت و اطاعت و وزارت برضا و رغبت تھی نہ کہ جبراً۔ یہ اس لئے کہ آپ باتفاقِ فریقین شیرِ خدا ہیں حیدر کرار ہیں باطل کی اطاعت تو آپ سے متصور ہو ہی نہیں سکتی۔

اس ارشاد سے یہ بھی واضح ہوا کہ اگر ''خم غدیر'' کے موقع پر آپکی خلافت بلافصل کا اعلان ہو چکا تھا تو پھر کسی دوسرے کی اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار چہ معنی دارد؟ بلکہ آپ کے اس خطبہ سے تو یہ بھی ثابت ہوا کہ اس خطبہ کے وقت تک آپ نہ خلیفہ تھے نہ خلافت کے دعویدار۔ جب یہ دونوں باتیں مفقود تھیں تو خلافت بلافصل کا تو وجود ہی ختم!!!

حوالہ نمبر ۳:۔ حضرت علی کے فرمان سے ''وصی رسول اللہ'' کا عقیدہ ختم نیز حضرت ابو بکر کے خلیفۂ بلافصل اور خیرِ اُمت ہونے پر حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کا واضح فرمان گرامی

اِنَّ فِی الْخَبَرِ الْمَرْوِیِّ عَنْ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْهِ السَّلَامُ لَمَّا قِیْلَ لَهٗ اَلَا تُوْصِیْ فَقَالَ مَا اَوْصٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَاُوْصِیْ وَلٰکِنْ اِنْ اَرَادَ اللّٰهُ بِالنَّاسِ خَیْرًا اِسْتَجْمَعَهُمْ عَلٰی خَیْرِهِمْ کَمَا جَمَعَهُمْ بَعْدَ نَبِیِّهِمْ عَلٰی خَیْرِهِمْ

ترجمہ'': امیر المومنین حضرت سیدنا مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

Marfat.com

کہ جب آپ سے کہا گیا کہ آپ وصیت کیوں نہیں کرتے؟ تو آپ نے فرمایا کہ کیا حضور ﷺ نے وصیت فرمائی تھی؟ کہ میں وصیت کروں۔ لیکن اگر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمایا تو ان میں سے ان کے بہترین شخص پر سب کو جمع کر دے گا جیسا کہ اس نے نبی پاک ﷺ کے بعد انہیں بہترین شخص پر جمع کیا"۔ (تلخیص الشافی جلد دوم ص ۲۳۷ تصنیف شیخ الطائفہ ابوجعفر طوسی)

اس حدیث میں مَا اَوْصٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ کے واضح الفاظ سے "عَلِیٌّ وَصِیُّ رَسُوْلُ اللّٰہ" کی حضرت مولا علی کے فرمان سے نفی ہوگئی اور جَمَعَهُمْ بَعْدَ نَبِیِّهِمْ عَلٰی خَیْرِهِمْ کے الفاظ سے خلافتِ بلافصل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کیلئے نیز حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا افضلِ امت ہونا حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کی قولی حدیث سے ثابت ہو گیا اور وہ بھی معتبر ترین شیعہ کتب سے۔

حوالہ نمبر ۴:- حضور سید عالم ﷺ نے خود اپنے فوری بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خلیفۂ بلافصل ہونے اور ان کے جنتی ہونے کی پیشگوئی فرمائی

رُوِیَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَهٗ عِنْدَ اِقْبَالِ اَبِیْ بَكْرٍ اَنْ یُّبَشِّرَهٗ بِالْجَنَّةِ وَ بِالْخِلَافَةِ بَعْدَهٗ وَاَنْ یُّبَشِّرَ عُمَرَ بِالْجَنَّةِ وَ بِالْخِلَافَةِ بَعْدَ اَبِیْ بَكْرٍ

(تلخیص الشافی جلد سوم ص ۳۹ مطبوعہ قم طبع جدید)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے انہیں حضرت

Marfat.com

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مجلس میں آنے کے وقت ارشاد فرمایا کہ انہیں یعنی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جنت اور میرے بعد خلافت کی خوشخبری سنا دو اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بھی جنت اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بعد خلافت کی بشارت دے دو"۔

اتنے صاف الفاظ میں حدیث پاک طوسی نے لکھ تو دی لیکن صد افسوس! اس پر عمل نہ کیا بلکہ یوں کہوں گا کہ اللہ کی طرف سے عمل کی توفیق نصیب نہ ہوئی۔ ہم اس حدیث مبارکہ پر اس کے بے جا اعتراض کا بھی جواب دینا چاہیں گے۔ اعتراض یہ کیا کہ یہ اخبار احاد ہیں ان سے خلافت ثابت نہیں ہوتی ہمارا جواب یہ ہے کہ یہ تو طوسی نے بھی تسلیم کیا کہ اس خبر میں آنے والے وقت کے بارے میں پیشگوئی کی گئی ہے۔ آج تاریخ اسلام کا ہر طالب علم جانتا ہے اور یہ بات مسلمہ ہے کہ فرمانِ رسالت ﷺ کے مطابق یہ پیش گوئی اسی طرح حرف بحرف پوری ہوئی یعنی پہلے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو پھر برحق پیشگوئی پر مبنی خبر واحد ایک قطعی اور سچی حقیقت بن کر سامنے آئی واقعاتی اور زمینی حقائق نے اسے سچ ثابت کیا تو پھر ماننا پڑے گا کہ یہ حدیث اپنے مدلول اور مقصود میں اور تاریخی صداقت میں یقین کامل مہیا کر رہی ہے لہٰذا اپنی صداقت میں یہ حدیث قطعی کی طرح فیصلہ کن ہے کیونکہ خبر احاد، صحیح اور تواتر میں احادیث کی درجہ بندی کا مقصد محض یقینی علم اور سچائی کا حصول ہے۔

حوالہ نمبر ۵:۔ تیس سالہ دورِ خلافتِ راشدہ مابین شیعہ وسنی

Marfat.com

متفق علیہ ہے اور اہل شیعہ کے نزدیک بھی حضرت ابوبکر کی خلافتِ بلافصل حدیث صحیح سے ثابت ہے

اس حدیث پاک پر اہل سنت اور اہل شیعہ کا اتفاق ہے جس میں حضور پرنور نبی کریم رؤوف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد خلافت تیس سال تک رہے گی۔ الارشاد للشیخ مفید ص ۱۲۱ اور کشف الغمہ ص ۶۳ پر یہ حدیث صحیحہ خود اہل شیعہ کی کتب میں درجہ صحیح میں موجود اور ثابت ہے۔ اسی سلسلہ میں مروج الذہب کی عبارت پیش خدمت ہے

صَحَّ الْخَبَرُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَلْخَلَافَةُ بَعْدِیْ ثَلَاثُوْنَ سَنَةً لِاَنَّ اَبَا بَکْرِنِ الصِّدِّیْقَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ تَقَلَّدَهَا سَنَتَیْنِ وَ ثَلَاثَةَ اَشْهُرٍ وَّ ثَمَانِیَةَ اَیَّامٍ وَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ عَشْرَ سِنِیْنَ وَ سِتَّةَ اَشْهُرٍ وَّ اَرْبَعَ لَیَالٍ وَّ عُثْمَانُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ اِحْدٰی عَشْرَةَ سَنَةً وَّ اَحَدَ عَشَرَ شَهْرًا وَّ ثَلَاثَةَ عَشَرَ یَوْمًا وَّ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ اَرْبَعَ سِنِیْنَ وَ سَبْعَةَ اَشْهُرٍ اِلَّا یَوْمًا وَ الْحَسَنُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ ثَمَانِیَةَ اَشْهُرٍ وَّ عَشْرَةَ اَیَّامٍ فَذَالِکَ ثَلَاثُوْنَ سَنَةً

ترجمہ: رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح حدیث میں مروی ہے کہ میرے بعد خلافت تیس سال ہوگی۔ کیونکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دو سال تین ماہ اور آٹھ دن، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دس سال چھ ماہ اور چار راتیں، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے گیارہ سال گیارہ ماہ اور تیرہ دن، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے چار

Marfat.com

سال ایک دن کم سات ماہ اور امام حسن رضی اللہ عنہ نے آٹھ ماہ اور دس دن خلافت کی یہ کل مدت تیس سال ہوئی۔ (مروج الذہب للمسعودی شیعی جلد دوم ص ۴۲۹ ذکر خلافت حسن بن علی رضی اللہ عنہما مطبوعہ بیروت طبع جدید)

قارئین! شیعہ مورخ نے اس حدیث کو حدیث صحیح قرار دیا ہے اور خلافتِ حسن بن علی میں ذکر کر کے اسے سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت کے حقہ ہونے پر بطور دلیل پیش کیا ہے لیکن الحمد للہ! ساتھ ہی اس حدیث صحیحہ اور فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خلفاءِ ثلاثہ کی خلافت بھی، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت کی طرح، خلافتِ حقہ ثابت ہوگئی اور وہ بھی اس ترتیب سے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فوری بعد خلافت بلافصل حضرت علی کی نہ تھی بلکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافتِ بلا فصل تھی جو بقول شیعہ مورخ حدیث صحیح سے ثابت ہے اور دو سال تین ماہ اور آٹھ دن جاری رہی۔ ان کے بعد حضرت عمرِ فاروق پھر حضرت عثمان غنی پھر حضرت علی اور پھر حضرت امام حسن (رضی اللہ عنہم) کی خلافت راشدہ تھی۔

حوالہ نمبر ۶:- نہج البلاغہ سے حضرت سیدنا مولا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ کا اپنے سے پہلے خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی خلافت کا اقرار

اِنَّہٗ بَایَعَنِی الْقَوْمُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا اَبَابَکْرٍ وَ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ عَلٰی مَابَایَعُوْھُمْ عَلَیْہِ

ترجمہ: بے شک میری بیعت ان لوگوں نے کی ہے جنہوں نے حضرات ابوبکر و عمر و

Marfat.com

عثمان (رضی اللہ عنہم) کی بیعت کی تھی اور مقصد بیعت بھی ایک ہی ہے۔ (نہج البلاغہ ص ۳۶۶ مطبوعہ بیروت، الاخبار الطوال ص ۱۴۰ طبع جدید)

حوالہ نمبر ۷:- ثُمَّ تَنَاوَلَ یَدَ اَبِیْ بَکْرٍ فَبَایَعَهٗ: پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور بیعت کر لی (احتجاج طبرسی ص ۵۴ مطبوعہ نجف اشرف طبع قدیم و احتجاج طبرسی ص ۱۱۰ جلد اول طبع جدید مطبوعہ قم)

حوالہ نمبر ۸:- قَالَ اُسَامَةُ فَهَلْ بَایَعْتَهٗ فَقَالَ نَعَمْ: ترجمہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کیا آپ نے حضرت ابوبکر کی بیعت کر لی ہے؟ فرمایا ہاں میں نے بیعت کر لی ہے (احتجاج طبرسی ص ۵۶ مطبوعہ نجف اشرف طبع قدیم و احتجاج طبرسی جلد اول ص ۱۱۵ مطبوعہ قم طبع جدید

حوالہ نمبر ۹:- سید عالم ﷺ نے الوداعی خطبہ میں خلفاءِ راشدین کا دامن امت کو تھما دیا۔

اوپر حوالہ نمبر ۵ میں اہل شیعہ کے محدثین، مورخین و مجتہدین کے نزدیک بھی حدیث صحیح سے خلفاءِ راشدین کا برحق ہونا اور انکی تیس سالہ خلافت کا برحق ہونا ثابت ہے اب کتبِ شیعہ سے سید عالم ﷺ کی ایک اور حدیث مبارکہ سنیں وَمَنْ یَعِشْ مِنْکُمْ یَرٰی اِخْتِلَافًا کَثِیْرًا فَعَلَیْکُمْ بِمَا عَرَفْتُمْ مِنْ سُنَّتِیْ وَ سُنَّةِ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِیْنَ مِنْ اَهْلِ بَیْتِیْ فَعَضُّوْا عَلَیْهِمْ بِالنَّوَاجِذِ وَ اَطِیْعُوا الْحَقَّ وَلَوْ کَانَ صَاحِبُهٗ عَبْدًا

Marfat.com

حَبَشِیًّا ترجمہ: حضور سید عالم ﷺ نے الوداعی خطبہ میں فرمایا کہ تم میں سے جو زندہ رہا اس پر لازم ہے کہ میری اور میرے خلفاء راشدین (ابوبکر، عمر، عثمان و علی و حسن) کی سنت کو میرے بعد مضبوطی سے تھام لے اور حق کی پیروی کرے اگرچہ صاحب حق حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔" (ارشاد القلوب جلد اول ص ۳۷ مصنفہ الشیخ ابی محمد الحسن دیلمی، مطبوعہ بیروت طبع جدید)

قارئین! اس حوالہ میں مِنْ اَهْلِ بَیْتِیْ کا لفظ شیعہ مصنف کا خود وضع کردہ ہے لہٰذا ہم اسے ترجمہ میں نہیں لائے۔ علم حدیث میں درک رکھنے والے بادی النظر میں ہی اسے پہچان جاتے ہیں مزید یہ کہ اس حدیث مبارکہ ہی کے آخری الفاظ ''کہ اگرچہ صاحب حق حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو'' بھی من اہل بیتی کی تردید کیلئے کافی ہیں کیونکہ حبشی غلام کا نسبی طور پر اہل بیت سے کیا تعلق ہو سکتا ہے؟ مزید یہ کہ اس زیادتی کے دلائل خود کتب شیعہ کے مطالعہ سے پختہ تر ہو جاتے ہیں مثلاً کشف الغمہ میں ہے کہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کرتے ہوئے یہ شرط بھی رکھی تھی:۔

"عَلٰی اَنْ یَّعْمَلَ فِیْهِمْ بِکِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ سِیْرَةِ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِیْنَ۔

ترجمہ: یہ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ لوگوں میں اللہ کی کتاب نبی پاک کی سنت اور سیرۃ خلفاءِ راشدین کے مطابق عمل کریں گے (کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ جلد اول ص ۵۷۰ مطبوعہ تبریز طبع جدید) اس عبارت سے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ حضرت

Marfat.com

سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ حضرات ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم کو ہی خلفاءِ راشدین سمجھتے ہیں اور انہیں برحق سمجھنے کے ساتھ ساتھ انکے طرزِ حکومت کو آئندہ کے حکمرانوں کیلئے ایک نمونہ بھی قرار دے رہے ہیں لہٰذا جو امام پاک کا فیصلہ ہے وہی ہم اہل سنت و جماعت کا بھی فیصلہ اور عقیدہ ہے کہ خلفاءِ راشدین ہی اللہ و رسول کے بعد امت کیلئے مینار ہدایت ہیں۔ اللہ کریم ہدایت عطا فرمائیں اور اہل بیت پاک کے مطابق عقیدہ رکھنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔ آمین ثم آمین!

حوالہ نمبر ۱۰:- شیخین کی بیعت کا اقرار خود الفاظِ علی میں

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے خطبہ کے دوران فرمایا

فَبَایَعْتُ اَبَابَکْرٍ کَمَا بَایَعْتُمُوْہُ

پس میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی کہ جس طرح تم سب نے انکی بیعت کی تھی۔ پھر فرمایا فَبَایَعْتُ عُمَرَ کَمَا بَایَعْتُمُوْہُ پس میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی کہ جس طرح تم سب نے ان کی بیعت کی (امالی شیخ طوسی جلد دوم ص ۲۱، الجزء الثامن عشر طبع ایران)

حوالہ نمبر ۱۱:- بیعتِ خلفاءِ ثلاثہ اور اس پر قائم رہنے کا حضور مولا علی کا اعلان سنیں!

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا:-

Marfat.com

ترجمہ: حضرت امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو مجھے "رَابِعِ الْخُلَفَآءِ"، یعنی چوتھا خلیفہ نہ کہے اس پر اللہ کی لعنت ہے۔ (مجمع الفضائل ترجمہ مناقب شہر آشوب جلد دوم ص ۳۷۶ مطبوعہ کراچی)

قارئین! خود حضور مولا علی رضی اللہ عنہ کے فرمان سے ثابت ہوا

نمبرا:- کہ آپکو خلیفہ بلافصل کہنا باطل ہے اور ایسا کہنے والے پر اللہ کی لعنت ہے۔

نمبر۲:- آپ نے فرمایا اِنِّیْ رَابِعِ الْخُلَفَآءِ بے شک میں چوتھے نمبر پر خلیفہ ہوں۔

اہل سنت حضور سیدنا مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو چوتھے نمبر پر خلیفہ خود آپ کے اس فرمان سے مانتے ہیں اور اہل شیعہ آپکو پہلے نمبر پر کہہ کر جہاں حضور مولا علی رضی اللہ عنہ کے پوری زندگی کے بیعت خلفاء ثلاثہ کے پاک عمل کو جھٹلاتے ہیں اور ساتھ ہی تاریخ اسلام اور زمینی حقائق کی تکذیب کر کے اہل اسلام کے ساتھ ساتھ مستشرقین اور یورپ کے اہلِ علم کی نظر میں تماشہ بنے ہوئے ہیں وہاں ایسا کر کے بباطن بہ فرمان مولا علی فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللہ کا مصداق بھی بن رہے ہیں؟ ڈھٹائی کی حد دیکھیں کہہ دیا کہ اس فرمان کا مطلب وہ نہیں جو اہل سنت مراد لیتے ہیں بلکہ یہاں مراد اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً کی رو سے خلیفۂ اول کے طور پر حضرت آدم علیہ السلام اور یا دَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ کی رو سے حضرت داؤد علیہ السلام خلیفہ دوم اور یا ھَارُوْنُ اُخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ کے الفاظ سے حضرت ہارون علیہ السلام تیسرے خلیفہ ہیں

Marfat.com

اَمَّا یَوْمَ عُمَرُ وَ عُثْمَانَ فَلَاَنِّیْ کُنْتُ قَدْ بَایَعْتُ وَ مِثْلِیْ لَایَنْکُثُ بَیْعَتَہٗ۔

ترجمہ: لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی کی بیعت کے وقت چونکہ میں (اس سے پہلے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی) بیعت کر چکا تھا اور مجھ جیسا شخص بیعت کر کے توڑا نہیں کرتا (ارشاد القلوب مصنفہ شیخ ابی محمد الحسن بن محمد الدیلمی ص ۳۹۶ طبع بیروت)۔

حوالہ نمبر ۱۲:- بقول حضور مولا علی رضی اللہ عنہ شیخین حق کے امام ہیں

ھُمَا اِمَامَانِ عَادِلَانِ قَاسِطَانِ کَانَا عَلَی الْحَقِّ وَ مَاتَا عَلَیْہِ فَعَلَیْھِمَا رَحْمَۃُ اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔

ترجمہ: وہ دونوں (ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما) عادل اور منصف خلیفہ تھے۔ دونوں ہمیشہ حق پر رہے اور حق پہ ہی وصال فرمایا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان دونوں پر اپنی رحمت نازل فرمائے (احقاق الحق ص ۷)۔

حوالہ نمبر ۱۳:- خلفاء ثلاثہ کی خلافت کو برحق نہ سمجھنے والا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک لعنتی ہے

قَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَمَنْ لَّمْ یَقُلْ اِنِّیْ رَابِعُ الْخُلَفَاءِ فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ (مناقب علامہ ابن شہر آشوب جلد سوم ص ۶۳)

Marfat.com

اوران کے بعد چوتھے نمبر پر حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ ہیں۔اے شیعو! ایک عام آدمی بھی آپ کواس کا یہی جواب دے گا کہ شیعہ سنی کا اختلاف ''خلیفہ رسول ﷺ کے بارے میں ہے نہ کہ خلیفۃ اللہ کے بارے میں!'' اگر یہاں خلیفۃ اللہ مراد ہوں تو کیا آدم علیہ السلام، داؤد علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کے نبی ہونے پر شک ہے؟ پس ثابت ہوا کہ خلیفۃ اللہ کا منصب تو صرف پیغمبروں کو ہی ملا اس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفۃ اللہ کی فہرست میں مان کر آپکو نبی ماننا لازم آئیگا جبکہ یہ متفق علیہ بات ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نبی نہیں بلکہ فرمان حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ ہے''جو آپکو نبی مانے یا نبی شک کرے اس پر بھی اللہ کی لعنت ہے'' (رجال کشی ص ۲۵۵ مطبوعہ کربلا)

حوالہ نمبر ۱۴:- امیر المومنین علی چوں استماع نمود کہ مسلمان بر بیعت ابو بکر اتفاق نمودند بتعجیل ازخانہ بیرون آمد چنانچہ ھیچ در بر نداشت بعد از پیرھن نہ ازارو نہ ردا ھمچناں نزد صدیق رفتہ باد وبیعت نمود

ترجمہ: حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جب سنا کہ تمام مسلمانوں نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت پر اتفاق کر لیا ہے تو بہت ہی جلدی درِ دولت سے باہر تشریف لائے حضرت علی رضی اللہ عنہ پیرہن مبارک میں ملبوس تھے۔اس صورت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور آپکی بیعت کر لی''۔

اس کے بعد الفاظ ہیں کہ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا''ابو بکر راشائستہ ایں کار میدانم'' ترجمہ میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کواس بار خلافت

Marfat.com

کیلئے نہایت مناسب شخصیت تصور کرتا ہوں۔ (روضۃ الصفاء جلد دوم صفحہ ۴۳۲ ذکر بیعت امیر المومنین)

قارئین! اہل شیعہ سے پوچھیں کہ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ بلافصل ہوتے تو کیا اس اہتمام وتعجیل اور گرمجوشی سے بیعتِ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کرتے؟ روضۃ الصفا کے الفاظ بار بار پڑھیں بہ رضا و رغبت بیعت کرنا ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شایان شان ہے۔ جیسا کہ یہاں بیان کیا گیا ہے

حوالہ نمبر ۱۵:- اب جو حوالہ پیش کرنے لگا ہوں یہ تفسیر منہاج الصادقین کا ہے کہ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کے حکم سے وصال نبوی ﷺ کے فوراً بعد حضرت سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا خلیفہ بلافصل ہونا اور ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہونے کی اطلاع بحکم خدا خود حضور پرنور سید عالم ﷺ نے دے دی تھی اور یہ ہم تک پہنچی تو کن کے ذریعے سے؟ سبحان اللہ! اس ہستی کے ذریعے سے کہ جنہیں قرآن مجید نے ہماری ماں ارشاد فرمایا قیامت تک وَاَزْوَاجُہٗ اُمَّھَاتُھُمْ کی تلاوت سے نبی کی بیویوں کو مائیں تسلیم کرنا ہر مومن کیلئے حکمِ قرآن مجید اور نص قطعی ہے۔ قرآن مجید میں موجود اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا معنی یہ ہے "کہ نبی پاک ﷺ کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں"۔ لہٰذا جو نبی پاک ﷺ کی ازواج پاک کو اپنی ماں نہیں مانتا وہ قرآن پاک کی رو سے مومن ہی نہیں۔ یہ بات شیعہ برادری کو بار بار سوچنی چاہیے اور پھر اپنے دل سے پوچھیں کہ کیا ماں کا منکر اور بے ادب جنت میں جا سکتا ہے؟ بہر حال ملاحظہ ہوں تفسیر منہاج الصادقین کے الفاظ:۔

Marfat.com

پیغمبر حفصہ را فرمود کہ بعد من ابو بکر و پدر تو مالک این امت شوند و پادشاہی کنند و بعد از ایشان عثمان متصدی حکومت گردد (تفسیر منہاج الصادقین جلد۹ ص ۳۳۰ مطبوعہ تہران)

ترجمہ: حضور پرنور سید دو عالم ﷺ نے ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ میرے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد تیرا باپ عمر رضی اللہ عنہ اس امت کے مالک اور خلیفہ ہوں گے اور ان کے بعد پھر عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوں گے"۔

میں ہر دردمند اور انصاف پسند اہل شیعہ سے گزارش کروں گا کہ بار بار تصدیق کریں اگر حضور سید عالم ﷺ کا یہ فرمان بعینہٖ ان کی کتب میں موجود ہو تو پھر عرض کروں گا کہ خلفائے ثلاثہ کی تکذیب سیدھی سیدھی اللہ کے رسول کی تکذیب ہے اور نبی پاک ﷺ کو جھٹلانے کے مترادف ہے۔ کیا "بعد من ابو بکر" کے الفاظ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافتِ بلافصل کو ثابت نہیں کر رہے؟ اللہ کریم ہدایت نصیب فرمائیں اور اس عارضی دنیا اور میدان آزمائش میں ہی حق تسلیم کرنے کی توفیق عطا فرمائیں! آمین ثم آمین

حوالہ نمبر ۱۶:۔ اَخبَرَ حَفْصَةَ اَنَّهٗ یَملِکُ مِنْ بَعْدِهٖ اَبُوْبَکْرٍ ثُمَّ عُمَرُ

ترجمہ: حضور نبی پاک ﷺ نے اپنی بیوی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہ کو خبر دی کہ میرے بعد ابو بکر اور ان کے بعد عمر مملکت اسلامیہ کے مالک ہوں گے (تفسیر مجمع البیان

Marfat.com

جلد پنجم جز دہم ص ۳۱۴ مطبوعہ تہران)

حوالہ نمبر ۱۷:- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کو اپنے اوپر لازم قرار دیا

فَنَظَرْتُ فِیْ اَمْرِیْ فَاِذَا طَاعَتِیْ قَدْ سَبَقَتْ بَیْعَتِیْ وَاِذَ الْمِیْثَاقُ فِیْ عُنُقِیْ لِغَیْرِیْ (نہج البلاغہ مطبوعہ بیروت خطبہ ۳۷ ص ۸۱)

ترجمہ: ''میں نے اپنے معاملہ میں غور و فکر کیا تو اس نتیجہ پہ پہنچا کہ میرے لئے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اطاعت کرنا اور انکی بیعت میں داخل ہونا اپنے لئے بیعت لینے سے بہتر ہے اور جبکہ میری گردن میں غیر کی بیعت کرنے کا عہد بھی بندھا ہوا ہے''۔

اس روایت کے الفاظ کی ابن میثم یوں شرح کرتا ہے

وَقَوْلُہٗ وَاِذَا الْمِیْثَاقُ فِیْ عُنُقِیْ لِغَیْرِیْ اَیْ مِیْثَاقُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَعَھْدُہٗ اِلَیَّ بِعَدَمِ الْمُشَاقَۃِ وَقِیْلَ الْمِیْثَاقُ مَالَزِمَہٗ مِنْ بَیْعَۃِ اَبِیْ بَکْرٍ بَعْدَ اِیْقَاعِھَا اَیْ فَاِذَ الْمِیْثَاقُ الْقَوْمِ قَدْ لَزِمَنِیْ فَلَمْ یُمْکِنِّیْ الْمُخَالَفَۃُ بَعْدَہٗ (شرح نہج البلاغہ ابن میثم جلد دوم ص ۹۷ مطبوعہ تہران طبع جدید) ترجمہ: فَاِذَ الْمِیْثَاقُ فِیْ عُنُقِیْ لِغَیْرِیْ سے مراد ہے رسول ﷺ کا مجھ سے عہد لینا۔ مجھے اس کا پابند رہنا لازم ہے کہ جب لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کرلیں تو میں بھی بیعت کرلوں پس جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت مجھ پر لازم ہوئی تو اس کے بعد میرے لئے ناممکن تھا کہ میں اسکی مخالفت کرتا''۔

Marfat.com

قارئین محترم! حضور شہنشاہِ ولایت حضرت سیدنا مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا یہ خطبہ کتنا واضح ہے جو نہج البلاغہ میں موجود ہے۔ کون کہتا ہے کہ شیر خدا نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت رضامندی سے نہیں کی؟ مجھے کہنے دیجئے کہ ایسا کہنے والا آپکے خطباتِ نہج البلاغہ سے ناواقف ہے یا پھر اسے اپنے مذہب کی اس کتاب پر ذرہ بھر بھی اعتبار نہیں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں کیوں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت نہ کرتا جبکہ آقائے دو عالم ﷺ نے مجھ سے اپنی ظاہر حیات طیبہ میں ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے کا عہد لیا ہوا تھا۔ لہٰذا آپ نے بیعت کی اور مشاورت کا حق بھی ادا کیا اگر خلافتِ بلافصل خود آپکا حق ہوتا تو کبھی بیعت نہ کرتے۔

حوالہ نمبر ۱۸:- فرمان حضرت علی رضی اللہ عنہ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خود نبی پاک ﷺ نے خلیفہ بنایا

عَنِ الْبَاقِرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ قَالَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ... فَنَشْهَدُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ اسْتَخْلَفَ اَبَا بَكْرٍ

(تفسیر صافی جلد دوم سورہ محمد ص ۵۶۲ مطبوعہ تہران، تفسیر قمی ۶۲۴)

ترجمہ: حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے وصال پاک کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم حضور پر نور ﷺ کے بارے اس بات پر گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے ''ابوبکر'' کو اپنے پیچھے اپنا خلیفہ بنایا''۔

Marfat.com

قارئین! یہ گواہی حضور باب العلم کی ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ سرکار دو عالم ﷺ خود مقرر فرما کر جائیں اور اس کی گواہی حضرت علی رضی اللہ عنہ دیں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خلیفہ بلا فصل ہونا کیونکر مسلم نہ ہوگا؟ خاک ہے اس منہ میں جو دعویٰ محبت کا کرے لیکن حضور مولا علی اور حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہما کے فرمان کو نہ مانے۔

حوالہ نمبر ۱۹:- حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بلا فصل ہونے سے نبی پاک ﷺ کا انکار

مشہور شیعہ مجتہد ''شیخ مفید'' اپنی مشہور کتاب ''ارشاد شیخ'' میں حدیث قرطاس کے ضمن میں یہ عبارت ذکر کرتا ہے اور باختلاف الفاظ اسی مفہوم پر مبنی یہ عبارت اعلام الوریٰ اور تہذیب المتین فی تاریخ امیر المومنین میں بھی موجود ہے۔ لیکن میں یہاں ''ارشاد شیخ مفید'' ص ۹۹ باب فی طلب رسول اللہ بدواۃ وکتف سے بلفظہٖ ترجمہ عرض کرتا ہوں

''وقتِ وصال نبوی ﷺ باقی ماندہ اشخاص میں حضرت عباس، فضل بن عباس، حضرت علی بن ابی طالب اور صرف اہل بیت ہی جب حضور ﷺ کے پاس تھے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنْ یَکُنْ ھٰذَا الْاَمْرُ فِیْنَا مُسْتَقِرًّا مِنْ بَعْدِکَ فَبَشِّرْنَا وَ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّا نُغْلَبُ عَلَیْہِ فَاَوْصِ بِنَا

ترجمہ: یارسول اللہ اگر امرِ خلافت ہم بنی ہاشم میں ہی مستقل طور پر رہیگا تو پھ

Marfat.com

ہمیں اسکی خوشخبری سنا دیجیے اور اگر آپ کے علم میں ہے کہ ہم مغلوب ہو جائیں گے تو پھر ابھی سے ہمارے حق میں فیصلہ فرما دیجیے!

(الارشاد للشیخ مفید ص ۹۹، اعلام الوریٰ ص ۱۴۲ بالفاظ مختلفہ، تہذیب المتین جلد اول ص ۲۳۶ مطبوعہ دہلی)

قارئین! اس عبارت نے اہل شیعہ کے حق میں کچھ ثابت تو کیا کرنا تھا الٹا اس نے شیعوں کے مذہب کی بنیاد "علی خلیفہ بلا فصل" کو ضرور ختم کر دیا ساتھ ہی یہ بھی واضح کر دیا کہ خم غدیر کا واقعہ رافضیوں کا من گھڑت اور بے سر و پا فرضی واقعہ ہے۔ اس عبارت میں یہ وضاحت اور صراحت موجود ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ظاہر زندگی مبارکہ کے آخری لمحات تک حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلافت کیلئے نامزد نہیں کیا تھا۔ بقول اہل شیعہ اگر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت کا فیصلہ خم غدیر کے موقع پر ہو چکا تھا اور وہ بھی ہزاروں لوگوں کے سامنے تو کیوں عرض کرنا پڑا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ کے بعد امرِ خلافت ہم میں رہے گا تو ہمیں خوشخبری سنا دیں نہیں تو بصورت دیگر ابھی سے ہمارے حق میں فیصلہ فرما دیں۔ اگر فیصلہ پہلے ہو چکا ہو تو اب فیصلہ کیلئے عرض کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ اس حوالہ سے میرا مقصد محض خم غدیر کے موقع پر اہل شیعہ کے عقیدہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کیلئے خلافت بلا فصل کو باطل ثابت کرنا ہے۔

حوالہ نمبر ۲۰ سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کا فرمان پاک کہ خود اللہ تعالیٰ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلیفۂ بلا فصل ہونے

Marfat.com

کا انکار فرماتا ہے''

حضرت سیدنا امام باقر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا گیا:

فَمَا تَاوِیْلُ قَوْلُهٗ ''لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْئًا'' قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم حَرَصَ اَنْ یَکُوْنَ الْاَمْرُ لِاَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ بَعْدِهٖ فَاَبَی اللّٰهُ

ترجمہ: عرض کیا گیا اس آیت کی کیا تاویل ہوگی جس کے معنی یہ ہیں کہ ''اے پیغمبر اس معاملہ میں تمہیں کوئی اختیار نہیں'' تو امام محمد باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس امر کے شدید خواہش مند تھے کہ اللہ تعالیٰ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کیلئے ''خلافتِ بلافصل'' کا حکم عطا فرمائے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس خواہش کو پورا کرنے سے انکار فرما دیا اور فرمایا ''اے پیغمبر! اس معاملہ میں تمہیں کوئی اختیار نہیں''۔ (تفسیر فرات الکوفی ص ۱۹۶ مطبوعہ حیدریہ نجف اشرف)

حوالہ نمبر ۲۱:- دورِ صدیقی میں فتوحات کی بشارت کے گواہ اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کے راوی خود حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں پھر آپ کی خلافت کے کیوں نہیں؟

مرزا تقی شیعہ مورخ کے بقول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب جنگ روم کا آغاز کیا اور آپ ہی کے دور میں رومی فتوحات کی ابتدا ہوئی۔ رومیوں سے جنگ کی ابتدا کرنے سے قبل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا آگے مرزا تقی کی

Marfat.com

بارت سنیں :-

ابوبکر روئے بعلی علیہ السلام کرد وگفت یا اباالحسن تا تو چہ فرمائی علی فرمود چہ تو خود
ہ برگیری و چہ سپاہ بتازی ظفر تر است، ابوبکر گفت بشرک اللہ یا اباالحسن از کجا گوئی؟ فرمود
رسولِ خدا بمن آمدہ (ناسخ التواریخ تاریخ خلفا ص ۲۹۵ ج اول طبع جدید تہران
ہیم ابوبکر بفتح بلاد روم)

جمہ: ''ابوبکر رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ کی طرف رخ کیا اور پوچھا کہ اس بارہ میں
پ کیا فرماتے ہیں؟ علی رضی اللہ عنہ نے کہا خواہ آپ خود جنگ کیلئے جائیں خواہ لشکر
بھیجیں کامیابی آپ کیلئے ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا ابوالحسن! اللہ آپ کو
لئے یہ آپ کہاں سے (کس دلیل سے) کہہ رہے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے
اباً فرمایا ''یہ بات مجھے رسول خدا سے ملی ہے۔''

سوال یہ ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ دورِ صدیقی کی فتوحات کی بشارت
کے گواہ ہیں تو یہ فتوحات ظاہر ہے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافتِ برحق
ں ہی ہوسکتی ہیں۔ اور آپ کی خلافتِ برحق نبی پاک ﷺ کے وصال کے فوراً بعد
لافت بلافصل کے طور پر مسلم ہے جس میں خود حضرت علی رضی اللہ عنہ دورِ صدیقی میں
وحات کی نبوی خوش خبری سنا رہے ہیں۔ جب فتوحات کے آپ گواہ ہیں پھر آپ کی
لافتِ بلافصل اور خلافتِ برحق کے گواہ کیوں نہیں؟

Marfat.com

باب دوم

حضرت سیدنا صدیق اکبر و حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کا فدک کے بارے قرآن و سنت پر عمل اور حضور مولا علی رضی اللہ عنہ سمیت ائمہ اہل بیت پاک کی فیصلہ کن تائیدِ شیخین

"فَدَکُ" بفتحتین نام دیہے از خیبر (قاموس) یعنی فدک (فا اور دال کی زبر کے ساتھ) خیبر کے ایک گاؤں کا نام ہے۔ مصباح اللغتہ میں ہے کہ یہ مدینہ منورہ سے دو دن کی مسافت پر واقع ہے اور خیبر سے صرف ایک منزل دور ہے۔ اسی گاؤں میں ایک باغ ہے جسے باغ فدک کہتے ہیں۔ تمام شیعہ سنی کتب اس پر متفق ہیں کہ یہ بغیر لڑائی کے حضور پرنور رووف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا۔

ا۔ نوراللہ شوستری مجالس المومنین جلد اول ص ۴۸ مطبوعہ تہران در ذکر فدک میں رقمطراز ہے۔

"وآن قریہ از کفار خیبر بود کہ بطریق مصالحت در تحت تصرف آنحضرت آمدہ بود" یعنی یہ کفار خیبر کا ایک گاؤں ہے جو مصالحت کے طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تصرف میں آیا۔

Marfat.com

۲۔ اصول کافی جلد اول ص ۵۴۳ کتاب الحجۃ باب الفی میں حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کا اس سے بھی واضح تر فرمانِ گرامی موجود ہے۔

"اِنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی لَمَّا فَتَحَ عَلٰی نَبِیِّہٖ فَدَکَ وَمَاوَالَاھُمْ لَمْ یُوْجِفْ عَلَیْہِ بِخَیْلٍ وَّلَا رِکَابٍ

ترجمہ: فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو فدک پر فتح عطا فرمائی تو بغیر جنگ وجدل اور گھوڑے دوڑائے یہ آپ ﷺ کو ملا۔"

اور سورہ حشر میں جو مال بغیر جنگ وجدل اور گھوڑے دوڑائے رسول اللہ ﷺ کو ملے اسے مال فئی سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

وَمَآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مِنْھُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَیْہِ مِنْ خَیْلٍ وَّلَا رِکَابٍ وَّلٰکِنَّ اللّٰہَ یُسَلِّطُ رُسُلَہٗ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

ترجمہ: اور جو مال ہاتھ لگایا ان سے اللہ نے اپنے رسول کے کہ جس پر تم نے نہ اپنے گھوڑے دوڑائے تھے اور نہ اونٹ ہاں اللہ اپنے رسولوں کے قبضہ میں دے دیتا ہے جسے چاہے۔ اور اللہ ہر شے پر قادر ہے۔

اس آیت مبارکہ کے ابتدائی الفاظ "مَآ اَفَآءَ" سے ہی فَیْئ ماخوذ ہے اصطلاح میں جنہیں مالِ فئی کہتے ہیں یعنی "جو مال ہاتھ لگا دے اللہ" اب حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما نے مال فئی اور انفال کی تعریف میں وضاحت فرمائی کہ "یہ وہ زمین یا علاقہ ہے جو بطور مصالحت کے بغیر لڑائی مسلمانوں کو پیش کیا گیا ہو"۔ امامین کی یہ تعریف تفسیر صافی جلد اول ص ٦٣٦ مطبوعہ تہران،

Marfat.com

ضمیمہ جات مقبول حواشی ص ۱۵۶ مطبوعہ افتخار بکڈپو لاہور اور تفسیر منہاج الصادقین جلد ۹ ص ۲۲۳ مطبوعہ تہران میں موجود ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ درج بالا دلائل سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ فدک رسول اللہ ﷺ کو بغیر جنگ وجدل کے حاصل ہونے والا مال فی ہے۔ ثُمَّ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ۔ کہ اہل شیعہ کی معتبر ترین کتاب ناسخ التواریخ ذکر تفویض فدک ص ۸۳ پر فدک کو درج بالا سورۃ حشر کی آیت کا مصداق قرار دیا گیا ہے۔ مزید یہ کہ فدک مال فئی ہونے میں اصول کافی جلد اول ص ۵۴۳ سے حضرت امام موسیٰ کاظم کے فرمان کی نصِ صریح بھی اوپر درج کر دی گئی ہے۔

قرآن مجید کی رو سے اموال فئی ملکیتِ ذاتی نہیں ہوتے نیز اس کے مخصوص مصارف بھی قرآن مجید میں بیان کر دیئے گئے ہیں۔

ہمارے آقا حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ اللہ کے آخری نبی اور اسلام اللہ کا آخری دین ہے۔ عالمگیریت اس دین کی امتیازی صفت ہے۔ کیا آج کوئی بادشاہِ اسلام یا حاکمِ وقت افواج وسپاہ کے ہمراہ کسی ملک وقوم پر حملہ آور ہو اور وہ مقابلہ کی تاب نہ لاتے ہوئے کچھ علاقہ دے کر صلح کر لیں تو کیا وہ علاقہ حاکمِ وقت کی ذاتی ملکیت قرار پائیگا؟ ہرگز نہیں یہ اموال فئی ہیں وہ قومی ملکیت ہوگی اور اسکی آمدن مخصوص مدوں میں صرف ہوگی۔ حاکم کی حیثیت قومی ملکیت کے نگرانِ اعلیٰ کی ہوگی اور یہ مصارف قرآن مجید نے خود بیان فرما دیئے ہیں فرمایا

Marfat.com

مَآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مِنْ اَھْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَ الْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنَ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ ترجمہ: جو مال فی ہاتھ لگادے اللہ اپنے رسول کو بستی والوں سے تو وہ اللہ کیلئے ہے اور رسول کیلئے ہے اور رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کیلئے ہے۔

اس آیت کریمہ کی روشنی میں رسول کریم ﷺ کو باغِ فدک سے جو آمدن ہوتی تھی اس میں سے کچھ وَلِلرَّسُوْلِ کے تحت حضور اقدس ﷺ اپنی ذات مبارکہ پر، اپنی ازواج مطہرات پر اپنی لخت جگر نور نظر حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا پر صرف فرماتے اور قرآنی فرمان وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنَ وَابْنِ السَّبِیْلِ کے تحت باقی آمدن بنی ہاشم پر غریبوں اور مسکینوں اور مسافروں پر خرچ فرمادیتے تھے اور جو باقی بچ جاتا آیت مبارکہ میں فَلِلّٰہِ کے حکم کے تحت اس سے جہاد کیلئے ضروری ساز وسامان حاصل کیا جاتا۔ کیا اس آیت کریمہ کا ترجمہ پڑھ کر کوئی بھی عقلِ سلیم رکھنے والا اموال فئی کے مصارف (خرچ کی مدوں) کے بارے میں ہر لحاظ سے مطمئن نہیں ہوجاتا؟

اموالِ انفال وفیٔ کا حکم رسولِ پاک ﷺ کے بعد کیا ہے؟

ہم اس سوال کا جواب معتبر ترین کتب شیعہ سے پیش کرتے ہیں ملاحظہ ہوں

(۱) قَالَ الصَّادِقُ... وَھُوَ لِلْاِمَامِ بَعْدَہٗ یَضَعُہٗ حَیْثُ یَشَآءُ

ترجمہ: فرمایا امام جعفر صادق نے کہ رسول پاک ﷺ کے بعد خلیفہ وامام اس کی آمدن کو جہاں چاہے لگائے (اصول کافی ص ۵۳۲)

(۲) عَنِ الصَّادِقِ... ھِیَ لِلرَّسُوْلِ وَلِمَنْ قَامَ مَقَامَہٗ بَعْدَہٗ (تفسیر صافی جلد اول

Marfat.com

ص ۶۳۶)

ترجمہ: حضرت امام جعفر صادق نے فرمایا اموال فی رسول ﷺ کیلئے ہیں اور اس شخصیت کیلئے ہیں جو آپ کے بعد آپکی جگہ پر خلیفہ ہو"

(۳) وآں رسول را باشد در حال حیٰوۃ وی و بعد از وی کہ قائم وی باشد از ائمہ دین و ایشاں ہر کس را خواہند کہ دہند و بر ہر چہ صلاح باشد ایں قول امیر المومنین است (تفسیر منہج الصادقین جلد ۹ ص ۲۲۳ مطبوعہ تہران زیر آیت ما افاء اللہ علیٰ رسولہ)

ترجمہ: اس کے مالک ظاہری حیات طیبہ میں رسول اللہ ﷺ ہیں اور آپ کے وصال کے بعد اُس شخص کی ملکیت قرار پاتے ہیں جو پیغمبر کے قائم مقام ہو کہ وہ جس کو چاہیں اس میں سے عطا کریں اور ہر اس کام پر خرچ کریں جو بہتر ہوتا ہو۔ یہ قول امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ہے۔"

(۴) تہذیب الاحکام میں جناب سیدنا امام محمد باقر و حضرت سیدنا امام جعفر صادق علیہما السلام سے فے اور انفال کے بارے میں منقول ہے کہ "یہ اللہ اور اس کے رسول کی ملکیت ہیں اور اللہ کا حصہ بھی اس کے رسول کے اختیار میں ہے کہ جس مصرف میں چاہے اسے خرچ کرے اور بعد رسول کے امام کو بھی وہی حق ہے (ضمیمہ جات مقبول حواشی ص ۱۵۶ افتخار بکڈپو لاہور)

(۵) عَنِ الْبَاقِرِ وَالصَّادِقِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ لَهُ كُلُّهُ مِنَ الْفَيءِ وَالْاَنْفَالِ فَهٰذَا كُلُّهُ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ فَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ لِرَسُوْلِ يَضَعُهُ حَيْثُ يَشَآءُ وَهُوَ لِلْاِمَامِ بَعْدَ الرَّسُوْلِ (تفسیر صافی جلد اول ص ۶۳۶ مطبوعہ تہران زیر آیت یسئلونک عن

Marfat.com

الانفال)

ترجمہ: حضرت سیدنا امام محمد باقر اور امام سیدنا جعفر صادق رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ فے اور انفال کا مالک اللہ اور اس کا رسول ہوتا ہے اور جو اللہ کیلئے ہے وہ بھی نیابۃً رسول کیلئے ہی ہے۔ رسول کی مرضی ہے کہ اسے جہاں چاہے صرف فرمائے اور رسول کے انتقال کے بعد امام وخلیفہ اس کا مالک ہوتا ہے۔

ان پانچ حوالہ جات سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد اموال فئی وقت کے امام وخلیفۂ مسلمین کے حوالے ہوتے ہیں۔ پچھلے باب میں اکیس عدد حوالہ جات سے ثابت ہے کہ حضور مولا علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری وصال پاک کے فوراً بعد امامت وخلافتِ بلافصل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کیلئے ہی تھی۔ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ سمیت جب حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دست مبارک پر تمام صحابہ نے اجماعی طور پر بیعتِ خلافت فرمائی تو آپ نے باغ فدک کے بارے میں طریقہ نبوی میں ذرہ برابر تبدیلی نہ فرمائی چونکہ ظاہر حیات طیبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باغ فدک میں جن مصارف کا تعین کیا تھا اس میں سب سے پہلے جتنا اہل بیت پاک کا خرچ ہوتا تھا ان کے پاس بھیج دیتے تھے۔ اب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے فوری بعد خلافت بلافصل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تھی لہٰذا شیعہ سنی دونوں کی کتب میں آپ کے یہ احکام موجود ہیں۔ اِنَّمَا یَاکُلُ آلِ مُحَمَّدٍ فِیْ ھٰذَا الْمَالِ (مسلم شریف) ہاں فدک کا مال آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر صرف ہوگا۔“

ان الفاظ پر پھر غور فرمائیں فدک کو غصب کرنے یا اس سے محروم کر دینے کا لفظ تو اس

Marfat.com

وقت بولا جا سکتا تھا جب حضور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے" نہ میں فدک تقسیم کرتا ہوں اور نہ اسکی آمدنی آل محمد کو دیتا ہوں آپ نے فرمایا ہاں اسکی آمدنی آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر صرف ہوگی اور مسلم شریف کے الفاظ آگے یہ ہیں فرمایا

وَاِنِّیْ وَاللّٰہِ لَا اُغَیِّرُ شَیْئًا مِنْ صَدَقَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ عَنْ حَالِھَا الَّذِیْ کَانَتْ عَلَیْھَا فِیْ عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَلَاَ عْمَلَنَّ بِمَا عَمِلَ بِہٖ رَسُوْلُ اللّٰہِ (مسلم شریف)

ترجمہ: اور بخدا فدک جس حال میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہر زمانہ میں تھا اس میں قطعاً تبدیلی نہ کروں گا اور اس کے بارے میں جو عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے وہی میں کروں گا۔

اس سلسلے میں خود اہل بیت پاک کے عظیم ترین فرد حضرت امام سیدنا زید بن علی بن حسین بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا فرمان گرامی فیصلہ کن ہے اسی پر اکتفا کرتا ہوں فرمایا:۔

"قَالَ اِنَّ اَبَا بَکْرٍ رَجُلًا رَحِیْمًا وَکَانَ یَکْرَہُ اَنْ یُّغَیِّرَ شَیْئًا فَعَلَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم"

ترجمہ: فرمایا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بڑے رحیم شخص تھے وہ باغ فدک میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے میں ذرہ بھر تبدیلی کو بھی مکروہ جانتے تھے پس آپ نے وہی طریقہ بعد میں اپنایا جو خود رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا

(شرح ابن حدید نہج البلاغہ ج ۴ ص ۸۲ مطبوعہ بیروت بڑا سائز اخبار الواردہ فی فدک)

قارئین محترم! حقائق سامنے آتے ہیں تو شکوک وشبہات کے بادل چھٹ جاتے ہیں سچ کبھی چھپ نہیں سکتا چونکہ مخالف پر خود انکی کتب حجت ہوتی ہیں لہذا تفسیر حدیث اور تاریخ

Marfat.com

کی معتبر ترین کتب شیعہ سے ہم نے باغ فدک کا مال فی ہونا اور پھر قرآن پاک سے اس کا ذاتی ملکیت کی بجائے وقف ہونا اور مخصوص مصارف کیلئے صرف ہونا اور رسول پاک ﷺ کا انہی مصارف پر اسے صرف کرنا اور پھر بفضلہ تعالیٰ سیدنا مولا علی المرتضیٰ حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم کے واضح ارشادات گرامی سے وصالِ نبوی کے بعد خلیفہ وامام کا بحیثیت حاکم وقت ہونے کے اس کی آمدن میں تصرف کرنے کا مجاز ہونے اور پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مسلم شریف اور خود شیعہ علماء کے ذکر کردہ اقوالِ ائمہ اہلبیت کے حوالوں سے نبی پاک ﷺ کے طریقے کے مطابق باغِ فدک کی آمدن کے استعمال کو ثابت کیا ہے۔

کتبِ اہل سنت و جماعت و کتبِ شیعہ پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے باغ فدک کے معاملہ میں طریقہ نبوی میں ذرہ برابر بھی تبدیلی نہ کی جس کے سینہ میں ذرہ بھر بھی آخرت کا خوف ہے خدارا! ذرا کیلئے بیٹھ کر سوچے اور اپنے آپ سے سوال کرے کہ کیا طریقۂ نبوی کو قائم رکھنا اور جاری رکھنا عظیم کارنامہ ہے یا بھیانک غلطی؟ پھر یہ سوال بھی اپنے آپ سے ہی پوچھیں کہ کیا اللہ کریم نے سنتِ نبوی کو قائم رکھنے اور مضبوطی سے پکڑنے کا حکم دیا ہے یا مٹانے کا؟ فیصلہ آپ پر چھوڑتا ہوں۔

پھر یہ بھی دیکھیں کہ اگر کوئی ایمان و دیانت سے خالی شخص حضرت سیدنا صدیق اکبر اور حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کے بارے میں صرف اس بناء پر نعوذ باللہ غاصب ، ظالم اور منافق کے الفاظ کہتا ہے کہ ان حضرات نے فدک میں ردو بدل نہ کیا اور حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی ملکیتِ ذاتی میں دینے کی بجائے حضور ﷺ کے طریقہ و

Marfat.com

عمل کو مقدم رکھا تو ایسے الفاظ کہنے والے کا دین وایمان سے کیا تعلق ہو سکتا ہے؟ کیونکہ وہ یہ الفاظ شیخین طاہرین کو بلاواسطہ کہنے کے ساتھ ساتھ خود شیر خدا مظہر العجائب والغرائب حضور سیدنا مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بھی یہی الفاظ کہہ رہا ہے۔ کیونکہ لازم آتا ہے کہ پھر اس طریقہ پر جو بھی کاربند رہا وہ بھی ان الفاظ کا ہی نعوذ باللہ مصداق قرار پائے جب طریقہ وعمل یکساں ٹھہرا تو اس طریقہ پر عمل کرنے والوں کا حکم بھی ایک جیسا ہی ہوگا لہٰذا معاذ اللہ ثم معاذ اللہ! یہ الفاظ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ پر بھی صادق آئیں گے کیونکہ تاریخ وحدیث کی جملہ کتب شیعہ وسنی کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں بھی فدک کے متعلق شیخین کا فیصلہ وعمل ہی برقرار رکھا اور فدک واپس نہیں لوٹایا یہ حقیقت مشہور ترین کتب شیعہ شرح نہج البلاغہ لابن حدید جلد چہارم ص ۸۶ اور پھر اسی جلد کے ص ۹۴ پر انوار نعمانیہ جلد اول ص ۴۶ پر تہذیب المتین جلد اول ص ۳۲۶ مجالس المومنین جلد اول ص ۵۴ مطبوعہ تہران کشف الغمہ جلد اول ص ۹۴ مطبوعہ تبریز تذکرہ فاطمہ زہرا فی خطبہ فدک اور طعن الرماح ص ۱۳۷ پر سب شیعہ مجتہدین ومصنفین کو تسلیم ہے حضرت مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا اپنے دور خلافت میں باغ فدک واپس نہ لوٹانا ایسا سوال ہے جس کا اہل شیعہ کے پاس کوئی جواب نہیں۔ صرف چند عبارات پیش کرتا ہوں

(۱) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحاق سَاَلْتُ اَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَام ... كَيْفَ صَنَعَ فِي سَهْمِ ذَوِي الْقُرْبٰى قَالَ سَلَكَ لَهُمْ طَرِيْقَ اَبِي بَكْرٍ وَ عُمَرَ ترجمہ: محمد بن اسحاق نے امام ابوجعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ حضرت

Marfat.com

علی رضی اللہ عنہ نے اپنے دور حکومت میں ذوی القربیٰ کے حصہ یعنی فدک کے متعلق کیا طرز عمل اختیار کیا؟ تو فرمایا حضرت علی نے ان کے بارے میں وہی طریقہ اپنایا جو حضرات ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کا تھا (ابن حدید شرح نہج البلاغہ ج ۴ ص ۸۶)

(۲) فَلَمَّا وَصَلَ الْاَمْرُ اِلٰی عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِب عَلَیْهِ السَّلَامُ كُلِّمَ فِیْ رَدِّ فَدَک فَقَالَ اِنِّیْ لَاَسْتَحْیِ مِنَ اللّٰهِ اَنْ اَرُدَّ شَیْئًا مَنَعَ مِنْهُ اَبُوْبَكْرٍ وَ اَمْضَاهُ عُمَرُ ترجمہ: جب معاملہ خلافت حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس آ پہنچا تو آپ سے فدک کے لوٹائے جانے کے بارے میں گفتگو کی گئی تو آپ نے فرمایا مجھے اس چیز کے لوٹانے سے اللہ سے حیا آتی ہے کہ جس کو ابوبکر نے نہیں لوٹایا اور عمر نے بھی اسے جاری رکھا (رضی اللہ عنہما)۔

(شرح ابن ابی الحدید نہج البلاغہ جلد چہارم ص ۹۴)

نہج البلاغہ کا مقام اہل شیعہ میں بہت بلند ہے لہٰذا نہج البلاغہ کی شرح ابن حدید کے میں نے ابھی حوالے پیش کئے ہیں۔ اب باغ فدک کے بارے میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے مابین ہونے والی آخری گفتگو اور پھر سیدہ کا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر ہمیشہ ہمیشہ راضی ہونے کا تذکرہ بھی خود اہل شیعہ کی ایک اور اہم ترین شرح نہج البلاغہ لابن میثم سے پیش خدمت ہے جس سے روز روشن کی طرح ثابت ہوتا ہے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے باغ فدک کی آمدنی کے استعمال میں طریقہ نبوی ﷺ میں ذرہ برابر بھی تبدیلی نہیں کی اور اسی طریقہ نبوی ﷺ پر سیدہ کونین حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر رضی

Marfat.com

اللہ عنہ سے راضی تھیں۔

کتب شیعہ سے باغِ فدک میں شیخین کا سنت نبوی کو قائم رکھنا اور سیدہ فاطمہ کا شیخین پر ہمیشہ کیلئے راضی ہو جانا

(۳) "اِنَّ لَکِ مَالِاَبِیْکِ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَاخُذُ مِنْ فَدَک قُوْتَکُمْ وَیُقَسِّمُ الْبَاقِیْ وَیَحْمِلُ مِنْہُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَکِ عَلَی اللّٰہِ اَنْ اَصْنَعَ بِھَا کَمَا کَانَ یَصْنَعُ فَرَضِیَتْ بِذَالِکَ وَ اَخَذَتِ الْعَھْدَ عَلَیْہِ بِہٖ وَکَانَ یَاخُذُ غَلَّتَھَا فَیَدْفَعُ اِلَیْھِمْ مِنْھَا مَایَکْفِیْھِمْ ثُمَّ فَعَلَتِ الْخُلَفَاءُ بَعْدَہٗ کَذَالِکَ اِلٰی اَنْ وَلِیَ مُعَاوِیَۃُ"

(شرح نہج البلاغہ ابن میثم جلد پنجم ص ۱۰۷ از یر خط نمبر ۴۴ مطبوعہ تہران)

ترجمہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے میرے آقا کی بیٹی! تیرے لئے وہی کچھ ہے جو آپ کے والد گرامی ﷺ کا طریقہ تھا۔ حضور ﷺ فدک کی آمدنی سے تمہاری خوراک کا اہتمام فرماتے اور باقی ماندہ کو تقسیم فرما دیتے اور اس میں سے فی سبیل اللہ سواری بھی لے دیتے۔ میں تمہارے بارے میں اللہ سے عہد کرتا ہوں کہ میں اسی طرح تم سے سلوک کروں گا جس طرح حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے۔ تو یہ سن کر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پر راضی ہو گئیں اور اسی پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے عہد لے لیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ فدک کا غلہ وصول کرتے اور اہل بیت پاک کو ان کی ضرورت کے مطابق دے دیتے ان کے بعد آنے والے تمام خلفاء نے بھی

Marfat.com

یہی طریقہ جاری رکھا۔ یہاں تک کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ والیِ حکومت بنے تو انہوں نے بھی اسی طریقے پر عمل کیا۔‘‘

ابن میثم کی یہ عبارت دیکھنے کی چیز ہے بلکہ دیکھ کر بار بار پڑھنے اوراس کے مطابق عمل کر کے ایمان بچانے کا اہل شیعہ کے پاس سنہری موقع موجود ہے۔ اگر میں یہ کہوں کہ یہ عبارت اہل شیعہ علماء وعوام پر حجت ہے تو قطعاً غلط نہ ہوگا۔ آج وقت ہے ہوش کے ناخن لیں یاد رکھیں۔ پھر نہ مانیں گے وہ قیامت میں اگر تُو مان گیا

کیوں آخرت خراب کر رہے ہیں؟ حضور سید عالم ﷺ کے وہ جانثار و مقبول اور محبوب شیخین طیبین طاہرین کہ جو آج بھی گنبد خضریٰ میں اپنے آقا کے پہلو میں آرام فرما ہیں اور اسی حال میں روزِ قیامت سرکار اقدس ﷺ کے ساتھ اٹھیں گے اِلعیاذ باللہ! ان ہستیوں پر الزام! کہ وہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی معاشی حالت دگرگوں کرنے اور عرصۂ حیات تنگ کرنے کیلئے باغِ فدک سے انہیں کچھ نہ دیتے تھے، یہ سفید جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے؟ انہیں طریقۂ نبوی ﷺ کے مطابق سب کچھ ملتا رہا۔ کتنا ملتا رہا؟ شیعہ علماء لکھ رہے ہیں فَیَدْفَعُ اِلَیْھِمْ مِنْھَا مَا یَکْفِیْھِمْ ترجمہ: وہ انہیں اتنا دیتے تھے جو انکی تمام ضروریات کیلئے ہر لحاظ سے کافی ہوتا مَا یَکْفِیْھِمْ کے الفاظ ابن میثم کو بھی لکھنے پڑے کیونکہ حقیقت یہی تھی۔ مزید یہ کہ یہاں صاف الفاظ میں موجود ہے فَرَضِیَتْ بِذَالِکَ یعنی حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے راضی ہوگئیں۔

(۴) اب نہج البلاغہ کی شرح ابن الحدید اور ایک دوسری شرح درہ نجفیہ اٹھائیں اور

Marfat.com

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرات شیخین کے باغِ فدک میں سنتِ نبوی میں ذرہ برابر تبدیلی نہ کرنے کے عمل کی وجہ سے اور حضرت سیدہ کی معاشی کفالت کرنے کی وجہ سے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ان پر راضی ہوگئی۔ ملاحظہ فرمائیں

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَاخُذُ مِنْ فَدَكَ قُوتَكُمْ وَيُقَسِّمُ الْبَاقِيْ وَ يَحْمِلُ مِنْهُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَكِ عَلَى اللّٰهِ اَنْ اَصْنَعَ بِهَا كَمَا كَانَ يَصْنَعُ فَرَضِيَتْ بِذٰلِكَ وَ اَخَذَتِ الْعَهْدَ بِهٖ وَ كَانَ يَاخُذُ غَلَّتَهَا فَيَدْفَعُ اِلَيْهِمْ مِنْهَا مَايَكْفِيْهِمْ ثُمَّ فَعَلَتِ الْخُلَفَاءُ بَعْدَهٗ كَذٰلِكَ اِلٰى اَنْ وَلِيَ مُعَاوِيَةُ

(۱۔ شرح نہج البلاغہ ابن لحدید جز ۱۶ جلد ۴ ص ۸۰ ذکر ما فعل ابوبکر بفدک و ما قالہ فی شانھا الخ مطبوعہ بیروت ۲۔ درہ نجفیہ ص ۲۲۶ طبع قدیم تذکرہ کیفیۃ موتہ)

ترجمہ: جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ''فدک'' سے تمہاری خوراک لے لیا کرتے تھے اور باقی ماندہ تقسیم فرمادیا کرتے تھے اور فی سبیل اللہ سواریاں بھی لے کر دیا کرتے تھے۔ اللہ کی قسم کھا کر تم سے اقرار کرتا ہوں کہ میں ''فدک'' کی آمدنی اسی طرح صرف کروں گا جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے۔ تو حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا اس پر راضی ہوگئیں اور حضرت ابوبکر صدیق سے اس کا عہد لے لیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ''فدک'' کا غلہ وصول کر کے اہل بیت کی ضروریات کے مطابق انہیں دیا کرتے تھے پھر ان کے بعد دوسرے خلفاء نے بھی ایسا ہی کیا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تک یہی عمل جاری رہا۔

Marfat.com

(۵) ابن الحدید نے اپنی شرح نہج البلاغہ جلد چہارم ص ۹۴ پر بہت خوبصورت تجزیہ کیا اور کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فدک کے بارے میں حدیث رسول ﷺ بیان کی اور اس حدیث کے الفاظِ رسول ہونے پر قسم اٹھائی لہٰذا اب اس کے بعد سیدہ کا ناراض ہو جانا عقلاً ونقلاً محال ہے کیونکہ فرمانِ رسول ﷺ پر تو ہر ادنیٰ مسلمان بھی سرِ تسلیم خم کر دیتا ہے بلکہ یہ شرطِ مسلمانی ہے۔ اب اصل الفاظ ملاحظہ ہوں:۔

وَلَا یَدُلُّ عَلٰی اَنَّھَا بَعْدَ رِوَایَۃِ الْخَبَرِ بَعْدَ اَنْ اَقْسَمَ لَھَا اَبُوْبَکْرٍ بِاللّٰہِ تَعَالٰی اَنَّہٗ مَا رَوٰی عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اِلَّا مَا سَمِعَہٗ مِنْہُ اِنْصَرَفَتْ سَاخِطَۃً

ترجمہ: اور اس پر کوئی دلیل ہی نہیں کہ حدیث کی روایت کے بعد اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ان الفاظِ حدیث کے نطقِ رسول ہونے پر قسم اٹھانے کے بعد جب سیدہ پاک نے سن لیا ہو تو پھر غصہ اور ناراضگی میں واپس گئی ہوں۔''

(۶) حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے راضی ہونے کے بعد حضرت سیدہ فاطمہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح راضی تھیں۔ ہمارے نزدیک تو دینی اخوت، محبت ومودت تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان قرآن مجید کی آیت رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ سے ثابت ہے اور ان کے درمیان دینی ناراضگی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بہرحال خود مخالفین کے مقتدا شیخ عباس قمی کی تحریر ملاحظہ ہو:۔

مَشٰی اِلَیْھَا اَبُوْبَکْرٍ بَعْدَ ذٰلِکَ فَشَفَعَ لِعُمَرَ وَطَلَبَ اِلَیْھَا فَرَضِیَتْ عَنْہُ

ترجمہ: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس کے بعد حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے لئے سفارش کی اور رضا کے

Marfat.com

طلب گار ہوئے تو آپ ان سے بھی راضی ہو گئیں۔ (بیت الاحزان ص ۸۸ مطبوعہ اصفہان طبع جدید)

بیت الاحزان کی اس عبارت میں حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کسی امکانی یا واقعاتی ناراضگی کا موجود ہونا ہم اہل سنت و جماعت کیلئے حجت نہیں بلکہ یہ شیعوں کی افسانہ طرازی ہے البتہ اس عبارت میں حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رضا کا موجود ہونا تمام اہل شیعہ پر ضرور حجت ہے۔

تقاضائے فدک میں جادۂ شریعت پر عمل اور اولادِ رسول سے صدیقی عشق و محبت کے بیک وقت ایمان افروز مناظر

حقائق سامنے آتے ہیں تو شکوک وشبہات کے بادل چھٹ جاتے ہیں جادۂ شریعت پر گامزن عاشقِ حقیقی کبھی افراط وتفریط کا شکار نہیں ہوتا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نیابت وخلافتِ رسول کی حیثیت سے ایک طرف امینِ احکام شرع اور ان پر عامل نظر آتے ہیں تو دوسری طرف اپنی ذاتی زندگی کی کُل پونجی حضور سیدہ خاتون جنت سیدۃ النساء العلمین حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے قدموں پر نثار کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں

اہل شیعہ کی کتاب حق الیقین اور ناسخ التواریخ سے عبارت معہ ترجمہ ملاحظہ ہو

"اموال واحوال خود را از تو مضائقہ ندارم۔ آنچہ خواہی بگیر تو سیدہ امتِ پدر خودی و شجرہ طیبہ

Marfat.com

از برائے فرزندانِ خود انکارِ فضلِ تو کسے نمی تواند کرد۔ و حکم تو نافذ است در مالِ مَن۔ اَما در اموالِ مسلماناں مخالفتِ گفتہ پدر تو نمی توانم کرد

(۱) حق الیقین ص ۱۲۷ باب پنجم ذکر احتجاج حضرت زہرا با بوبکر در امر فدک، مطبوعہ تہران (۲) ناسخ التواریخ جزء اول از تاریخ خلفا ص ۱۵۷ بالفاظ مختلفہ مطبوعہ تہران طبع جدید تہران مصنفہ مرزا محمد تقی، نیز ناسخ التواریخ زندگانی فاطمہ ص ۱۴۸)

ترجمہ: میں اپنے اموال و احوال کو تم سے زیادہ اہمیت نہیں دیتا۔ آپ اس میں خود مختار ہیں جو چاہیں لے سکتی ہیں۔ آپ اپنے والد گرامی کی امت کی سیدہ ہیں اور اپنے فرزندوں کیلئے "شجرہ طیبہ" ہیں۔ آپ کے فضل کا کوئی بھی انکار نہیں کرسکتا اور آپ کا حکم میرے ذاتی مال میں نافذ ہے لیکن مسلمانوں کے اجتماعی مال میں آپ کے والد بزرگوار کے ارشاد کی مخالفت نہیں کرسکتا۔"

دوسری طرف حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بھی صدقے جائیں کہ سلطانِ عرب و عجم کی لختِ جگر نے جب بارگاہِ صدیقی میں طلب فدک کیلئے پیغام بھیجا اور اس پر سیدہ رضی اللہ عنہا سے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بار بار ایک ہی سوال کیا کہ کیا حضور پرنور سید عالم ﷺ نے خود آپ سے بالمشافہ فدک ہبہ کرنے کی کوئی گفتگو فرمائی تھی؟ تو سیدہ سچ کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتیں صاف فرماتی ہیں مجھ سے براہِ راست سید عالم ﷺ نے کوئی ایسی گفتگو نہیں فرمائی تھی بلکہ میری لونڈی ام ایمن نے مجھے یہ بات بتائی ہے اور اسی بات پر فدک کا تقاضا کر رہی ہوں۔"

طبقات ابن سعد جلد چہارم ص ۱۳۲ سے بلفظہ ترجمہ عرض کرتا ہوں:-

Marfat.com

''تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا بخدا آپ کے والد گرامی مجھ سے بہتر تھے اور بخدا تم میری بیٹیوں سے بہتر ہو اور یقین جانئے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: ہم کسی کو اپنے زیر تصرف اموال کا وارث نہیں بناتے۔ ہم جو کچھ چھوڑ جائیں، وہ صدقہ ہے، یعنی اموال جو قائم اور باقی ہیں کیا تمہیں اس امر کا قطعی علم ہے کہ تمہارے والد گرامی نے تمہیں یہ اموال اور یہ اراضی عطا کی ہیں؟ اگر تم اثبات میں جواب دو اور ہاں کہہ دو، تو میں آپ کا قول قبول کرلوں گا اور آپ کے دعویٰ کی تصدیق کردوں گا۔ آپ نے فرمایا میرے پاس ام ایمن آئی تھی اور اس نے مجھے بتلایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فدک مجھے دے دیا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کیا خود تم نے زبان رسول ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا ہو کہ فدک تمہارا ہے؟ اگر تم اس طرح کہو کہ خود میں نے آنحضرت ﷺ کی زبان مبارک سے سنا ہے، تو پھر فدک یقیناً تمہارے لئے ہے، میں آپ کے دعوے کی تصدیق کروں گا اور آپ کے فرمان کو قبول کروں گا۔ آپ نے فرمایا: میں نے صحیح صورت حال اور واقعہ کی اصلیت بتلا دی ہے (میری معلومات اس معاملہ میں بس یہی ہیں)۔'' **کیا عقلاً یہ ممکن ہے کہ اتنی اہم بات خود سیدہ کو نبی پاک نے نہ بتائی اور ام ایمن کو بتادی ہو؟** یہی بات کتب شیعہ میں بھی موجود ہے شرح ابن الحدید کے الفاظ ہیں کہ جب سیدہ نے فدک طلب کیا تو حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان! تم میرے نزدیک صادقہ اور امینہ ہو اصل الفاظ یہ ہیں قَالَ لَهَا أَبُوْبَكْرٍ لَمَّا طَلَبَ فَدَكَ بِأَبِيْ وَأُمِّيْ أَنْتِ الصَّادِقَةُ الْأَمِيْنَةُ عِنْدِيْ إِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَهِدَ إِلَيْكِ عَهْدًا أَوْ وَعَدَكِ وَعْدًا صَدَّقْتُكِ وَسَلَّمْتُ إِلَيْكِ فَقَالَتْ

Marfat.com

لَمۡ یَعۡھَدۡ اِلَیَّ فِیۡ ذَالِکَ ترجمہ: اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے فدک کے معاملے میں کوئی عہد یا وعدہ کیا تھا تو میں اس کو تسلیم کرنے کیلئے تیار ہوں اور فدک تمہارے حوالے کر دونگا تو سیدہ نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فدک کے معاملے میں کوئی عہد نہیں فرمایا تھا۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سیدہ کائنات حضرت سیدہ فاطمۃ الزاہرا کے پیغام کے جواب میں جو فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پیش کیا وہ مابین فریقین متفق علیہ ہے

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا جواب فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر مبنی ہے کہ نَحۡنُ الۡاَنۡبِیَآءُ لَا نُوۡرِثُ دِرۡھَمًا وَّلَا دِیۡنَارًا اِلَّا عِلۡمًا وَّحِکۡمَۃً جب اللہ کریم ذوالجلال والاکرام اپنے مقبول اور محبوب بندوں کی صداقت آشکار کرتا ہے تو پھر خود منکر کو بھی اقرار کیے بغیر چارہ کار نہیں رہتا اور یہاں تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی کا معاملہ ہے جو متقین کے امام ہیں جمیع صحابہ کرام بشمول علی حیدر کرار سب کے امام ہیں اور آج بھی قربِ رسول کے اعلیٰ ترین مقام پر گنبد خضرا میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تشریف فرما ہیں لہٰذا اللہ کی قدرت کاملہ سے کتب شیعہ میں بھی سند صحیح سے یہ فرمان رسول چمکتا ہوا دکھائی دیتا ہے جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے طلب فدک کے جواب میں پیش کیا۔ لہٰذا اصل عبارات سے حوالہ جات ملاحظہ ہوں

(۱) عَنۡ اَبِیۡ عَبۡدِ اللّٰہِ عَلَیۡہِ السَّلَامُ اِنَّ الۡعُلَمَآءَ وَرَثَۃُ الۡاَنۡبِیَآءِ وَذَالِکَ اَنَّ

Marfat.com

اَلاَنبِیَآءَ لَمْ یُوَرِّثُوْا دِرْھَماً وَّلاَدِیْنَاراً وَ اِنَّمَا اَوْرَثُوْا اَحَادِیْثَ مِنْ اَحَادِیْثِھِمْ فَمَنْ اَخَذَ بِشَئٍ مِنْھَا فَقَدْ اَخَذَ حَظّاً وَافِراً (اصول کافی ج ا ص ۳۲ اصول کافی جلد اول ص ۳۴)

(۲) فرات نے بیان کیا کہ حدیث بیان کی مجھ سے محمد بن ابراہیم بن ذکریا قطفائی نے اس نے کئی واسطوں سے عبداللہ بن ابی اوفی سے قَالَ مَاوَرَثَتِ الاَنبِیَآءُ مِنْ قَبْلِیْ قَالَ وَ مَاوَرَثَتِ الاَنبِیَآءُ مِنْ قَبْلِکَ قَالَ کِتَابُ رَبِّھِمْ وَ سُنَّتُ نَبِیِّھِمْ۔

ترجمہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا مجھ سے پہلے انبیاء کرام نے میراث نہیں چھوڑی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا آپ سے پہلے انبیاءِ کرام نے وراثت میں کیا چیز چھوڑی فرمایا اللہ کی کتاب اور اپنی سنت انہوں نے وراثت میں چھوڑی (تفسیر فرات کوفی مصنف فرات بن ابراہیم شیعی ص ۱۸۲)

(۳) قرب الاسناد ص ۴۴ طبع تہران جدید پر یہی حدیث موجود ہے

(۴) قَالَ اَبُوْ عَبْدِاللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنَّ دَاوٗدَ وَرِثَ عِلْمَ الاَنبِیَآءِ وَاِنَّ سُلَیْمَانَ وَرِثَ دَاوٗدَ وَ اِنَّ مُحَمَّداً وَرِثَ سُلَیْمَانَ وَاِنَّا وَرِثْنَا مُحَمَّداً الخ (اصول کافی (عربی) ص ۱۳۷)

ترجمہ: حضرت امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ سلیمان علیہ السلام داؤد علیہ السلام کے وارث ہوئے اور محمد ﷺ سلیمان کے وارث ہوئے اور ہم محمد ﷺ کے وارث ہیں اور ہمارے پاس تورات انجیل و زبور اور الواح موسیٰ میں موجود واضح بیان کا علم ہے (مترجم اصول کافی جلد اول ص ۲۵۷ مطبوعہ کراچی)

Marfat.com

اس حدیث کی شرح میں ملا خلیل قزوینی لکھتا ہے۔ ''سلیمان بمیراث گرفت علم راز داؤد

ترجمہ: سلیمان علیہ السلام نے داؤد علیہ السلام سے علم کی میراث پائی (صافی شرح اصول کافی جز وسوم ص ۱۴۹)

اصول کافی عربی واردو مترجم اور کافی کی شرح صافی سے صفحہ نمبر تک اس لئے دیئے ہیں کہ جس کے پاس جو بھی کتاب ہو وہ تسلی کر لے کہ انبیاء کرام کی مالی میراث نہیں ہوتی بلکہ ان کی میراث صرف علم ہوتا ہے۔

(۵) اب ایک حدیث درج کرتا ہوں جو شیخ صدوق سے مرفوعاً مذکور ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ اور مستند ہیں حدثنا الحسین بن ابراھیم قال حدثنا علی بن ابراھیم عن ابیہ ابراھیم بن ھاشم عن عبد اللہ بن میمون عن الصادق..

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ الْعُلَمَآءَ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَآءِ اِنَّ الْاَنْبِیَآءَ لَمْ یُوْرِثُوْا دِیْنَارًا وَّلَا دِرْھَمًا وَلٰکِنْ وَرَّثُوْا الْعِلْمَ (کتاب الامالی والمجالس مصنفہ شیخ صدوق ص ۳۷ المجلس الرابع مطبوعہ قم)

ترجمہ: امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک علماء ہی انبیا کے وارث ہیں۔ بے شک انبیاء دینار اور درہم اپنی وراثت میں نہیں چھوڑتے بلکہ ان کی وراثت ان کا علم ہے۔ اس حدیث کے امام جعفر صادق سے لے کر شیخ صدوق تک چار راوی ہیں۔

پہلا راوی عبداللہ بن میمون ہے جسے شیعہ کتب رجال نے امام محمد باقر کے اصحاب میں شمار کیا ہے بلکہ حضرت امام محمد باقر نے اسے مکہ کے چار نوروں میں سے ایک نور قرار دیا

Marfat.com

ہے اور عبد اللہ مامقانی نے تو فیصلہ ہی کر دیا کہ یہ فقہائے شیعہ میں سے ہے اور ثقہ ہے (دیکھیں رجال الحلی ص ۱۰۸ تنقیح المقال ج ۲ ص ۲۲۰ رجال کشی ج ا ص ۳۹)

دوسرا راوی ابراہیم بن ہاشم ہے جو امام رضا کے اصحاب خاص میں سے ہے (دیکھیں تنقیح المقال جلد اول ص ۳۹)

تیسرا راوی علی بن ابراہیم ثقۃ فی الحدیث ثبت معتمداً صحیح المذہب (تنقیح المقال ج ۲ ص ۲۶۰ جامع الرواۃ ج ا ص ۵۴۵)

چوتھا راوی حسین بن ابراہیم وہ شخصیت ہے کہ شیخ صدوق کی اکثر روایات اسی سے ہیں اور یہ بات اسکی ثقافت پر شاہد ہے (تنقیح المقال ج ا ص ۳۱۵ جامع الرواۃ ج ا ص ۲۴۰)

شیعہ کتب رجال سے اس حدیث کی سند پر ہم نے بالتفصیل دلائل اس لئے دیئے ہیں کہ خود شیعہ عوام وعلماء پر ہر لحاظ سے اتمام حجت ہو جائے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صداقت سے انہیں بھی انکار کی کوئی راہ نہ مل سکے

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں باغ فدک واپس کیوں نہ لیا؟

کتب شیعہ پکار پکار کر گواہی دے رہی ہیں سَلَکَ لَھُمْ طَرِیْقَ اَبِیْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فدک کے بارے وہی طریقہ اپنایا جو حضرات ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کا تھا (شرح ابن الحدید جلد چہارم صفحہ ۸۶)

ابن حدید شرح نہج البلاغہ جلد چہارم ص ۹۴ پر ہے کہ جب معاملہ خلافت

Marfat.com

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آ پہنچا تو آپ سے فدک کے لوٹائے جانے کے بارے میں گفتگو کی گئی فَقَالَ اِنِّیْ لَا َستَحِی مِنَ اللّٰہِ اَنْ اَرُدَّ شَیئًا مَنَعَ مِنْہُ اَبِیْ بَکْرٍ وَّاَمْضَاہُ عُمَر فرمایا کہ مجھے اس چیز کے لوٹانے سے اللہ سے حیا آتی ہے کہ جس کو ابوبکر نے نہیں لوٹایا اور عمر فاروق نے بھی اسے جاری رکھا۔

اب سوال یہ ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں باغِ فدک واپس کیوں نہ لیا؟ جبکہ آپ برسر اقتدار بھی تھے، شیر خدا بھی تھے اور اہل بیت کا حق آسانی سے لوٹانے پر ہر لحاظ سے قادر تھے!

یہ طے شدہ بات ہے کہ یہ ایک مسلمان عادل حاکم پر فرض ہے کہ مظلوم کی داد رسی کرے اور ظالم سے غصب شدہ حق مظلوم کو واپس دلائے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں باغِ فدک واپس کیوں نہ لیا؟ اس سوال کے نعمت اللہ جزائری نے انوار نعمانیہ جلد اول ص ۴٦ اور صاحبِ تہذیب المتین نے جلد اول ص ۳۲٦ پر یہ جواب دیا اَنَّہٗ لَمْ یَکُنْ مُتَمَکِّنًا فِیْ وَقْتِ خَلَافَتِہٖ مِنْ اَقَامَۃِ الْاَحْکَامِ یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے عہد خلافت میں اقامتِ احکام پر جیسا کہ چاہیے اس طرح قادر نہ تھے۔

ہم اس جواب سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں کیونکہ یہ شیر خدا کی قوت کا انکار اور صریح گستاخی ہے اس سے آپ کو ضعیف اور کمزور ثابت کیا گیا اور مستضعفین فی الارض کیلئے سورہ نساء کی شرح میں تفسیر صافی جلد اول ص ۳۸۷ کے مطابق ہجرت فرض ہو جاتی ہے جبکہ حضرت علی نے ہجرت بھی نہ کی لہٰذا ہم اہل سنت کا سوال قائم رہا۔

Marfat.com

دوسرا جواب کتب شیعہ انوار نعمانیہ، مجالس المومنین، تہذیب المتین، کشف الغمہ اور طعن الرماح وغیرہ میں یہ دیا گیا کہ اس معاملہ میں (نعوذ باللہ) فدک نہ دینے والے اور فدک کا مطالبہ کرنے والی دونوں شخصیات کا معاملہ ماضی کا ایک حصہ بن گیا لہٰذا اب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فدک واپس نہ لیا۔ ہم کہیں گے کہ اس جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ کم از کم واپسی کی قدرت ضرور تھی اگر ایسا ہے تو جواب اول اور جواب دوم میں زبردست تضاد ہے جو خود اہل شیعہ کے بطلان کو ثابت کرنے کیلئے کافی ہے۔

دوسرا یہ کہ اگر حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے اسے چھوڑ دیا تو اے اہل شیعہ! تم آج تک فدک کو کیوں ایک ایشو بنائے بیٹھے ہو اس صورت میں تمہارا عمل حضور مولا علی رضی اللہ عنہ کے مخالف ہے۔ بالفرض والمحال باغِ فدک مغصوبہ شے ہے تو اب یہ کیسے ممکن تھا کہ اس کا واپس لینا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاں ناجائز ہوتا۔ جب واپس لینا حق ہے تو حق کو چھوڑ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ باطل پر اپنے دورِ خلافت میں نعوذ باللہ عمل کرتے رہے؟ یہ سراسر باطل ہے اور اس سے کئی مرتبہ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں باطل لازم آتا ہے لہٰذا جس سے باطل لازم آتا ہو وہ خود باطل ہوتا ہے۔ حضورِ مولا علی رضی اللہ عنہ اور حضور شیخین طیبین طاہرین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا باغِ فدک کے بارے میں طریقہ وعمل یکساں ہے اور یہی حق ہے۔ اللہ کریم اہل سنت و جماعت کی طرح اہل شیعہ کو بھی اسی حق کو تسلیم کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین: مزید ائمہ اہل بیت کے عقائد باغِ فدک کے بارے میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے متعلق یہاں بیان کرنا ضروری سمجھتا

Marfat.com

ہوں تاکہ قلبِ سلیم کیلئے اپنے عقائد درست کرنے میں کوئی رکاوٹ مانع نہ ہو۔

فرمان حضرت زید بن علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ

وَایمُ اللّٰہِ لَوْ رُجِعَ الاَمْرُ اِلَیَّ لَقَضَیْتُ فِیْہِ بِقَضَآءِ اَبِیْ بَکْرٍ ترجمہ: فرمایا اللہ کی قسم اگر باغِ فدک کا یہی معاملہ میرے سپرد کر دیا جائے اور مجھے فیصلہ کرنے کو کہا جائے تو میں بھی وہی فیصلہ کروں گا جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔

(ابن حدید شرح نہج البلاغہ جلد چہارم ص ۸۲ مطبوعہ بیروت بڑا سائز فی الاخبار الواردہ فی فدک)

فیصلہ صدیقی حق ہونے میں حضرت سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کا فرمان

قُلْتُ لِاَبِیْ جَعْفَر مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ عَلَیْہِ السَّلَامُ جَعَلَنِیَ اللّٰہُ فِدَاکَ اَرَاَیْتَ اَبَابَکْرٍ وَّ عُمَرَ ھَلْ ظَلَمَکُمْ مِنْ حَقِّکُمْ شَیْئًا اَوْ قَالَ ذَھَبَا مِنْ حَقِّکُمْ بِشَیْءٍ فَقَالَ لَا وَالَّذِیْ اَنْزَلَ الْقُرْاٰنَ عَلٰی عَبْدِہٖ لِیَکُوْنَ لِلْعَالَمِیْنَ نَذِیْرًا مَا ظَلَمَنَا مِنْ حَقِّنَا مِثْقَالَ حَبَّۃٍ مِّنْ خَرْدَلٍ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاکَ اَفَاَتَوَلّٰھُمَا قَالَ نَعَمْ وَیْحَکَ تَوَلَّھُمَا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ (ابن حدید شرح نہج البلاغہ جلد چہارم ص ۸۲، تحفہ جعفریہ ج ۳، ص ۲۰۱)

ترجمہ: ابو عقیل کہتے ہیں میں نے امام باقر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ میری جان آپ پر قربان کیا ابوبکر اور عمر نے تمہارے حقوق کے بارے میں کچھ ظلم کیا؟ یا انہوں نے

Marfat.com

(باغِ فدک کے سلسلے میں) تمہارے حق کو دبائے رکھا؟ فرمایا۔ نہیں اس اللہ کی قسم! جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل فرمایا تاکہ تمام جہانوں کیلئے وہ نذیر بن جائے۔ ہمارے حقوق میں سے ایک رائی کے دانہ برابر بھی انہوں نے ہم پر ظلم نہیں کیا۔ میں نے کہا آپ پر قربان جاؤں۔ کیا میں ان سے محبت رکھوں؟ فرمایا ہاں۔ تو برباد ہو جائے انہیں دونوں جہانوں میں دوست رکھ“۔

اس کے بعد حضرت سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ عنہ نے جو الفاظ ارشاد فرمائے وہ موجودہ دور کے تمام اہل شیعہ اور تمام مستشرقین زدہ مورخین کیلئے نہ صرف مشعل راہ ہیں بلکہ باغِ فدک کے مفروضہ کے بانیوں کی نشاندہی کیلئے بھی کافی ہیں اور ان کیلئے حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کا جو فیصلہ ہے وہی ہم اہل سنت و جماعت کا فیصلہ ہے۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں

قَالَ فَعَلَ اللّٰهُ بِالْمُغِیْرَةِ وَبَنَانَ فَاِنَّهُمَا كَذِبَا عَلَيْنَا اَهْلَ الْبَيْتِ۔

ترجمہ: فرمایا مغیرہ اور بنان سے اللہ نپٹے کہ ان دونوں نے باغِ فدک کے سلسلہ میں ہم اہل بیت پر جھوٹ گھڑا۔

یہی دو مرکزی راوی شیعہ کتب میں وہ ہیں جنہوں نے اہل بیت اور صحابہ کرام کے درمیان بغض و عداوت کے فرضی واقعات گھڑے ہیں رجال کشی ص ۲۵۵ مطبوعہ کربلا تذکرہ ابوالخطاب میں بھی حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں پر لعنت فرمائی ہے اور آبِ زر سے لکھنے کے قابل وہ الفاظ ہیں جو حضرت سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ عنہ نے ان پر لعنت کے بعد ارشاد فرمائے آپ نے فرمایا لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ قَالَ فِيْنَا

Marfat.com

مَالَانَقُوْلُهٗ فِیْ اَنْفُسِنَا (رجال کشی ص ۲۵۵ مطبوعہ کربلا)

ترجمہ: "فرمایا لعنت ہو ہر اس شخص پر جس نے ہمارے بارے میں وہ کہا جو ہم نے اپنے بارے میں نہیں کہا"۔

الحمدللہ! باغِ فدک میں فیصلۂ شیخین رضی اللہ عنہما حق ہونے کے بارے میں ہم نے اہل بیت پاک کے ائمہ کرام کے فیصلے، حضور سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کا اپنے دورِ خلافت میں فیصلہ شیخین کو ہی برقرار رکھنا اور حضور سیدہ طیبہ طاہرہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا شیخین پر تادم آخر راضی رہنا ہم نے تفصیل سے بیان کر دیا ہے۔ اب آپ کی مرضی ہے کہ کون سا راستہ منتخب کرتے ہیں؟ اہل بیت پاک والا یا ان کا راستہ جن پر حضرت سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ عنہ نے لعنت فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب فرمائیں آمین ثم آمین!

باب سوم

خلفاء ثلاثہ (حضرات ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم) کے نبی اور آلِ نبی سے خاندانی اور نسبی تعلقات

ہر دور میں انسان کا اپنے لئے نئے رشتوں کا انتخاب انتہائی اہم مرحلہ رہا ہے۔ رشتہ قائم کرنے سے پہلے ہزار مرتبہ سوچنا اور مشورہ کرنا پڑتا ہے کیونکہ رشتے صرف جانی قرب کا اظہار ہی نہیں ہوتے بلکہ انسان کی جان مال اور آبرو کی حفاظت میں بھی وہ برابر کے شریک اور ذمہ دار ہوتے ہیں۔ اسلام میں رشتہ داری کی بنیاد عام مذاہب سے مختلف

Marfat.com

رشتہ قائم کرنے سے پہلے ہزار مرتبہ سوچنا اور مشورہ کرنا پڑتا ہے کیونکہ رشتے صرف جانی قرب کا اظہار ہی نہیں ہوتے بلکہ انسان کی جان مال اور آبروکی حفاظت میں بھی وہ برابر کے شریک اور ذمہ دار ہوتے ہیں۔ اسلام میں رشتہ داری کی بنیاد عام مذاہب سے مختلف ہے۔ خدانخواستہ مسلمان میاں بیوی میں سے کوئی بھی مرتد ہو کر کفر اختیار کرلے تو فوراً یہ رشتہ ٹوٹ جاتا ہے۔ خیالات کی ہم آہنگی اور جسمانی حسن کے ساتھ ساتھ نسبی و خاندانی طہارت و شرافت، دین داری، مکارم اخلاق اور اللہ اور اس کے رسول سے قرب کی اقدار ڈھونڈنا جب عام مسلمان کے لئے معیار قرار پائیں تو حضور نبی پاک ﷺ اور آئمہ اہل بیت پاک رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ہاں تو نئے رشتوں کے انتخاب میں اس سے کروڑوں درجے بڑھ کر نسبی و خاندانی طہارت اور دینی فضیلت کو ترجیح حاصل ہوگی۔

سبحان اللہ!! اسی سے اندازہ لگائیں کہ اللہ جل جلالہ اور اس کے محبوب کریم سیدنا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے نزدیک شیخین طیبین طاہرین حضور سیدنا ابوبکر صدیق و سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی کیا ہی عظیم نسبی و ایمانی طہارت و نظافت اور بزرگی و فضیلت ہے کہ ہمارے پاک، صاحبِ لولاک نبی ﷺ نے دولہا بن کر جن کے گھر جانا پسند کیا اور ان پاک ہستیوں کو اپنا سسر بنالیا پھر حضرت سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی شان دیکھیں کہ یکے بعد دیگرے نبی پاک ﷺ کی دو حقیقی بیٹیاں جن کے نکاح میں آئیں۔ حضور سید عالم ﷺ جنہیں اپنے حرم پاک بنائیں اور اللہ کے قرآن کی رو سے وہ امت کی مائیں قرار پائیں تو اے شیعو! خدارا ذرا سوچو! حضور اقدس ﷺ کی تمام ازواج مطہرات و طیبہ و طاہرہ بیویاں بالخصوص حضرت عائشہ صدیقہ و حضرت حفصہ

Marfat.com

رضی اللہ عنہما اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ سسر حضور صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذوالنورین لقب پانے والے داماد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کیا تمہاری تبرابازی کا محل ہیں؟ گھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا، سسر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے، داماد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اور تم ہو اور تمہارے جاہل ذاکر ہیں کہ شب و روز تمہیں ان کی بے ادبی اور گستاخی بلکہ استغفر اللہ! نقلِ کفر، کفر نباشد، ان پر تبرابازی کرنے پر تمہیں لگایا ہوا ہے۔ خدا لگتی کہنا، اب جھوٹ نہ بولنا، تقیہ کی لعنت کو زیب کلام نہ کرنا اور اندر کچھ اور باہر کچھ یعنی منافقت کو دور رکھ کر صاف صاف بتانا کہ تمہاری امام بارگاہوں میں ہمیشہ تمہارے ذاکروں اور مجلسیں پڑھنے والوں نے اور تمہارے مذہب کو تحریری لٹریچر کی شکل دینے والوں نے تمہارے مذہب کی معتبر ترین کتاب فروع کافی جلد سوم صفحہ ۳۴۲ کتاب الصلوٰۃ باب التعصب الخ مطبوعہ تہران طبع جدید پر اور تمہارے مذہب کی معتبر ترین کتاب ''تحفۃ العوام حصہ اول صفحہ ۸۷ اباب ۲۰ ماہ محرم کے اعمال میں مطبوعہ لکھنو طبع قدیم پر'' ہر نماز کے بعد تمہیں کن ہستیوں پر لعنت بھیجنے اور تبرابازی کرنے کا سبق دیا ہے؟ فیصلہ آپ پر ہے میرا تو ضمیر اور قلم یہ عبارات لکھنے کی بھی اجازت نہیں دیتے۔ صرف دعوتِ فکر اور دعوتِ ایمان دینے کیلئے نشاندہی کر دی ہے اور تم اس کو مجھ سے بہتر جانتے ہو!!!۔

قبر تمہاری منتظر ہے۔ ہر قبر میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وسلم جلوہ گر ہوتے ہیں۔ ابھی وقت ہے مرنے سے پہلے پہلے ابھی اور اسی وقت ان امہات المومنین اور حضور سیدنا صدیق و فاروق و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی توہین و تبرابازی پر مبنی کفر خالص سے توبہ کرو۔ **قبر میں حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھاؤ گے؟ کیا قبر و حشر**

Marfat.com

میں ان ہستیوں کی گستاخی و بے ادبی والا نامہ اعمال لے کر اپنے نبی کے سامنے پیش ہونے کا تصور کر کے تم پر کبھی خوف اور لرزہ طاری نہیں ہوا؟ تمہاری بیوی اور تمہارے سسر اور تمہارے داماد پر تمہارا ہمسایہ یا دور و نزدیک سے کوئی آدمی دن میں پانچ مرتبہ ان پر لعنت بھیجے اور انہیں گالیاں دے اور دوسروں کو بھی اس پر ہر وقت اکسائے یا دوسری صورت یہ کہ تمہاری بیوی اور سسر اور داماد کا نام تو نہ لے لیکن اس کی گالیوں اور لعنت کا یقینی مصداق و مراد خود تمہارے نزدیک بھی تمہاری بیوی اور تمہارا سسر اور تمہارا داماد ہی ہو تو اب میں آپ سے پوچھتا ہوں ذرا سینے پر ہاتھ رکھ کر جواب دیجئے کہ تمہارا ایسے آدمیوں کے بارے میں کیا رویہ ہوگا؟ اسی پر اپنے پیارے نبی کی بیویوں، ان کے سسر اور ان کے دامادوں کو قیاس کر لیں۔ انشاء اللہ ہدایت نصیب ہوگی اور بے شک ہدایت صرف اللہ کریم کی طرف سے ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان ہستیوں کا ادب و احترام کر کے آخرت میں سرخرو ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

آئیں خلفاء ثلاثہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے ساتھ آئمہ اہل بیت پاک رضی اللہ عنہم کی رشتہ داریوں کا جائزہ لیتے ہیں۔ یہاں یہ بات ضرور یاد رکھنی چاہیے کہ اسلام اپنے ماننے والوں کی نسل اور نسب کے تحفظ کیلئے نکاح کو بنیاد قرار دیتا ہے جس کیلئے چھپ کر نہیں بلکہ سرِ عام شرعی گواہوں کی موجودگی میں نکاح کو ضروری اور مجمع مسلمین میں نکاح کو مزید مستحسن قرار دیا گیا ہے۔ لہٰذا مسلمان معاشرے میں عقلی طور پر یہ ممکن ہی نہیں کہ کسی **رشتے کو پوشیدہ رکھا جاسکے یا کسی کے قریبی رشتے کا انکار کیا جاسکے لہٰذا حضرت امام جعفر** صادق رضی اللہ عنہ کا اپنے آپ کو دو مرتبہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد

Marfat.com

قرار دینا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت محمد رضی اللہ عنہ کا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا ہم زلف ہونا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی کی دو حقیقی پوتیوں کا حضور مولا علی رضی اللہ عنہ کا حقیقی بہو بننا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حقیقی نواسے حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حقیقی پوتی اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے نکاح ہونا، حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کا داماد بننا اور خلیفہ دوئم حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا حضرت سیدہ فاطمہ زہرا و حضرت مولا علی رضی اللہ عنہما کی لختِ جگر حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے نکاح فرما کر ان کا داماد بننا اور انہی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی فتوحات اسلامیہ میں حضرت شہر بانو کا مال غنیمت میں آنا اور خود حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے حضرت شہر بانو کا نکاح پڑھانا۔ اور ان سے نسل سادات جاری ہونا۔ اور سیدنا حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے نکاح مبارک میں یکے بعد دیگرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو حقیقی بیٹیوں کا آنا اور اس طرح آپ کو پوری امت میں امتیازی لقب ذوالنورین عطا ہونا ایسے حقائق ہیں جو خود تمام کتب شیعہ کو بھی تسلیم کرنے پڑے۔ میں نے کتب کی جلد، صفحہ نمبر حتیٰ کہ مطبع تک بھی تفصیل سے درج کر دیئے ہیں تاکہ کسی قسم کی شبہ کی گنجائش نہ رہے اور اس کی تصدیق خود شیعہ علماء کے پاس جا کر ان کے پاس موجود کتب سے بھی کی جا سکتی ہے۔ اب میں دعوت فکر دیتا ہوں ان لوگوں کو جو اہل بیت پاک سے محبت کا دعویٰ کرتے ہیں انہیں چاہیے کہ ان ائمہ اہل بیت پاک کے جو پاک رشتہ دار ہیں جس طرح اہل بیت پاک نے انہیں فضیلت دے کر اور ان کی فضیلت مسلم سمجھ کر ان سے رشتہ داری قائم کی۔ اہل شیعہ کو بھی چاہیے کہ بالکل اہل بیت کی اتباع کرتے ہوئے خلفائے ثلاثہ کا نہ صرف احترام کریں بلکہ ان کی محبت کو اپنا ایمان سمجھیں۔

Marfat.com

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نبی و آلِ نبی سے خاندانی ونسبی تعلقات

۱۔ پہلا رشتہ یہ ہے کہ اللہ کے محبوب کا سسر ہونے کا شرف حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نصیب ہوا۔ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر صدیق کی لختِ جگر ہیں اور حضور ﷺ کے نکاح مبارک میں ہیں لہٰذا قرآن پاک میں اللہ کے فرمان کی روشنی میں تمام مومنوں کی ماں ہیں اور جو ماں کا بے ادب ہو وہ کیسے جنت میں جا سکتا ہے۔ اور ایسی روحانی ماں کہ جن کے مقدس حجرہ مبارکہ میں امام الانبیاء والمرسلین رحمتہ اللعالمین ﷺ ہمارے آقا و مولا حضور پرنور سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے آرام فرما ہیں۔ اللہ تعالیٰ ادب کی توفیق عطا فرمائے۔

۲۔ حضرت امام جعفر صادق کی والدہ حضرت ام فروہ کے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دادا اور نانا لگتے ہیں۔ اصول کافی مترجم جلد اول صفحہ ۵۸۶ پر ہے

''امام جعفر صادق ۸۳ ہجری میں پیدا ہوئے اور شوال ۱۴۸ ہجری میں ۶۵ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ آپکی والدہ ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابوبکر تھیں اور ام فروہ کی والدہ اسما بنت عبدالرحمان بن ابوبکر تھیں۔''

حضرت امام جعفر صادق نے فرمایا ولدنی الصدیق مرتین (احقاق الحق صفحہ ۷ عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب صفحہ ۱۹۵ مطبوعہ نجف اشرف جدید) ترجمہ: میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں دو مرتبہ شامل ہوں یہ بھی ارشاد فرمایا اَبُوْبَکْرِ الصِّدِّیْقُ

Marfat.com

جَدِّیْ هَلْ یَسُبُّ اَحَدٌ اٰبَآءَہٗ لَا قَدَّمَنِیَ اِنْ لَا اُقَدِّمَہٗ (احقاق الحق صفحہ ۷) ترجمہ: امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے نانا ہیں۔ کیا کوئی شخص اپنے بڑوں کو گالی دینا پسند کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے کسی قسم کی شان وعزت نہ دے اگر میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان وعزت کو نہ مانوں''

۳۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت محمد رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہم زلف ہیں (۱۔ منتہی الآمال جلد ۲ صفحہ ۴ مطبوعہ ایران ۲۔ مناقب آل ابی طالب جلد ۴ ص ۴۹ ۳۔ کشف الغمہ جلد ۲ ص ۸۳) ۴۔ حضرت محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہما کے بیٹے حضرت قاسم اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت زین العابدین حقیقی خالہ زاد بھائی ہیں۔

۵۔ ''حضرت سیدنا عبدالرحمان بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کی دو بیٹیاں حفصہ اور ہند یکے بعد دیگرے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے نکاح مبارک میں آئیں'' (ابن الحدید شرح نہج البلاغہ جلد ۴ صفحہ ۵ وصفحہ ۸ مطبوعہ بیروت) اس سے پتہ چلا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی دو حقیقی پوتیاں حضرت مولا علی کی حقیقی بہوتھیں اور حضرت امام حسین حضرت ابوبکر کے بیٹے حضرت عبدالرحمٰن کے حقیقی داماد ہیں (رضی اللہ عنہم)

۶۔ خلیفۃ الرسول خلیفۂ بلافصل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی لختِ جگر حضرت اسماءؓ ہیں ان کے لختِ جگر تاریخِ اسلام کے نامور اور شجاعِ امت حضرت سیدنا عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما ہیں۔ آج بھی مکہ مکرمہ میں ان بے مثل ماں بیٹا دونوں کے مزارات کی اکٹھی زیارت کی جاسکتی ہے۔ یہ حضرت عبداللہ ابن زبیر، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نواسے ہیں اور ان کی شادی حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ عنہ کی پوتی اور حضرت

Marfat.com

سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے ہوئی۔ شیعہ تاریخ کا حوالہ ملاحظہ ہو

''زید بن حسن پسر نخستین حسن علیہ السلام است۔۔۔۔ آنکہ خواہرش ام الحسن کہ از جانب مادر نیز باو برادر بود بہ عبداللہ بن زبیر شوے کرد''

ترجمہ: امام حسن رضی اللہ عنہ کے سب سے بڑے صاحبزادہ کا نام زید ہے ان کی بہن ام الحسن کہ ماں کی طرف سے بھی زید جن کے حقیقی بھائی تھے وہ عبداللہ بن زبیر کی بیوی تھیں۔'' (ناسخ التواریخ زندگانی حسن مجتبیٰ ج ۲ ص ۱۷۲ طبع جدید ایران)

۷۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ حضرت عبدالرحمان بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کے داماد ہیں۔ (طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۴۶۸ مطبوعہ بیروت سن طباعت ۱۹۵۸)

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نبی و آل نبی سے خاندانی و نسبی تعلقات۔

۱۔ رشتہ اول یہ ہے کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی لخت جگر حضرت سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کے نکاح مبارک میں ہیں اور ام المومنین ہونے کا انہیں شرف حاصل ہے۔ اس طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو نبی پاک ﷺ کے سسر ہونے کا شرف حاصل ہے۔ جس طرح اوپر گزرا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی نبی پاک ﷺ کے سسر ہیں اور حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''مرویہ شیعہ وسنی است کہ حضور رسول ﷺ فرمود مَنْ زَوَّجَنِیْ وَتَزَوَّجَ مِنِّیْ مِنَ الْاُمَّۃِ اَحَدٌ لَا یَدْخُلُ النَّارَ لِاَنِّیْ سَئَلْتُ اللّٰہَ وَعَدَنِیْ بِذٰلِکَ (تفسیر لوامع التنزیل جلد دوم صفحہ ۲۷۶ جز ثانی درحدیث نبوی ہر کہ بمن دختر دہد مطبوعہ لاہور طبع قدیم) ترجمہ: جس نے مجھ سے شادی کی اور

Marfat.com

جس کو مجھ سے شادی ملی وہ دوزخ میں نہ جائے گا کیوں کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے اس بارے میں سوال کیا تھا اور اس نے مجھ سے وعدہ فرمالیا ہے۔"

۲۔ نبی پاک ﷺ کے سسر ہونے کے علاوہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ آپ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کے داماد بھی ہیں اور یہ بہت بڑا اشرف ہے۔ حوالے ملاحظہ ہوں

☆ ا۔ نقلۂ حدیث از طرق معتبرہ نقل نمودہ اند کہ جناب ام کلثوم دختر امیر المومنینؑ و فاطمہ زہراؑ والدہ زید بن عمر و رقیہ بنت عمر در حیاۃ حضرت حسن مجتبیٰ در مدینہ طیبہ از دنیا رحلت فرمود ---------- علی القول الصحیح امیر المومنین را از بنات دو زینب بود و دو ام کلثوم، زینب کبریٰ زوجہ عبد اللہ بن جعفر بود و ام کلثوم کبریٰ زوجہ عمر بن الخطاب بود و ہر دو از صدیقہ طاہرہ بودند (منتخب التواریخ مصنفہ ہاشم خراسانی شیعی ص ۹۵ مطبوعہ تہران)

ترجمہ: "راویوں کے کئی معتبر سلسلہ ہائے اسنادِ رواۃ سے حدیث نقل ہے کہ حضرت ام کلثوم، حضرت علی اور حضرت فاطمہ (رضی اللہ عنہما) دونوں کی بیٹی ہیں اور زید بن عمر اور رقیہ بنت عمر کی والدہ ہیں۔ حضرت امام حسن مجتبیٰ کی حیات ظاہرہ میں مدینہ منورہ میں فوت ہوئیں۔ صحیح قول کے مطابق حضرت علی کی زینب نام کی دو بیٹیاں ہیں اور ام کلثوم نام کی بھی آپکی دو بیٹیاں ہیں۔ ان میں زینب کبریٰ، حضرت عبد اللہ بن جعفر طیار کی بیوی ہیں اور ام کلثوم کبریٰ، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں اور یہ دونوں حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے بطن اقدس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیٹیاں ہیں۔"

☆ ۲۔ رَفِّئُونِی رَفِّئُونِی قَالُوْا اَیُّمَا ذَا یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ قَالَ تَزَوَّجْتُ اُمَّ کُلْثُوْمِ بِنْتَ عَلِیِّ ابْنِ اَبِی طَالِبٍ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ کُلُّ سَبَبٍ وَ نَسَبٍ

Marfat.com

وَصِهْرٍ يَنْقَطِعُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلَّا سَبَبِيْ وَنَسَبِيْ وَصِهْرِيْ (۱۔ شرح نہج البلاغہ لابن ابی حدید ج ۳ ص ۱۲۴ تزویج عمر بام کلثوم بنت علی مطبوعہ بیروت بڑا سائز ۲۔ ناسخ التواریخ جلد ۲ ص ۱۲۹۶ طبع جدید تہران مصنفہ مرزا محمد تقی ۳۔ تاریخ یعقوبی جلد ثانی ص ۱۴۹ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجلس صحابہ میں فرمایا مجھے مبارک دو مجھے مبارک دو! انہوں نے کہا امیر المومنین! کس چیز کی؟ فرمایا میں نے حضرت مولا علی ابن ابی طالب کی صاحبزادی ام کلثوم سے شادی کر لی ہے اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا کل قیامت کو ہر سبب، نسب اور سسرالی رشتہ منقطع ہو جائے گا۔ صرف میرا سبب، نسب اور سسرال باقی رہے گا۔

☆ ۳۔ شیخ مفید نے ارشاد میں کہا ''وام کلثوم الکبریٰ تزوجھا عمرؓ حضرت علی کی بڑی بیٹی ام کلثوم کا نکاح حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ (مناقب شہر آشوب جلد سوم ص ۳۰۴)

☆ ۴۔ شیعہ مسلک کی معتبر ترین کتب یعنی کتبِ صحاح استبصار جلد سوم ص ۳۵۲ مطبوعہ تہران طبع جدید، تہذیب الاحکام جلد ۹ ص ۳۶۳ کتاب الفرائض والمواریث اور فروع کافی جلد پنجم ص ۱۴۵ کتاب الطلاق میں حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے صحیح روایات موجود ہیں کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ گئے اور اپنی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو اپنے گھر لے آئے اس سے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے یہ مسئلہ ثابت کیا کہ بیوہ جہاں چاہے عدت گزار سکتی ہے۔ ضروری نہیں کہ شوہر کے گھر میں ہی عدت گزارے۔ اگر یہ فرضی واقعہ ہو تو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا عدت کے مسئلہ میں اس واقعہ سے استدلال بے معنی اور باطل ہو جائیگا اور وہ بھی شیعہ کی صحاح

Marfat.com

اربعہ جیسی معتبر ترین کتب سے۔

☆ ۵۔ ایک اور مسند اور مرفوع حدیث میں یہی چیز قرب الاسناد جلد دوم ص ۱۰۹ مطبوعہ تہران طبع جدید پر بیان ہوئی ہے اِنَّ عَلِیًّا نَقَلَ اِبْنَتَہٗ اُمَّ کُلْثُوْمٍ فِیْ عِدَّتِہَا حَیْثُ مَاتَ زَوْجُہَا عُمَرُ بْنِ الْخَطَّابِ لِاَنَّہَا کَانَتْ فِیْ دَارِ الْاِمَارَۃِ ترجمہ: (حذف اسناد) یہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی صاحبزادی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو اپنے گھر لے گئے جبکہ ان کے خاوند حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ وصال کر گئے کیونکہ اس وقت وہ دار الامارۃ میں اپنی عدت گزار رہی تھیں۔ (قرب الاسناد مصنفہ ابی عباس عبد اللہ بن جعفر قمی شیعی جز دوم ص ۱۰۹ کتاب النفقات باب النفقہ علی الحامل المتوفی عنھا زوجھا مطبوعہ تہران طبع جدید)

اس حدیث کے تین راوی غیر معصوم اور باقی سب آئمہ معصوم ہیں جن کی ثقاہت کے بارے میں کلام کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ تین غیر معصومین میں پہلے راوی محمد بن حسین بن ابی خطاب کو تنقیح المقال جلد سوم ص ۱۰۶ پر علامہ مامقانی نے حضرت امام موسیٰ رضا کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔ اور اسے ثقہ گردانا ہے۔ دوسرا راوی عبد اللہ بن جعفر حمیری ہے جس کے بارے میں علامہ مامقانی نے اپنی اسی کتاب کی جلد ۲ ص ۱۷۴ پر اسے ثقہ لکھا ہے۔ تیسرا راوی محمد بن عبد اللہ بن جعفر ہے جسے تنقیح المقال جلد سوم ص ۱۳۸ پر علامہ مامقانی نے لکھا کَانَ ثِقَۃً وَجِیْہًا کَاتِبِ صَاحِبِ الْاَمْرِ ترجمہ: محمد بن عبد اللہ ثقہ وجیہہ اور صاحبِ امر کا کاتب تھا۔

ہر دور اور زمانے کے شیعہ مجتہدین نے نکاحِ ام کلثوم حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ تسلیم کیا ہے جن میں سے چند ایک یہ ہیں (حوالوں کی ترتیب پچھلے نمبر شمار سے ہی آگے چلے گی)

Marfat.com

☆ ۶۔ محمد بن یعقوب کلینی متوفی ۳۲۹ھ فروع کافی میں جلد ۵ ص ۱۱۵ کتاب الطلاق اور ج دوم ص ۳۱۱ پر

☆ ۷۔ ابو جعفر طوسی متوفی ۴۶۵ھ ہجری نے تہذیب الاحکام ج ۹ ص ۳۶۳ کتاب الفرائض والمواریث میں

☆ ۸۔ سید مرتضیٰ علم الھدیٰ متوفی ۴۰۶ ہجری نے شافی میں ص ۱۶ بمع تلخیص الشافی مطبوعہ ایران سن طباعت ۱۳۰۱ھ

☆ ۹۔ ابن ابی حدید م ۶۵۴ھ نے شرح نہج البلاغہ ج ۳ ص ۱۲۴ پر۔

☆ ۱۰۔ زین الدین احمد عاملی م ۹۶۴ھ نے مسالک الافہام میں باب لواحق العقد جلد اول سن طباعت ۱۲۷۳ ہجری۔

☆ ۱۱۔ نور اللہ شوستری م ۱۰۱۹ھ نے مجالس المومنین جلد اول ص ۲۵۱ اور اسی کتاب کی ج اول ص ۲۰۴ پر

☆ ۱۲۔ ملا خلیل قزوینی م ۱۰۷۹ھ نے صافی شرح اصول کافی ج ۳ ص ۲۸۲ مطبوعہ نولکشور طبع قدیم پر۔

☆ ۱۳۔ علامہ شہر آشوب نے المناقب جلد سوئم ص ۳۰۴ پر حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شادی مبارک حضرت ام کلثوم بنت سیدہ فاطمہ وعلی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما سے پورے شرح صدر کے ساتھ تسلیم کی ہے۔

☆ ۱۴۔ "اُمُّ کُلْثُوْمٍ مِنْ فَاطِمَہ وَ اِسْمُھَا رُقَیَّہ خَرَجَتْ اِلٰی عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابُ فَاَوْلَدَھَا زَیْدًا" ترجمہ: ام کلثوم بنت فاطمہ کا حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے نکاح ہوا ان

Marfat.com

سے ایک بیٹا پیدا ہوا جن کا نام زید تھا (عمدة الطالب ص ۶۳ مطبوعہ نجف اشرف)

☆ ۱۵۔ شیخ عباسی قمی لکھتا ہے۔ ''چہار نفر از ایشاں امام حسن و امام حسین و زینب کبریٰ ملقب بہ عقیلہ و زینب صغریٰ است کہ مکناۃ است بام کلثوم و مادر ایشاں حضرت فاطمہ زہرا سیدۃ النساء است'' ترجمہ: حضرت امیر المومنین سیدنا حضور شیر خدا رضی اللہ عنہ کی اولاد پاک میں سے چار افراد امام حسن، امام حسین، زینب کبریٰ جن کا لقب عقیلہ تھا، اور زینب صغریٰ جن کی کنیت ام کلثوم تھی ان چاروں کی والدہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا تھیں (منتہی الامال ج اول ص ۲۱۷ باب دوم فصل ششم مطبوعہ تہران) اس کے بعد صاف الفاظ ہیں ''اما ام کلثوم حکایت تزویج او با عمر در کتب مسطور است'' ترجمہ: تو ہاں ''ام کلثوم'' بنت فاطمہ کی شادی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مختلف کتب میں لکھی ہوئی موجود ہے۔

اسی صفحہ پر شیعہ مورخ علامہ ابن شہر آشوب کے حوالے سے لکھتا ہے ''ام کلثوم را عمر بن الخطاب تزویج کرد'' ترجمہ: ابن شہر آشوب نے کہا کہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی شادی حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی۔

قارئین محترم! بغیر کسی شک و شبہ کے شیعہ مورخ نے یہ ثابت کر دیا کہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا حضرت مولا علی اور حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی تھیں جن کی شادی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔

☆ ۱۶۔ بنو ہاشم کی غیر بنو ہاشم سے رشتہ داریوں کے باب میں تمام کتب شیعہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے نکاح کا ذکر کرتی ہیں مثلاً مسالک الافہام شرح شرائع الاسلام کتاب النکاح باب لواحق العقد ج اول مطبوعہ ایران سن طباعت ۱۲۷۳ھ میں ہے۔ ''کذالک زوج علی ابنتہ ام کلثوم من عمر'' ترجمہ: اسی

Marfat.com

طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عمر بن خطاب سے کیا۔

☆ ۱۷۔ طراز المذاہب کی عبارت ملاحظہ ہو۔ ''علی علیہ السلام ام کلثوم را باوی تزویج نمود'' ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی شادی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کی (طراز المذہب مظفری مصنفہ مرزا عباسی ص ۳۴)

☆ ۱۸۔ ابوعلی فضل بن حسن طبرسی اعلام الوریٰ باعلام الہدیٰ ص ۲۰۴ اولاد امیر المومنین علیہ السلام مطبوعہ بیروت طبع جدید میں واضح اور غیر مبہم الفاظ میں یہ نکاح نہ صرف یہ کہ تسلیم کرتا ہے بلکہ دلائل سے ثابت کرتا ہے۔

اسی طرح درج ذیل کتب میں بھی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح امِ کلثوم بنت علی بالوضاحت ثابت ہے۔

☆ ۱۹۔ تہذیب المتین فی تاریخ امیر المومنین ج ۱ حصہ دوم ص ۲۸۷ مطبوعہ یوسفی دہلی طبع قدیم)

☆ ۲۰۔ تاریخ یعقوبی جلد ثانی ص ۱۴۹ مطبوعہ بیروت

☆ ۲۱۔ ''عَنْ جَعْفَر عَنْ اَبِیْہِ مَاتَتْ اُمُّ كُلْثُوْمٍ بِنْتِ عَلِیٍّ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَابْنُهَا زَیْدُ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِیْ سَاعَةٍ وَّاحِدَةٍ'' ترجمہ: حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے راوی ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا بیٹا زید بن عمر بن الخطاب ایک گھڑی ایک ساتھ فوت ہوئے (تہذیب الاحکام ج ۹ ص ۳۶۳)

Marfat.com

حضرت سیدنا عثمان غنی ذوالنورین داماد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔
نیز
چار بناتِ رسول کا ثبوت ۳۳ معتبر ترین کتب شیعہ سے

نہ ماننے والوں کے جرم کی سنگینی کے پیشِ نظر کہتا ہوں کہ جو حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اولادِ پاک یعنی آپ کی چار صاحبزادیوں کو چار نہ مانے۔ ان کے نسلِ رسول ہونے کا ہی انکار کرے تو کیوں نہ ایسوں پر آسمان پھٹ پڑے۔ ارے! تیری اگر چار بیٹیاں ہوں اور تیری نسل ہوں اور کوئی تجھے کہے کہ نہیں ان میں سے تیری صرف ایک بیٹی ہے باقی تین تیری ہے ہی نہیں! تو خود سوچ تجھ پہ کیا گذرے گی؟ پھر اللہ کے محبوب کو ایسی بکواس سے کیوں

Marfat.com

ایذا دیتا ہے اللہ فرماتا ہے

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔ (القرآن)

ترجمہ:۔ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دینے والے پر اس دنیا میں بھی لعنت ہے اور آخرت میں بھی لعنت ہے (القرآن) اور یاد رکھیں آپ کی چار صاحبزادیوں کا انکار خود قرآن کا انکار ہے اللہ فرماتا ہے؛

یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ (احزاب:۵۹)

ترجمہ:۔ اے نبی اپنی بیویوں سے اور اپنی بیٹیوں سے اور مومن عورتوں سے فرمادیں؛ اس آیت مبارکہ میں ازواج اور بنات دونوں جمع کے صیغے ہیں۔ عربی میں جمع کم از کم تین یا زیادہ تعداد کے لئے آتی ہے۔ اللہ نے جمع کا صیغہ فرمایا ہے

قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ اس نصِ قطعی کا انکار کرے جو حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ سیدِ عالم ﷺ کی باقی تین صاحبزادیوں کا انکار کرے کیا اس پر دارین میں لعنت ہونے میں کوئی شک ہو سکتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ یکے بعد دیگرے دو صاحبزادیوں کی شادی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو ان کو آج تک ؛ذوالنورین؛ کے لقب سے کیوں مورخ یاد کرتے

Marfat.com

ہیں؟ اور اس پر شیعہ سنی کتب متفق ہیں۔ جو اپنے نبی کی اولاد جیسی حقیقت کو جھٹلا دے اس سے اور کیا توقع کی جا سکتی ہے؟

☆1۔ یہ کونسا اعتراض ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ قریشی تھے۔ لہٰذا حضور سید عالم ﷺ کی شہزادیوں سے ان کا نکاح کیسے ممکن ہے؟ ہم پوچھتے ہیں حضرت علی اور حضرت سیدہ خاتون جنت کی شہزادی حضرت سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح مبارک سید سے ہوا یا قریشی سے؟ یہ عقد حضرت عبداللہ بن جعفر طیار قریشی سے ہوا جن سے شہزادگان عون و محمد شہداء کربلا پیدا ہوئے (منتہی الآمال اہل شیعہ) ج ا ص ۲۱۷) حضرت سیدہ زینب بنتِ خاتونِ جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور سیدِ عالم ﷺ کی بیٹی کی بیٹی ہیں اور اس طرح حضور ﷺ کی ہی ایک واسطہ سے بیٹی ہوئیں۔ ان کا نکاح مبارک خاندان قریش میں ہوا تو حضور ﷺ کی حقیقی صاحبزادیوں کی شادی سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیسے نہیں ہو سکتی جو قریشی ہیں اور سلسلہ نسب میں چھ پشتوں سے سید عالم ﷺ سے جا ملتے ہیں۔

☆2۔ برخوردار! سب جانتے ہیں کہ حضرت سیدہ فاطمہ کی موجودگی میں حضور مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور شادی کرنا بحکم رسول ﷺ حرام تھا لیکن ان کے وصال کے بعد حضور مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مختلف اوقات میں آٹھ شادیاں کیں اور کثیر الاولاد ہوئے مناقب شہر آشوب ج ۳ ص ۳۰۴ اور منتہی الآمال جلد اول ص ۲۱۷ باب دوئم فصل ششم در ذکر اولاد حضرت امیر المومنین علیہ السلام میں باختلافِ مورخین آپ کے اٹھارہ بیٹے اور اٹھارہ بیٹیاں ہیں انسان انہی ناموں پر اولاد کے نام رکھتا ہے جن

Marfat.com

سے پیار ہوتا ہے آج تک کسی اہلِ اسلام نے اپنی اولاد کے نام شداد، ہامان، نمرود اور فرعون نہیں رکھے کیونکہ ان سے کسی مسلمان کو پیار نہیں حضور مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیدہ فاطمہ سے اولاد کے علاوہ باقی ساری اولاد علوی کہلائی شیعہ سنی کتب متفق ہیں کہ ان علوی بیٹوں مین سے حضرت علی نے تین بیٹوں کے نام ابوبکر، عمر اور عثمان رکھے۔ (ملاحظہ ہوں کتب شیعہ کشف الغمہ ص ۱۳۲، تاریخ ائمہ ص ۴۳۔) ان میں سے دو بیٹے حضرت ابوبکر و حضرت عمر معرکہ کربلا میں شہید بھی ہوئے۔ معلوم ہوا کہ آپ کو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان تینوں ہستیوں سے اتنا پیار تھا کہ ان کے ناموں پر اپنے بیٹوں کے نام رکھے۔ برخوردار! بلاتعصب ٹھنڈے دل سے سینہ پر ہاتھ رکھ کر ذرا سوچ! مولا علی کے سچے نام لیوا ہونے کی حیثیت سے ہمیں بھی سنتِ علی رض پوری کرتے ہوئے اپنے بیٹوں کے نام ابوبکر و عمر و عثمان رکھنے چاہئیں یا نہیں؟ بہر حال! آمدم برسر مطلب!

ہم پوچھتے ہیں کہ حضور مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باقی اولاد جو علوی کہلائی جن میں حضرت عباس علمدار جیسی ہستیاں بھی موجود ہیں۔ ذرا سوچ کر بتائیں کیا ان کی مائیں سادات سے تھیں؟ آپ بھی اتفاق کریں گے کہ ہرگز نہیں بلکہ وہ خاندانِ قریش سے تھیں۔ حضور مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

تمام شادیاں خاندانِ قریش میں ہوسکتی ہیں اور یہ امر واقعہ ہے اس میں کوئی عیب بھی نہیں تو حضور پرنور ﷺ کی حقیقی شہزادیوں میں حضرت رقیہ و حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی یکے بعد دیگرے شادیاں خاندان قریش سے ہی رسول اللہ

Marfat.com

ﷺ کی محبوب شخصیت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیوں نہیں ہو سکتیں؟

☆3۔ اسی طرح بھولے اہل اسلام کو یہ کہہ کہ گمراہ کیا جاتا ہے کہ پھر یہ صاحبزادیاں مباہلہ میں کیوں شامل نہ ہوئیں؟ تو جس طرح کہ کتب شیعہ حیات القلوب ج ۲ ص ۱۰۲۸، اور منتخب التواریخ ج ۱ ص ۲۴ پر درج ہے کہ حضرت رقیہ ۲ ھجری۔ حضرت زینب اور حضرت ام کلثوم ۷، ۸ ھجری اور سیدہ فاطمہ الزہرا کا وصال مبارک گیارہ ھجری کو ہوا۔ جب مباہلہ ۱۰ ھجری کو ہوا اس وقت اکیلی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زندہ تھیں۔ لہٰذا دیگر صاحبزادیوں کے مباہلہ میں شریک نہ ہونے کا سوال ویسے ہی فضول ہے۔ ہم یہاں معتبر ترین تینتیس (۳۳) کتب شیعہ سے تحقیق پیش کر رہے ہیں تفصیلی حوالہ جات سے پہلے ان کتب اور ان کے مصنفین کے نام ذیل میں دے جا رہے ہیں۔ ان پر پہلی نظر ہی اس حقیقت کو واضح کر دے گی۔ کہ یہ کتب خود اہل شیعہ کے نزدیک کس قدر معتبر اور ان کے مصنفین اہل شیعہ کے نزدیک کس قدر محترم ہیں؟ مسئلہ کی اہمیت کے پیش نظر ہم نے صرف ان کتب شیعہ کے حوالے حضور اقدس ﷺ کی حقیقی چار صاحبزادیاں ہونے پر پیش کئے ہیں۔ جو خود اہل شیعہ میں ایک فیصلہ کن اتھارٹی کی حیثیت رکھتی ہیں۔ فیصلہ تو احکم الحاکمین اللہ کریم نے ہی کر دیا کہ فرمایا اَزْوَاجِکَ وَبَنَاتِکَ یعنی محبوب تیری بیویاں اور تیری بیٹیاں اس کے بعد جس کے نصیبوں میں ہدایت ہو اسے مزید کسی حوالے اور فیصلے کی تو ضرورت نہیں رہتی لیکن ہم پھر بھی خود اہل شیعہ کے متقدمین اور متاخرین علماء کی بات کرتے ہیں کہ یہ جرات تو ان کو بھی نہیں ہوئی اور بلا لحاظ مسلک و مذہب میں حسن ظن رکھتا ہوں کہ آج بھی کسی اہل علم کو نہیں ہے اور نہیں ہونی چاہیے کہ حضور پرنور سید عالم ﷺ کی حقیقی اور صلبی

Marfat.com

چار بیٹیاں سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہونے کا انکار کر سکیں۔ جہاں تک ممکن ہو سکا محولہ کتب کے مصنفین کے ہم نے تاریخ وفات بھی ساتھ درج کر دے ہیں تا کہ پتہ چلے کہ ہر دور میں شیعہ مجتہدین متقدمین و متاخرین باوجود ہزار اختلافات کے سید عالم ۔ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار حقیقی بیٹیاں ہونے پر متفق ہیں۔

ملاحظہ ہوں چار بناتِ رسول کیلئے محولہ کتب اور ان کے مصنفین کے نام:۔ سب سے پہلے اہل شیعہ دن رات جنہیں پکارتے ہیں یا صَاحِبَ الزَّمَانِ اَدْرِکْنِیْ ۔ اس امام زمان و امام غائب کا فرمان جس کتاب کے صفحہ اول پر لکھا ہوا ہے کہ اصول کافی وہ کتاب ہے جو کَافٍ لِشِیْعَتِنَا یعنی جو ہمارے شیعوں کو کافی ہے یعنی ..

1۔ اصول کافی جلد اول ص ۴۳۹ مطبوعہ تہران طبع جدید تصنیف محمد بن یعقوب کلینی رازی متوفی ۳۲۹ ہجری ۔

2۔ فروع کافی ج ۲ ص ۱۵۶ اور ج ۶ ص ۶ باب فضل البنات تصنیف محمد بن یعقوب کلینی رازی متوفی ۳۲۹ ہجری

شیخ الطائفہ ابو جعفر محمد بن حسن طوسی متوفی ۴۶۵ ہجری کہ جو مذہب شیعہ کا رکن اعظم ہے اور جس نے اہل شیعہ کیلئے عظیم علمی ورثہ چھوڑا ہے اس نے اپنی درج ذیل عظیم تصانیف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی چار بنات حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطنِ مبارک سے تسلیم کی ہیں کتب مع جلد اور صفحہ نمبر اور مطبع تک درج کئے جا رہے ہیں:۔

Marfat.com

3۔ تہذیب الاحکام ج ۸ ص ۱۶۱ باب عدۃ النساء مطبوعہ تہران طبع جدید

4۔ الاستبصار ج اول ص ۲۴۵، ۴۸۵ کتاب الجنائز

5۔ تلخیص الشافی جلد ۴ ص ۵۴، ۵۵ مطبوعہ قم ایران طبع جدید

6۔ المبسوط ج ۴ ص ۱۵۸ کتاب النکاح

7۔ قرب الاسناد تصنیف ابو العباس عبداللہ بن جعفر حمیری قمی متوفی ۳۰۰ ہجری

8۔ خصال شیخ صدوق ابواب السبعہ جلد ۲ صفحہ ۳۸ تصنیف شیخ محمد بن علی صدوق متوفی ۳۸۱ ہجری (بحوالہ مراۃ العقول ج اول ص ۳۵۲)

9۔ بحار الانوار ج ۲۲ ص ۱۶۶، ۱۶۷ باب عدد اولادہ علیہ السلام مطبوعہ تہران طبع جدید تصنیف ملا باقر مجلسی متوفی ۱۱۱۱ ہجری

10۔ حیات القلوب ج ۲ باب ۵۱ ص ۱۰۲۷، اسی جلد میں باب فضائل خدیجہ ص ۱۵۷ تصنیف ملا باقر مجلسی متوفی ۱۱۱۱ ہجری

11۔ مراۃ العقول ج ۵ ص ۱۸۰ مطبوعہ تہران طبع جدید تصنیف ملا باقر مجلسی

12۔ کتاب الشافی تصنیف نامور شیعہ مجتہد شیخ مرتضیٰ علم الہدیٰ متوفی ۴۰۶ ہجری (یاد رہے یہ وہی شخصیت ہیں کہ تحریفِ قرآن کے سلسلہ میں اہلِ شیعہ اپنے ائمہ معصومین کی مرفوع روایات کو چھوڑ کر شیخ مرتضیٰ کے مسلک کو اپنانے اور قرآن کے مکمل اور غیر محرف ہونے کا مناظروں میں دعویٰ کرتے ہیں)

13۔ مسالک الافہام شرح شرائع الاسلام تصنیف زین الدین احمد عاملی متوفی ۹۶۴ ہجری

14۔ تنقیح المقال فی علم الرجال ج ۳ ص ۷۷ باب الحاء تصنیف شیخ عبداللہ

Marfat.com

مامقانی متوفی ۱۳۲۳ ہجری

15۔ ناسخ التواریخ (جلد اول ص ۱۶۴، وقائع سال دوئم ہجری، ج اول ص ۶۶۹، ج ۳ ص ۱۹۳ تصنیف لسان الملک مرزا محمد تقی سپہر متوفی ۱۲۹۷ ہجری

16۔ مجمع البحرین (بحوالہ اعیان الشیعہ ج ۳ ص ۴۸۷ تذکرہ ام کلثوم بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم)

17۔ نہج البلاغہ (بحوالہ شرح فیض الاسلام وشرح ابن ابی حدید) مصنف سید ابو الحسن شریف محمد رضی متوفی ۴۰۴ ہجری

18۔ مجالس المومنین ج اول ص ۲۰۴ تصنیف نور اللہ شوستری متوفی ۱۰۱۹ ہجری

19۔ انوار نعمانیہ ج اول ص ۳۶۶ مطبوعہ تبریز طبع جدید تصنیف سید نعمت اللہ الجزائری

20۔ اعلام الوراء تصنیف علامہ طبرسی بحوالہ اعیان الشیعہ

21۔ ذبح عظیم ص ۲۴ مطبوعہ لاہور طبع جدید تصنیف سید اولاد حیدر بلگرامی

22۔ منتخب التواریخ باب اول ص ۲۴ حالات ازواج و اولاد پیغمبر تصنیف حاجی محمد ہاشم بن محمد علی خراسانی

23۔ تحفۃ العوام حصہ اول باب ۱۷ ص ۱۱۳ مطبوعہ لکھنو تصنیف مفتی مظفر حسین احمد علی

24۔ تفسیر مجمع البیان ج ۲ ص ۳۳۳ تصنیف ابو علی فضل بن حسن طبرسی

25۔ تفسیر منہج الصادقین ج ۷ ص ۳۳۲ تصنیف ملا فتح اللہ کاشانی

26۔ ابن ابی حدید شرح نہج البلاغہ ج ۳ ص ۴۶۰ طبع بیروت تصنیف ابو الحامد عبد الحمید بن ہبۃ اللہ المعروف بہ ابن حدید متوفی ۶۵۶ ہجری

Marfat.com

27۔ فیض الاسلام شرح نہج البلاغہ خطبہ ۱۴۳ص ۵۲۸ تصنیف حاجی سید علی تقی المعروف فیض الاسلام

28۔ چہاردہ معصوم ج اول باب پنجم ص ۲۲۴ مطبوعہ تہران تصنیف عمادالدین حسین اصفہانی

29۔ اعیان الشیعہ ج سوم ص ۴۸۷ تذکرہ ام کلثوم بن محمد ﷺ

30۔ منتہی الآمال ج اول فصل ہشتم باب اول ص ۱۲۵ تصنیف شیخ عباس قمی متوفی ۱۳۵۹ ہجری

31۔ مروج الذہب ج ۲ ص ۲۹۱ تصنیف ابوالحسن علی بن حسین مسعودی متوفی ۳۴۶ ہجری

32۔ التنبیہ والاشراف ص ۲۵۵ تحت ذکر خلافت عثمان تصنیف ابوالحسن علی بن حسین مسعودی متوفی ۳۴۶ ہجری

33۔ مناقب آل ابی طالب ج اول ص ۱۶۱ تصنیف علامہ محمد بن علی بن شہر آشوب متوفی ۵۸۸ ہجری

1۔ اصول کافی سے نبی پاک ﷺ کی چار صاحبزادیوں کا فتویٰ

وَتَزَوَّجَ خَدِیجَۃَ وَھُوَ ابْنُ بِضْعٍ وَّعِشْرِیْنَ سَنَۃً فَوُلِدَ لَہٗ مِنْھَا قَبْلَ مَبْعَثِہٖ اَلْقَاسِمُ

Marfat.com

وَرُقَيَّةُ وَزَيْنَبُ وَاُمُّ كُلْثُوْمٍ وَّوُلِدَلَهُ بَعْدَالْمَبْعَثِ الطَّيِّبُ وَالطَّاهِرُ وَالْفَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ۔

(اصول کافی جلد اول صفحہ ۴۳۹ مطبوعہ تہران جدید اور اصول کافی مترجم جلد اول صفحہ ۵۴۴، مطبوعہ کراچی)

ترجمہ:۔ اور نبی پاک ﷺ نے بیس سال سے زائد عمر میں حضرت خدیجہ سے شادی کی اور اعلان نبوت سے پہلے حضرت خدیجہ کے بطن سے نبی پاک ﷺ کے صاحبزادے حضرت قاسم اور صاحبزادیاں حضرت رقیہ، حضرت زینب اور حضرت ام کلثوم پیدا ہوئیں اور بعثت کے بعد انہی خدیجہ سے طیب وطاہر اور حضرت فاطمہ علیہا السلام پیدا ہوئیں (اصول کافی جلد اول صفحہ ۴۳۹، مطبوعہ تہران جدید اور اصول کافی مترجم جلد اول صفحہ ۵۴۴، مطبوعہ کراچی)

2۔ منتخب التواریخ باب اول صفحہ ۲۴ مطبوعہ ایران حالات ازواج و اولاد پیغمبر کے ذیل میں واشگاف الفاظ میں درج ہے۔ اما مکرمہ زینب در سال پنجم از تزویج جناب خدیجۃ الکبریٰ بہ پیغمبر ﷺ متولد شد

ترجمہ حضرت زینب نبی پاک ﷺ کے حضرت خدیجہ سے نکاح کے پانچویں سال پیدا ہوئیں۔ پھر صاحبِ منتخب التواریخ نے حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم کی پیدائش اور یکے بعد دیگرے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح کا ذکر کیا اور لکھا لفظ

Marfat.com

عثمان راذوالنورین میگویند" یعنی اسی وجہ سے حضرت عثمان غنی کو ذوالنورین کہتے ہیں۔

3 دختران آنحضرت چہار نفر بودند وهمه از خدیجه بوجود آمدند (حیات القلوب جلد دوم صفحہ ۱۰۲۷، باب ۵۱ مطبوعہ نولکشور طبع قدیم)

ترجمہ نبی پاک ﷺ کی چار بیٹیاں تھیں اور سب حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پیدا ہوئیں۔

4۔ فرمان حضرت امام جعفر صادق از منتہی الامال ومروج الذہب

درقرب الاسناد از صادق علیہ السلام روایت شدہ است کہ از برائے رسول خدا ﷺ از خدیجہ متولد شدند طاہر وقاسم وفاطمہ وام کلثوم ورقیہ وزینب.

ترجمہ قرب الاسناد میں امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ کی اولاد طاہر وقاسم اور فاطمہ اور ام کلثوم اور رقیہ اور زینب سبھی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تولد ہوئی۔ (۱۔ منتہی الامال جلد اول صفحہ ۱۲۵، فصل ہشتم باب اول مطبوعہ ایران ۲، مروج الذہب جلد۲ صفحہ ۲۹۱)

5۔ ملا باقر مجلسی خود نبی پاک ﷺ کا فرمان درج کرتا ہے۔ کوئی ہے جو اپنے نبی کے فرمان کو مان لے؟ اور فرمان بھی ایسا جس میں آپ خود اپنی اولاد کی تفصیل بتا رہے ہیں۔

"وخدیجہ اورا خدا رحمت کند از من طاہر مطہر را بہم رسانید کہ او عبداللہ بود وقاسم را آورد ورقیہ وفاطمہ وزینب وام کلثوم از وبہم رسید"

ترجمہ:۔ اللہ کریم حضرت خدیجہ پر رحمت فرمائے کہ مجھ سے حضرت خدیجہ نے طاہر و مطہر (عبداللہ) اور قاسم اور رقیہ اور فاطمہ اور زینب اور ام کلثوم سب کو جنم دیا۔

Marfat.com

(حیات القلوب جلد۲ صفحہ ۱۵۷، باب فضائل خدیجہ از ملا باقر مجلسی)

6 درقرب الاسناد بسند معتبر از حضرت صادق روایت کردہ است کہ از برائے رسول خدا ﷺ از خدیجہ متولد شدند طاہر و قاسم و فاطمہ، ام کلثوم و رقیہ و زینب (حیات القلوب جلد۲ صفحہ ۱۰۲۶، باب ۵۱ مطبوعہ نولکشور)

ترجمہ:۔ قرب الاسناد میں معتبر اسناد کے ساتھ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے بطن اقدس سے نبی پاک ﷺ کی یہ اولاد پیدا ہوئی۔ طاہر، قاسم (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)، فاطمہ، ام کلثوم، رقیہ، زینب (رضی اللہ تعالیٰ عنہن)

7۔ اسی طرح مصنف باقر مجلسی صاحب مرأۃ العقول نے ج ۱ ص ۳۵۲ پر بھی نبی پاک کی حضرت خدیجہ کے بطن اطہر سے چار صاحبزادیوں کو تسلیم کیا اور علامہ ابن شہر آشوب کے " المناقب سے مزید تائیدی حوالہ بھی دیا۔

8 فرمان نبی کریم ﷺ

وَهٰذَا الْحُسَيْنُ خَيْرُ النَّاسِ خَالًا وَّ خَالَةً وَّخَالُهٗ عَبْدُ اللّٰهِ وَ اِبْرَاهِيْمُ وَخَالَتُهٗ زَيْنَبُ وَ رُقَيَّةُ وَ اُمُّ كُلْثُوْمٍ ۔

(ذبح عظیم صفحہ ۲۴، مصنفہ سید اولاد

Marfat.com

حیدر مطبوعہ لاہور طبع جدید)

ترجمہ:۔ اور فرمایا یہ حسین ماموں اور خالہ کے لحاظ سے بھی تمام انسانوں سے افضل ہیں کیونکہ اس کے ماموں عبد اللہ اور ابراہیم ہیں اور اس کی خالائیں حضرت زینب حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہن ہیں۔

9 وَاِنَّمَا وَلَدَتْ لَهٗ اِبْنَانِ وَاَرْبَعُ بَنَاتٍ زَيْنَبُ وَرُقَيَّةُ وَاُمُّ كُلْثُوْمٍ وَّفَاطِمَةُ

(انوار نعمانیہ جلد اوّل ص ۳۶۶ مطبوعہ تبریز طبع جدید)

ترجمہ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور پر نور نبی کریم ﷺ سے دو صاحبزادے جنے اور آپ سے ہی چار صاحبزادیوں حضرت زینب حضرت رقیہ حضرت ام کلثوم اور حضرت فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) کو جنم دیا۔

قارئین! یہ اس کتاب کا حوالہ ہے جس میں مسلک ائمہ اور مذہب شیعہ کو صحت کے ساتھ نقل کرنے کا اس حد تک اہتمام کیا گیا ہے کہ اس کتاب کی ابتدا میں ہی خود انوار نعمانیہ کے مصنف کا یہ دعویٰ درج ہے۔

قَدِ الْتَزَمْنَا اَنْ لَا نَذْكُرَ فِيْهِ اِلَّا مَا اَخَذْنَاهُ عَنْ اَرْبَابِ الْعِصْمَةِ الطَّاهِرِيْنَ اَوْ مَا صَحَّ

Marfat.com

عِنْدَنَا مِنْ كُتُبِ النَّاقِلِيْنَ۔

ترجمہ ہم نے اس کتاب میں اس بات کا التزام کیا ہے کہ ہم اس میں اور کوئی ذکر نہیں کریں گے سوائے اس کے جو ہم نے ائمہ معصومین سے اخذ کیا ہو یا جو کتب ناقلین سے ہم اہل شیعہ کے نزدیک صحیح ثابت ہوا ہے۔

۵۱ : رَوَى الصَّدُوْقُ فِي الْخِصَالِ بِإِسْنَادِهٖ عَنْ أَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ وُلِدَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ مِنْ خُدَيْجَةَ الْقَاسِمُ وَالطَّاهِرُ وَهُوَ عَبْدُ اللّٰهِ وَأُمُّ كُلْثُوْمٍ وَرُقَيَّةُ وَزَيْنَبُ وَفَاطِمَةُ۔

(مراۃ العقول شرح الاصول والفروع جلد اول صفحہ ۳۵۲)

ترجمہ:۔ شیخ صدوق نے خصال میں اپنی سند سے حضرت ام ابوعبداللہ سے روایت کیا کہ رسول خدا ﷺ کی اولاد جو حضرت خدیجہ سے ہوئی وہ قاسم اور طاہر المعروف بہ عبداللہ اور ام کلثوم، رقیہ اور زینب اور فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) ہیں۔

(مراۃ العقول شرح الاصول والفروع جلد اول صفحہ ۳۵۲)

Marfat.com

11 اہل شیعہ کے ائمہ جرح وتعدیل نے حضور اقدس ﷺ کی چار بیٹیوں پر اجماع فریقین نقل کیا ہے۔

میں کہتا ہوں شیعہ اپنے امام جرح وتعدیل مامقانی کی تصنیف تنقیح المقال جلد دوم صفحہ ۷۹ سے تفصیلاً پڑھ لیں تو انہیں نبی پاک ﷺ کی چار بیٹیوں کے انکار کی کبھی جرات نہ ہوگی کیونکہ حضرت سیدہ فاطمہ خاتون جنت کے علاوہ باقی صاحبزادیوں کو ربیبہ یعنی حضرت خدیجہ کی پچھلی بیٹیاں کہنے والوں کو مامقانی نے خود دندان شکن جواب دئے ہیں کیونکہ مسلک کوئی بھی ہو اس سے بڑھ کر ظلم اور کیا ہوسکتا ہے کہ بیٹیاں ہمارے نبی کی حقیقی اور صلبی کہوں اور نعوذ باللہ! منسوب کسی اور سے کی جائیں؟ لہٰذا اس عظیم شیعہ محقق نے چار بنات رسول کے عقیدہ کو مابین فریقین متفق علیہ قرار دیا ہے اور اس پر فریقین کا اجماع نقل کیا ہے۔ اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

إِنَّ كُتُبَ الْفَرِيقَيْنِ مَشْحُونَةٌ بِأَنَّهَا وُلِدَتْ لِلنَّبِيِّ (ص) أَرْبَعُ بَنَاتٍ زَيْنَبُ وَأُمُّ كُلْثُومٍ وَفَاطِمَةُ وَرُقَيَّةُ

(تنقیح المقال جلد سوم صفحہ ۷۷ باب الحاء)

ترجمہ:۔ شیعہ سنی دونوں فریقوں کی کتابیں اس بات کی تائید میں بھری پڑی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کی حقیقی صلبی بیٹیاں چار تھیں جن

Marfat.com

کے نام زینب۔ ام کلثوم، رقیہ اور فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن ہیں

(تنقیح المقال جلد۳ صفحہ۷۷ باب الحا)

12 ملا باقر مجلسی نے بھی میں واضح طور پر بناتِ رسول چار ہونے پر اجماع فریقین درج کیا ہے۔ دیکھیں مراۃ العقول ج ۵ ص ۱۸۰ مطبوعہ تہران طبع جدید

13 بلکہ لطف والی بات یہ ہے کہ اسی ملا باقر مجلسی نے مراۃ العقول جلد ۲۲ صفحہ ۱۶۴، ۱۶۵ تاریخ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم مطبوعہ تہران طبع جدید میں دو مرکزی شیعہ مجتہد شیخ مفیدؒ اور شیخ مرتضیٰؒ کا ایک طویل مکالمہ نقل کیا ہے جس میں انہوں نے دلائل سے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی چار حقیقی صاحبزادیوں کو تسلیم کیا اور اس کے بعد دل کھول کر ان میں سے دو صاحبزادیوں کی یکے بعد دیگرے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شادی تسلیم کی۔ مقام حیرت ہے کہ متقدمین شیعہ مین سے کسی کو یہ جرأت نہ پڑی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیوں کے حقیقی ہونے کا انکار کرے۔ اس کے برعکس آج مخالفت کیوں؟

14 اہل شیعہ کے دونامور مجتہدین میں سے شیخ مرتضیٰؒ نے اپنی کتاب الشافی میں اور شیخ طوسیؒ نے اس کی شرح "تلخیص الشافی" جلد۴ صفحہ ۵۴، ۵۵ مطبوعہ قم ایران طبع جدید میں واضح طور پر اس حقیقت کو تسلیم کیا کہ سیدہ رقیہ حضرت زینب اور حضرت ام کلثوم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صلبی اور حقیقی صاحبزادیاں ہیں۔

15 وَزَوَّجَ بِنْتَيْهِ رُقَيَّةَ وَأُمَّ كُلْثُومٍ عُثْمَانَ لَمَّا مَاتَتِ الثَّانِيَةُ قَالَ لَوْ كَانَتِ الثَّالِثَةُ

Marfat.com

لَنۡ وَّجَنَاهَا اِيَّاهُ

(المبسوط جلد چہارم صفحہ ۱۵۸ کتاب النکاح)

ترجمہ: حضور علیہ وسلم صلی اللہ نے اپنی دو صاحبزادیاں رقیہ اور ام کلثوم یکے بعد دیگرے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقد میں دیں جب دوسری کا انتقال ہوا تو فرمایا اگر تیسری ہوتی تو اسے بھی عثمان کے عقد میں دے دیتا۔" یہاں صاف الفاظ ہیں زَوَّجَ بِنۡتَيۡهِ کہ حضور اکرم علیہ وسلم صلی اللہ نے اپنی دو صاحبزادیوں کا نکاح سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا۔

16 چہاردہ معصوم جلد اول باب پنجم صفحہ ۲۲۴، مطبوعہ تہران طبع جدید میں اس امر کی تصریح کر دی گئی کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے بطن سے حضور اکرم علیہ وسلم صلی اللہ کے بیٹوں کے علاوہ چار بیٹیاں پیدا ہوئیں۔

17 ناسخ التواریخ جلد اول صفحہ ۶۴ او قائع سال دوم ھجری میں حضرت عثمان غنی ذوالنورین کے غزوہ بدر سے پیچھے رہ جانے کے واقعہ میں واضح طور پر لکھا کہ

"رقیہ دخترِ رسول خدا بود"

یعنی "رقیہ حضور پرنور علیہ وسلم صلی اللہ اللہ کے رسول کی بیٹی تھیں۔"

18 ناسخ التواریخ جلد اول صفحہ ۶۶۹ میں لکھا ہے۔

"در ہنگام ہجرت دو دخترِ پیغمبر در مکہ باز ماند۔" ترجمہ: حضور اکرم علیہ وسلم صلی اللہ کی دو صاحبزادیاں ہجرتِ مدینہ کے وقت مکہ رہ گئی تھیں۔"

Marfat.com

19 ناسخ التواریخ جلد سوم صفحہ ۹۳ پر حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غزوہ بدر میں برابر حصہ ملنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھا کہ وہ رسول خدا ﷺ سے پیچھے رہے کیونکہ "رقیہ دختر رسول مریض بود" کہ حضور اقدس ﷺ کی بیٹی رقیہ بیمار تھیں"۔

20 وَلَدَتْ خَدِیْجَۃُ لَہٗ ﷺ زَیْنَبُ وَ رُقَیَّۃَ وَ اُمُّ کُلْثُوْمٍ وَ فَاطِمَہ

ترجمہ: حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے حضور اکرم ﷺ کی چار بیٹیاں زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن پیدا ہوئیں (بحار الانوار جلد ۲۲ صفحہ ۱۶۷، ۱۶۶، باب عدد اولادعلیہ السلام، مطبوعہ تہران، طبع جدید)

21 اعیان الشیعہ جس کی دس بڑی بڑی جلدیں ہیں اور شیعوں کی مایۂ ناز کتاب ہے اس میں کتنے واضح الفاظ ہیں ملاحظہ ہوں:۔

وَفِیْ مَجْمَعِ الْبَحْرَیْنِ کَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ خَدِیْجَۃَ اَرْبَعَ بَنَاتٍ کُلُّھُنَّ اَدْرَکْنَ الْاِسْلَامَ وَھَاجَرْنَ وَھُنَّ زَیْنَبُ وَفَاطِمَۃُ وَرُقَیَّۃُ وَاُمُّ کُلْثُوْمٍ وَقَالَ الطَّبَرْسِیُّ فِیْ اَعْلَامِ الْوَرَاءِ وَغَیْرُہٗ اِنَّ اُمَّ کُلْثُوْمٍ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَھَا عُثْمَانُ بَعْدَ اُخْتِھَا رُقَیَّۃَ وَتُوُفِّیَتْ عِنْدَہٗ۔

Marfat.com

(اعیان الشیعہ جلد سوم ص ۴۸۷ تذکرہ ام کلثوم بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مطبوعہ بیروت طبع جدید)

"مجمع البحرین میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ کی حضرت خدیجہ کے بطن سے چار بیٹیاں تھیں ان سب نے اسلام قبول کیا اور ہجرت بھی کی۔ ان کے نام یہ ہیں زینب۔ فاطمہ۔ رقیہ اور ام کلثوم۔ اعلام الوراء وغیرہ میں طبرسی نے لکھا ہے کہ حضور ﷺ کی صاحبزادی ام کلثوم سے حضرت عثمان نے شادی کی جب کہ ان کی ہمشیرہ کا انتقال ہو گیا تھا حضرت رقیہ کا انتقال حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں ہی ہوا تھا۔"

(اعیان الشیعہ جلد سوم صفحہ ۴۸۷ تذکرہ ام کلثوم بنت محمد ﷺ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

22 قارئین اہل شیعہ نے بنو ہاشم کی غیر بنو ہاشم سے رشتہ داریوں کے باب میں واضح طور پر لکھا ہے۔

اَزَوَّجَ اِبْنَتَهٗ عُثْمَانَ وَزَوَّجَ اِبْنَتَهٗ زَيْنَبُ بِاَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيْعِ وَلَيْسَا مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ

(مسالک الافہام شرح "شرائع الاسلام" جلد اول مطبوعہ ایران سن طباعت ۱۲۷۳ھ)

ترجمہ:۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنی ایک صاحبزادی کی شادی حضرت عثمان بن عفان سے کی اور دوسری دختر جناب زینب کا نکاح ابوالعاص بن ربیع

Marfat.com

سے کیا اور یہ دونوں شخص بنی ہاشم سے نہ تھے (مسالک الافہام شرح ''شرائع الاسلام کتاب النکاح باب لواحق العقد'' جلد اول مطبوعہ ایران سن طباعت ۱۲۷۳ھ)

23 شیعوں نے خود آیت ۵۹ سورہ احزاب کا ترجمہ یوں کیا ہے ''اے پیغمبر بگو مر زنان خود را و مر دختران خود را''

ترجمہ: ''اے پیغمبر اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں سے فرما دو'' (منہج الصادقین جلد ۷ صفحہ ۳۳۲)

24 الحمدللہ! شیعوں کی مشہور کتاب **تحفۃ العوام کی عبارت ملاحظہ ہو** جس میں نبی پاک ﷺ کے بیٹوں اور بیٹیوں پر درود بھیجنے کے بعد ان کی توہین کرنے والوں اور ان کی وجہ سے سید عالم ﷺ کو ایذا دینے والوں پر لعنت کی گئی ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَی الْقَاسِمِ وَالطَّاھِرِ ابْنَیْ نَبِیِّکَ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی رُقَیَّۃَ بِنْتِ نَبِیِّکَ وَالْعَنْ مَنْ اٰذٰی نَبِیَّکَ فِیْھَا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی اُمِّ کُلْثُوْمٍ بِنْتِ نَبِیِّکَ وَالْعَنْ مَنْ اٰذٰی نَبِیَّکَ فِیْھَا

(تحفۃ العوام حصہ اول باب ۱۲ ص ۱۱۳، مطبوعہ نولکشور لکھنو)

ترجمہ:۔ اے اللہ! قاسم اور طاہر پر رحمت بھیج۔ جو دونوں تیرے نبی کے بیٹے ہیں اے اللہ حضور ﷺ کی دختر رقیہ پر

Marfat.com

رحمت نازل فرما اور جس نے تیرے نبی کو اس بیٹی کے معاملہ میں تکلیف دی اس پر لعنت فرما اے اللہ ام کلثوم بنت رسول پر رحمت فرما اور اس کے معاملہ میں نبی پاک کو دکھ اور ایذا دینے والے پر لعنت فرما (تحفۃ العوام حصہ اول باب ۱۷ صفحہ ۱۱۳، مطبوعہ نولکشور لکھنو)

25 فروع کافی جلد دوم صفحہ ۱۵۶ نولکشور پر امام جعفر صادق نے کئی بیٹیاں پیدا ہونے پر شکوہ کرنے والے ایک شخص کو ڈانٹا اور اسے اپنے نبی کی مثال دی اور پھر اسی کتاب کی ج ۶ ص ۶ باب فضل البنات مطبوعہ تہران طبع جدید پر واضح الفاظ ہیں

عَنْ اَبِی عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبَا بَنَاتٍ۔

ترجمہ:۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ایک سے زائد بیٹیوں کے باپ تھے۔

26 اہل شیعہ کی صحاح اربعہ میں سے دو کتب حدیث

کتاب الاستبصار ج اول ص ۲۴۵، ۴۸۵ کتاب الجنائز اور تہذیب الاحکام ج ۸ ص ۱۶۱ باب عدۃ النساء مطبوعہ تہران طبع جدید

میں اس سوال کے جواب میں کہ آیا عورتیں نماز جنازہ پڑھ سکتی ہیں۔ امام جعفر صادق نے فرمایا

وَاِنَّ زَیْنَبَ بِنْتَ النَّبِیِّ عَلَیْہِ السَّلَامُ تُوُفِّیَتْ وَاِنَّ فَاطِمَۃَ عَلَیْہَا السَّلَامُ خَرَجَتْ فِیْ نِسَآئِہَا

Marfat.com

فَصَلَّتْ عَلٰی اُخْتِهَا۔

"فرمایا حضرت زینب بنت رسول خدا کا جب وصال ہوا تو خاتون جنت حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دیگر عورتوں کے ساتھ ان کی نماز جنازہ پڑھی۔"

27 تفسیر مجمع البیان ج ۲ صفحہ ۳۳۲ میں واضح طور پر درج ہے۔

عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ وَامْرَأَتُهٗ رُقَيَّةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ

(تفسیر مجمع البیان ج ۲۷ جزو سوم ص ۳۳۳ مطبوعہ تہران)

ترجمہ:۔ عثمان ابنِ غفان جو ہیں ان کی بیوی رقیہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی ہیں۔

28 شرح نہج البلاغہ فارسی الاسلام خطبہ ۱۴۳ ص ۵۲۸ مطبوعہ تہران پر شیعہ محلق کے الفاظ ملاحظہ ہوں عثمان رقیہ و ام کلثوم رابنا بر مشہور دختران پیغمبر اند بھمیری خود در آدرد ترجمہ: حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے شادی کی جو مشہور روایات کے مطابق دختران پیغمبر ﷺ ہیں

29 مشہور شیعہ مورخ مسعودی "رقیہ بنت رسول اللہ" یعنی "رسول اللہ کی بیٹی رقیہ" کے الفاظ لکھ کر تسلیم کرتا ہے۔ کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عبد اللہ نامی بیٹا اسی شہزادیِ رسول سے پیدا ہوا جو چھ برس کی عمر میں فوت ہو گیا (التنبیہ والاشراف للمسعودی ص ۲۵۵ تحت ذکر خلافت عثمان)

30 مسعودی رقم طراز ہے وَكَانَ لَهٗ مِنَ الْوَلَدِ عَبْدُ اللّٰهِ الْاَكْبَرُ وَعَبْدُ اللّٰهِ

Marfat.com

الاصغر امهما رقیۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ:۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو صاحبزادے ''عبداللہ اکبر'' اور ''عبداللہ اصغر'' رسول اللہ کی بیٹی سیدہ رقیہ سے پیدا ہوئے (مروج الذہب للمسعودی ج ۲ ص ۳۳۱، ذکر خلافت عثمان بن عفان)

31 شارح نہج البلاغہ نے حضرت عثمان غنی کیلئے ''ذوالنورین'' لقب کی حقیقت کو یوں تسلیم کیا۔

قَالَ شَیْخُنَا اَبُوْعُثْمَانَ وَلَمَّا مَاتَتِ الْاِبْنَتَانِ تَحْتَ عُثْمَانَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ.. زَوَّجْتُہٗ اِبْنَتَیْنِ وَلَوْ اَنَّ عِنْدِیْ ثَالِثَۃً لَفَعَلْتُ ثُمَّ قَالَ وَلِذٰالِکَ سُمِّیَ ذُوالنُّوْرَیْنِ۔

شرح نہج البلاغہ ابن ابی حدید

جلد ۳ ص ۴۶۰، طبع بیروت بڑا سائز)

ترجمہ: ہمارے شیخ ابو عثمان نے کہا جب حضرت عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے عقد میں یکے بعد دیگرے بیوی بننے والی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں بیٹیاں فوت ہوگئیں تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔۔۔''میں نے اپنی دو بیٹیوں کی عثمان سے شادی کی اگر میرے پاس تیسری بھی ہوتی تو اس کی شادی بھی اس سے کر دیتا'' راوی کہتا ہے اسی لئے حضرت عثمان کو ''ذوالنورین'' یعنی دونوروں والا کہتے ہیں''

Marfat.com

(شرح نہج البلاغہ ابن ابی حدید ج ۳ ص ۴۶۰ طبع بیروت بڑا سائز)

32 سبحان اللہ! اہلِ شیعہ کے اہلِ علم کے سرتاج علامہ ابنِ شہر آشوب نے کتاب مناقب آلِ ابی طالب لکھی اور انتہائی خوشی ان الفاظ کو پڑھ کر ہوتی ہے کہ جب موصوف مصنف مقدمہ کتاب میں ہی یہ تصریح کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ "جتنی احادیث میں اپنی اس کتاب میں لایا ہوں ان تمام کو میں نے قرآنی آیات کے شواہد سے نقل کیا ہے میں نے اس کتاب میں سرکشی اور ہٹ دھرمی اختیار کرنے کی بجائے حق کی طرف رجوع کرنے کو ترجیح دی ہے اور میں نے اس کتاب میں وہی درج کیا ہے جو قرآن پاک کے عین مطابق ہے اور جسے خلقِ کثیر نے روایت کیا ہے"

(مناقب ابن شہر آشوب جلد اول ص ۱۲، ۱۳ مطبوعہ قم طبع جدید)

اب دعویٰ کے مطابق قرآن پاک کے الفاظ۔ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ کو سامنے رکھتے ہوئے، سرکشی اور ہٹ دھرمی کی بجائے حق کی طرف رجوع کرتے ہوئے اور قرآن پاک کے مطابق خلقِ کثیر کی متواتر اور متوارث حق گوئی کو علامہ شہر آشوب نے بیان کیا ہے۔ اُن کے ماننے والے اہلِ شیعہ بھی اسی طرح حضور کی صاحبزادیوں کے چار ہونے کے متعلق اپنا عقیدہ اپنالیں علامہ ابن شہر آشوب واشگاف الفاظ میں لکھتے ہیں

وَاَوْلَادُهٗ وُلِدَ مِنْ خَدِيْجَةَ اَلْقَاسِمُ وَعَبْدُ اللّٰهِ وَهُمَا الطَّاهِرُ وَالطَّيِّبُ وَاَرْبَعُ بَنَاتٍ زَيْنَبُ

Marfat.com

وَرُقَیَّۃُ وَاُمُّ کُلْثُوْمٍ وَھِیَ اٰمِنَۃُ وَفَاطِمَۃُ۔

نبی ﷺ کے حضرت خدیجہ سے دولڑکے پیدا ہوئے قاسم اور عبداللہ جن کو طیب و طاہر بھی کہتے ہیں اور انہی سے چار بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ سیدہ زینب، سیدہ رقیہ اور ام کلثوم جن کا اصل نام آمنہ ہے اور سیدہ فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہن)

(مناقب آلِ ابی طالب جلد اول ص ۱۶۱ باب ذکر سیدنا رسول اللہ ﷺ فصل فی اقربائہ وخدامہ مطبوعہ قم خیابان طبع جدید)

33 قاضی نوراللہ شوستری رقم طراز ہے ''اگر نبی دختر بہ عثمان داد ولی دختر بعمر فرستاد

ترجمہ:۔ اگر نبی پاک ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت عثمان کے عقد میں دی تو حضرت علی نے اپنی بیٹی عمر بن خطاب کے عقد میں دی (مجالس المومنین ج ا ص ۲۰۴، مطبوعہ تہران)

قارئین! ۳۳ معتبر ترین کتبِ شیعہ کے تفصیلی حوالہ جات آپ نے پڑھے جو اپنی وضاحت آپ ہیں ہر حوالہ صاف صاف بتا رہا ہے کہ حضور ﷺ کی حقیقی صلبی چار بیٹیاں حضرت خدیجہ کے بطن اطہر سے پیدا ہوئیں کوئی ایک بھی حوالہ اگر غلط ثابت کر دیا جائے تو فی حوالہ دس ہزار روپے نقد انعام دیا جائے گا۔ یہ بطورِ تعلّی کے بات نہیں کہی بلکہ اس نقطہ نظر سے کہی ہے کہ شاید کوئی شیعہ اپنے مذہب کی اپنی کتابوں میں سے اصلی عبارات دیکھ کر ہی سیدِ عالم ﷺ کی حقیقی چار صاحبزادیوں کے عقیدۂ حقہ کا اقرار کرلے اور اس کی آخرت سنور جائے۔ یہی ہمارے لئے سب سے بڑی خوشی کی بات ہوگی۔

Marfat.com

باب چہارم

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں اہلِ بیتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ☆ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ☆ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ ☆ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ☆ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی فِیْ کَلَامِہِ الْمَجِیْدِ وَ فُرْقَانِہِ الْحَمِیْدِ ☆ لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قَاتَلَ ط اُولٰٓئِکَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَ قَاتَلُوْا ط وَ کُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ الْحُسْنٰی ط وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ (پ ٢٧؛ ع ١٧؛ الحدید) ☆

رفض و شیعیت کا پہلا زینہ ہی حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی گستاخی اور بے ادبی ہے۔ کیونکہ آپ کاتبِ وحی، صحابیِ رسول اور مرکزِ ہدایت بہ فرمانِ مصطفی کریم صلی

Marfat.com

اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم ہیں اور حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سالے ہیں اور وہ ہستی ہیں کہ جن کی جناب سیدین کریمین، حضور سیدنا امام حسن اور حضور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما سردار جوانانِ جنت نے بیعت کی ہے۔ اور بیس سال کا طویل عرصہ تا دمِ آخر اس بیعت پر قائم رہے ہیں۔ یہ مضمون صرف اس لئے اضافہ کیا جا رہا ہے کہ جو حضرات چند لمحوں کی فرصت میں سطورِ ذیل پڑھ لیں تو کم از کم ان پر بھی اتمامِ حجت ہو جائے اور ان پر ہر لحاظ سے حق واضح ہو جائے اور اگر پڑھنے والے کے سینے میں کچھ بھی خوفِ خدا موجود ہو تو اپنی آخرت برباد نہ کرے۔ یہ سطور حضرت پیرِ طریقت، رہبر شریعت، قبلۂ عالم، سرتاج الاولیاء، زبدۃ الاصفیاء، حضور قبلہ حضرت الحاج پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری نقشبندی مجددی دامت برکاتہم القدسیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف کے حکم پر اور آپ کے لختِ جگر پروردۂ آغوشِ ولایت، میرے علمِ دین کے اول و آخر استاد اور شیخِ کامل جامع معقول و منقول ابو الحسنین حضرت الحاج پیر سید محمد عظمت علی شاہ صاحب بخاری دامت برکاتہم القدسیہ کی نگرانی میں تحریر کی گئی ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ ان ہستیوں نے اپنے نورانی اوقات میں جس انہماک سے اسے لفظ بہ لفظ سنا ہے اور پسند فرمایا ہے۔ بلکہ بڑی ہی تحسین فرمائی ہے اس سے یہ تحریر انشاء اللہ مخلوقِ خدا کی ہدایت اور رہنمائی کا سبب بنے گی۔

ہمارا موضوع حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذاتِ بابرکات ہے۔

چونکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبتِ

Marfat.com

صحابیت حاصل ہے اور یہ طے شدہ بات ہے کہ اپنے محبوب ﷺ کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہر پہلو سے اہتمام عظمت کیا ہوا ہے۔

محبوبِ خدا ﷺ کے لیے ہر پہلو سے اہتمامِ عظمت کیا گیا

قارئین حضرات! حسنِ کائنات سمٹا تو چہرۂ مصطفیٰ ﷺ بن گیا۔ جملہ کمالاتِ ظاہری و باطنی، صوری و معنوی، ذاتی و عطائی، وہبی و فضلی مجتمع ہوئے تو صاحبِ خلقِ عظیم، رحمۃ للعالمین، سلطان الانبیاء والمرسلین اور محبوبِ رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا وجودِ پُر نور سرزمینِ مدینہ منورہ میں تشریف فرما دکھائی دیتا ہے، حضور پُر نور نبی کریم رؤوف و رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے لیے ہر پہلو سے رب کریم کی طرف سے عظمت و شرافت کا اہتمام کیا گیا۔ اس کا اندازہ اس حدیثِ مبارکہ سے کیا جا سکتا ہے۔ جو جامع ترمذی شریف میں موجود ہے:-

فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَنْ أَنَا؟ فَقَالُوْا أَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ السَّلَامُ قَالَ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ

Marfat.com

فِرْقَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَآئِلَ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ قَبِيْلَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ بُيُوْتًا فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ بَيْتًا۔ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

(جامع ترمذی شریف ج ۲ ص ۶۶۶ مترجم)

ترجمہ:۔ حضور پُر نور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر شریف پر کھڑے ہو گئے اور فرمایا میں کون ہوں؟ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا آپ پر سلام ہو آپ اللہ کے رسول ہیں فرمایا میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں خدا نے مخلوق کو پیدا کیا تو مجھے بہترین مخلوق میں پیدا کیا۔ پھر مخلوق کو دو حصوں میں تقسیم کیا تو مجھے بہترین طبقہ میں داخل کیا۔ پھر ان کے مختلف قبائل بنائے تو مجھے بہترین قبیلہ میں داخل فرمایا۔ پھر ان کے گھرانے بنائے تو مجھے بہترین گھرانے میں داخل کیا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی اس قولی حدیث مبارکہ سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آقا کے شایانِ شان کتنا اہتمام عظمت کیا گیا۔ یہی اہتمامِ عظمت ہر جگہ موجود ہے ۔ اللہ۔ اللہ! یہ انہی کا مرتبہ ہے کہ وہ رخ بدلیں تو قبلہ بدل جائے۔ وہ ہاں کہہ دیں تو احکام فرض ہو جائیں۔ منع کر دیں تو حرمت لازم ہو جائے ۔ ادب اتنا کہ ان کی آواز پر آواز اونچی نہیں ہو سکتی۔ نام لے کر بلانے کی اجازت نہیں۔ دل پر اختیار نہیں ہوتا۔ گمان پر گرفت نہیں ہوتی مگر ان

Marfat.com

کے فیصلے کے خلاف دل میں بھی گمان، تنگی اور ناگواری ہو تو ایمان نہیں رہتا
قرآنِ مجید ارشاد فرماتا ہے؛۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ☆ (سورہ نساء)

ترجمہ؛۔ اے محبوب! تیرے رب کی قسم! وہ مومن ہی نہیں جب تک کہ اپنے ہر فیصلے اور جھگڑے میں تمہیں اپنا فیصلہ کرنے والا اور حاکم تسلیم نہ کرلیں۔ پھر جو فیصلہ آپ کریں اس کے متعلق اپنی جانوں میں بھی ناگواری تک محسوس نہ کریں اور اس کو اس طرح مان لیں جیسا کہ ماننے کا حق ہے۔(القرآن، سورہ نساء)

حضور اقدس کے فیصلوں کی عظمت یہ ہے کہ جو نہ مانے وہ مومن ہی نہیں؛۔ حیرت ہے اور افسوس کا مقام ہے کہ سورہ نساء کی اس نصِ قطعی کے باوجود اہلِ شیع کہاں بھٹک رہے ہیں؟ ان کی کون سی مشکل ہے جو اس آیت سے حل نہیں ہو؟ کیا پیارا اعلانِ قرآن مجید ہے کہ میرا محبوب تو جہاں بھر کے قضیوں کو، معاملات کو بلکہ کل کائنات کے جھگڑوں کو نمٹانے میں ایسا حتمی فیصل اور حاکم بن کر آ ہے کہ دیگر مخلوق کے درمیان کئے گئے آپ کے فیصلے کو جو نہ مانے یا اوپر ے مان کر سینے میں تنگی محسوس کرے فرمایا وہ مومن ہی نہیں پس پتہ چلا؛۔

(۱) یہ کہ جو سرکارِ اقدس ﷺ کے فیصلے جو دوسروں کے جمیع امور میں ہوئے جو ان نہ مانے وہ مومن ہی نہیں پھر جو فیصلے حضور پُرنور ﷺ نے خود اپنی ذات برکات کے بارے میں کئے جو قطعی طور پر حضور اقدس ﷺ کے گھریلو اور ذ

Marfat.com

فیصلے ہیں جوان کو نہ مانے وہ کیسے مسلمان ہوسکتا ہے؟ اس سے ثابت ہوا کہ جو جملہ امہات المومنین، حضور ﷺ کے سسرال حضور ﷺ کے سالوں اور دامادوں اور آپ کے اصحاب پاک اور آلِ پاک کو نہیں مانتا وہ مومن ہی نہیں۔ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ام المومنین حضرت امِ حبیبہ کے بھائی ہیں اور نبی پاک ﷺ کے سالے ہیں۔ کاتبِ وحی ہونا اس کے علاوہ ایک ممتاز شرف ہے۔

(۲) ضمناً اسی مقام پر میں اہلِ شیعہ کے علماء عوام اور اصحابِ دانش کو اس نقطہ پر ہزار ہا مرتبہ غور وفکر کرنے کی دعوت دیتا ہوں اور ان سے یہ بات ببانگِ دہل پوچھنا چاہتا ہوں مجھے بتایا جائے کہ اگر کسی مجلسِ نکاح میں دولہا کے علاوہ ہزار آدمی بیٹھے ہیں تو اگر دولہا کا فیصلہ نہ میں ہو تو کیا اس مجلس میں موجود ہزار افراد کے ہاں اور قبول کہنے سے نکاح ہوجائے گا؟ یقیناً آپ بھی اتفاق کریں گے کہ اس طرح ہرگز دولہا کا نکاح نہیں ہوگا۔ نکاح کب ہوگا؟ بات واضح ہے کہ جب دولہا اپنے فیصلہ کے اظہار کے طور پر کہے گا۔ قَبِلْتُهَا کہ میں نے اسے قبول کیا تو نکاح ہوجائے گا دولہا کا قبول کرنا قطعاً اور خالصتاً اس کا ذاتی فیصلہ ہے ذرا ٹھنڈے دل سے سوچیں! حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لختِ جگر حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نورِ نظر حضرت سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سگی ہمشیرہ حضرت سیدہ اُمِ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور دیگر امہات المومنین سے حضور پُرنور نبی کریم ﷺ نے نکاح مبارک فرمائے تو انہیں نکاح میں قبول کرنے کا فیصلہ مکمل طور پر آپ کا اپنا فیصلہ ہے۔

Marfat.com

حضرت سیدنا امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے بیعتِ حضرت معاویہ کرنے تک مختصر تعارفِ حضرت امیر معاویہ

البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۱۵ اور الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد ۳ صفحہ ۴۳۳ پر حرف میم کے تحت لکھا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بعثت سے چند سال قبل پیدا ہوئے۔ عمرۃ القضاء میں آپ ایمان لائے لیکن شیعہ سنی کتب میں متفق علیہ بات یہ ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر آپ نے اپنے اسلام کا اظہار فرمایا اور صحابیٔ رسول بنے۔ مشہور شیعہ مورخ کبیر حسین بن علی مسعودی اپنی تصنیف مروج الذہب جلد سوم ص ۲۹ پر لکھتا ہے کہ:۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نماز صبح کے بعد تلاوت قرآن مجید میں مشغول ہو جاتے۔ پھر چار رکعت نماز اشراق ادا فرماتے۔ پھر تمام نمازوں کی بروقت ادائیگی کے ساتھ ساتھ دن رات مخلوقِ خدا کی خدمت میں صرف فرماتے۔ پچھلی رات اٹھ کر تہجد بھی ادا فرماتے۔ رات کو عبادت اور دن کو سخاوت کی انتہا کر دیتے؛

سورۂ یونس آیت ۱۰۰ میں اللہ کریم فرماتے ہیں مَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ؛ کہ اے محبوب! کسی کے لئے یہ ممکن نہیں کہ اللہ کے اذن کے بغیر کوئی آپ پر ایمان لائے؛ یہ کتنی بڑی اللہ کی قدرت ہے کہ جب تک آنکھوں پہ پردہ تھا اہلِ مکہ میں سے ایک سے بڑھ کر بڑا کافر اور بڑا دشمن تھا لیکن جب انہی کے لئے اللہ کی طرف سے اذنِ ایمان ہوا تو ان کو جلوۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نظر آ گیا۔ اسی پس منظر میں اللہ کی طرف سے اذنِ ایمان ہوا تو فتح مکہ کے دن امیر معاویہؓ کی والدہ

Marfat.com

حضرت ہندہ اور آپ کے والد حضرت ابوسفیان کو دولتِ ایمان نصیب ہوئی اور درجۂ صحابیت پر فائز ہوئے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ دراز قد، سفید رنگ اور انتہائی خوبصورت پیکر اور وجود والی شخصیت تھے۔ بردبار ایسے کہ امام الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں معاویہ سب سے زیادہ سخی اور بردبار ہیں (تطہیر الجنان صفحہ ۱۲) آپ اللہ اور اس کے رسول اکرم ﷺ کے امین اور راز دار تھے۔ کاتبِ وحی جیسا اعزاز حاصل ہوا۔ فرمانِ رسول اللہ ﷺ ہے کہ "میرا راز دار معاویہ بن ابی سفیان ہے جو ان سے محبت رکھے گا وہ نجات پائے گا اور جو ان سے بغض رکھے گا وہ ہلاک ہوگا (تطہیر الجنان ص ۱۳) آپ قریشی اور اموی ہیں۔ آپ کی سگی ہمشیرہ حضرت سیدہ امِ حبیبہ رضی اللہ عنہا ام المومنین ہیں اور حضور سیدِ عالم ﷺ کے نکاحِ مبارک میں ہیں۔ اس طرح آپ تمام مومنوں کے ماموں ہیں۔ آپ ان چالیس ممتاز و منفرد مقام کے حامل صحابہ کی صف میں شامل ہیں جو کاتبین وحی ہیں۔ آپ کی دیانت امانت پر حرف آئے تو براہِ راست لزومی طور پر قرآن مجید میں تحریف ثابت ہوتی ہے۔ یہ ایمان کا تقاضا ہے کہ اگر قرآن مجید تحریف سے پاک ماننا ہے تو قرآن اور وحی کے کاتب کے ایمان و دیانت کو شک و شبہ سے بالا ماننا ہی پڑے گا۔ آپ غزوۂ حنین میں شامل تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فتح عطا فرمائی تو بہت سا مالِ غنیمت ہاتھ آیا۔ اس سے حضور پُر نور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ایک سو اونٹ اور چالیس اوقیہ سونا عطا فرمایا اور سونا تول کر دینے والے ہاتھ حضرت سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ کے بابرکت ہاتھ تھے۔ (ابنِ عساکر جز ۲۴ ص ۴۰۳)

Marfat.com

اہلِ شیعہ کی شہرۂ آفاق کتاب ناسخ التواریخ جلد سوم ص ۱۳۹ تا ۱۴۱ کے مطابق حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان جنگوں میں شریک ہوئے بلکہ ان لشکروں کی قیادت کی کہ جن لڑائیوں اور جنگوں میں شامل ہونے والوں کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے جنت واجب ہونے کی خوشخبری دی تھی۔ حضور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں ۱۲ ہجری کو شام کے جہاد میں ابوسفیان کا پورا گھرانہ یعنی وہ خود، ان کے دونوں بیٹے جو دونوں صحابی ہیں یعنی حضرت امیر معاویہ بن ابوسفیان اور یزید بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما اور ابو سفیانؓ کی بیوی ہندہ رضی اللہ عنہا سمیت سب شریک تھا (اسد الغابہ ج ۳ ص ۳۵۸، تاریخ اسلام از ندوی ص ۲۴۷) آپ کی عسکری خدمات اور اسلام کے لئے فتوحات اور غیر مسلموں کو دولتِ اسلام عطا کرنے میں آپ کی خدمات کی فہرست بڑی طویل ہے جو شیعہ سنی مورخین دونوں نے بیان کی ہیں۔

قارئین! خلافتِ راشدہ کا ہر لمحہ کوثر کی موج بن کر ابھر رہا ہے۔ مرادِ رسول حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ امیر معاویہ کو اپنی پوری خلافت کے دوران دمشق کا امیر بنا دیتے ہیں اور بھرے دربار میں حسنِ انتظام اور جلالت وہیبت میں آپ کو تمام عالمِ اسلام کا کسریٰ قرار دیتے ہیں۔ فتحِ بیتُ المقدس میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دستخط بطور گواہ ہوتے ہیں۔ پھر حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پورا دورِ خلافت امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ دمشق کے امیر رہتے ہیں۔ اس طویل دور میں خلفاءِ راشدین اور جملہ

Marfat.com

صحابہ کرام کا آپ کی امارت پر راضی رہنا کیا کم فضیلت ہے؟ وقت گذرتا گیا تا وقتیکہ حضرت سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کو ظلماً شہید کر دیا جاتا ہے خلیفۃ الرسول کی شہادت کوئی معمولی بات نہیں کہ جن کی حفاظت پر مولائے کائنات، شہنشاہِ ولایت مولا علی رضی اللہ عنہ اپنے شہزادگان حضرات حسنین کریمین کو متعین کرتے ہیں لیکن باغی دوسری طرف کی دیوار پھلانگ کر حضرت سیدنا عثمان جامع القرآن رضی اللہ عنہ کو دورانِ تلاوتِ قرآن مجید شہید کر دیتے ہیں یہاں جذبات کا بر انگیختہ ہونا ایک فطری بات تھی۔

اس وقت مسلمانوں کے دو گروہ بن گئے ایک گروہ کہتا تھا کہ قاتلانِ عثمانؓ سے قصاص فوراً لیا جائے اور قاتل ان کے حوالے کئے جائیں۔ اس گروہ میں اُمّ المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سمیت حضرات طلحہ و زبیر عشرہ مبشرہ جیسے جید صحابہ بھی شامل تھے۔ دوسرا گروہ کہتا تھا کہ پہلے خلیفۂ اسلام منتخب کیا جائے تاکہ قصاص لینے کے لئے ایک مجاز اتھارٹی قائم ہو جائے۔ اور پھر اس طرح بعد میں قصاصِ عثمانؓ کا مسئلہ حل کیا جائے۔ اس گروہ کی قیادت حضور سیدنا و مولانا شیرِ خدا حضرت سیدنا علی المرتضٰے رضی اللہ فرما رہے تھے اور ادھر بھی جید صحابہ کرام شامل تھے۔ اس معاملے پر جنگِ جمل و جنگِ صفین کے خونیں واقعات بھی پیش آئے۔

سمجھنے، سمجھانے اور ایمان بچانے کی بات:۔

ہاں تو یہاں بات سمجھنے اور سمجھانے بلکہ ایمان بچانے کی یہ ہے کہ جس پس منظر میں ان

Marfat.com

جنگوں کو حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا اسی پس منظر میں ہمیں بھی دیکھنا چاہیے۔ آپ کے نزدیک یہ جنگیں دوسرے گروہ کی خطاءِ اجتہادی کی وجہ سے اپنے آپ کو حق پر سمجھنے کی وجہ سے ہوئیں لہذا وہ جنگ کرنے پر اترے۔ اور اس میں وہ معذور تھے۔ ابھی ہم اہلِ شیعہ کی معروف کتب قرب الاسناد اور نہج البلاغہ کے حوالوں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا موقف بیان کریں گے کہ یہ جنگیں باہمی عناد اور باہمی اختلاف ذین کی وجہ سے نہ تھیں نہ ہی یہ جنگیں اس بنا پر ہوئیں کہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ! حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کو کافر سمجھتے تھے بلکہ حضور سیدنا علی المرتضی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ نے باوجود لڑائیوں کے حضرت امیرِ معاویہ کے ایمان اور اسلام پر ہمیشہ مہر تصدیق ثبت فرمائی۔ ملاحظہ ہوں کتبِ شیعہ:۔

(۱) قرب الاسناد جلد اول صفحہ ۴۵ مطبوعہ تہران جدید پر ہے:

عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ عَلِیًّا عَلَیْهِ السَّلَامُ کَانَ یَقُوْلُ لِاَهْلِ حَرْبِهٖ اِنَّا لَمْ نُقَاتِلْهُمْ عَلَی التَّکْفِیْرِ لَهُمْ وَلَمْ نُقَاتِلْهُمْ عَلَی التَّکْفِیْرِ لَنَا وَلٰکِنَّا رَاَیْنَا اِنَّا عَلَی الْحَقِّ وَرَاَوْ اَنَّهُمْ عَلٰی حَقٍّ۔

ترجمہ:۔ امام جعفر صادق اپنے والد حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جنگِ جمل کے شرکاء کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے انہیں از روئے کفر نہ مارا اور نہ ہی انہوں نے بوجہ کفر ہمارا مقابلہ کیا۔ لیکن بات یہ تھی کہ ہم اپنے آپ کو حق پر سمجھتے تھے اور وہ اپنے آپ کو حق پر جانتے تھے۔:

وضاحت:۔ یہ فرمان مبارک واضح کرتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ باوجود اس

Marfat.com

کے کہ حق پر تھے اور اپنی رائے میں اسی کو ہی حق سمجھتے تھے لیکن پھر بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو باطل پر لڑنے والا نہ فرمایا بلکہ انہیں ان کی اپنی رائے کے مطابق حق پر ہی گردانا لہٰذا جب کوئی شخص اپنے آپ کو حق پر جانتے ہوئے کوئی ایسا فعل یا ایسی کوئی بات کرڈالتا ہے جو اس حق کو حاصل کرنے کی خاطر سرانجام دیتا ہے تو نیت کے خلوص کی وجہ سے وہ اجروثواب کا مستحق ہوتا ہے۔ دونوں گروہ اپنے آپ کو برسرِ حق تصور کرتے تھے کسی گروہ میں بھی ذاتی مفادات یا دنیاوی خواہش ہرگز شامل نہ تھی۔

حضور مجدد پاک قُدِّسَ سِرُّہُ الْعَزِیْز کا فرمان:۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں:۔

"جو اختلافات اور جھگڑے صحابہ کرام کے درمیان ہوئے ہیں وہ خواہشاتِ نفسانیہ کی بنا پر ہرگز نہ تھے کیونکہ صحابہ کی ذواتِ قدسیہ حضور پُرنور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبتِ مقدسہ کی برکت سے نفسانی خواہشات اور خلافِ شریعت باتوں سے پاک ہوچکی تھیں اور وہ بلا عذرِ شرعی کسی کو تنگ کرنے سے مبرا تھے" "میں جانتا ہوں کہ بے شک اس معاملے میں جناب سیدنا علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ عنہ حق پر تھے اور آپ کے مخالف غلطی پر تھے۔ لیکن یہ خطا اجتہادی تھی جو کہ فسق کا باعث نہیں ہوتی بلکہ اس معاملہ میں ان پر ملامت کی گنجائش بھی نہ ہے کیونکہ مجتہد کو خطا پر بھی ایک ثواب ملتا ہے۔"

(مکتوباتِ امام ربانی جلد اول مکتوب ۵۴ ص ۸۶)

Marfat.com

پھر فرماتے ہیں ,, بعض اوقات صحابہ کرام اجتہادی طور پر حضور پُر نور ﷺ کی رائے مبارکہ کے خلاف اپنی اجتہادی رائے کا اظہار کرتے تھے اسے کسی نے بھی برا نہیں سمجھا اور نہ ہی ان کی مخالفت اجتہادی کے رد میں اللہ کی طرف سے کوئی وحی نازل ہوئی تو جناب علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی مخالفت اجتہادی کیسے کفر ہوگئی۔ لہٰذا جناب علی المرتضی کے مقابلہ میں اجتہاد کرنے والوں پر لعن طعن کیونکر جائز ہوسکتا ہے؟ کیونکہ آپ سے جنگ کرنے والوں کی بڑی تعداد جلیل القدر صحابہ کی ہے جن میں کچھ وہ بھی شامل ہیں۔ جن کی جنت کی بشارت خود حضور ﷺ اپنی زبانِ وحی ترجمان سے ارشاد فرما چکے تھے۔

(مکتوباتِ امام ربانی جلد دوم مکتوب ۳۶ اور ۷۲)

نہج البلاغہ سے حوالہ ,,جنگِ صفین کے اختتام پر حضرت امیر معاویہ اور ان کے رفقاء کے ایمان اور تصدیق کے اعلان پر مبنی حکمِ عام حضرت علی نے تحریری طور پر تمام ممالکِ اسلامیہ کو جاری کیا،،

اہلِ شیعہ میں نہج البلاغہ کا مقام بہت بلند ہے۔ جنگِ صفین ختم ہوتی ہے۔ حالتِ امن قائم ہوگئی ہے تو اب باب العلم حضور مولا علی رضی اللہ عنہ اپنی طرف سے ایک عظیم فیصلہ تحریر فرماتے ہیں جس میں آپ کے باب العلم ہونے اور عالم بہ علم لَدُنّی ہونے کی بھی واضح دلیل موجود ہے۔ آپ کی نگاہِ بصیرت آنے والے وقت

Marfat.com

کو دیکھ رہی تھی کہ کچھ؛ نام نہاد محبانِ علی؛ اپنی جھوٹی محبت کی آڑ لے کر حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر تنقید و تنقیص کا سوچیں گے اور اپنے خبثِ باطنی کی بنا پر وہ کفر و نفاق کے فتوے ان پر لگانے سے بھی نہ چونکیں گے۔ وہ جنگِ جمل و جنگِ صفین کے حوالے دے دے کر ممکن ہے لوگوں سے کہیں کہ اہلِ بیت سے جنگ کرنے والا گروہِ صحابہ کس طرح مسلمان ہو سکتا ہے؟ آپ نے اپنے اس حکم نامہ میں ان تمام بکواسات و خرافات کی بنیاد ہی ختم کر دی نیز اس حکم نامے میں حضرت امیر معاویہ سمیت مخالف گروہِ صحابہ کی صحابیت اور ایمان پر مہر تصدیق ثبت کر دی اور ان جنگوں کی بنیاد ہی ان کی خطاءِ اجتہادی پر رکھی اور خطاءِ نفسانی پر نہیں۔ ملاحظہ ہو:۔

وَمِنْ كِتَابٍ لَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَتَبَهُ إِلَى أَهْلِ الْأَمْصَارِ يَقُصُّ فِيهِ مَا جَرَى بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَهْلِ صِفِّينَ وَّ كَانَ بَدْءُ أَمْرِنَا أَنَّا الْتَقَيْنَا وَالْقَوْمُ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ وَالظَّاهِرُ أَنَّ رَبَّنَا وَاحِدٌ وَّ نَبِيَّنَا وَاحِدٌ، دَعْوَتَنَا فِي الْإِسْلَامِ وَاحِدَةٌ وَلَا نَسْتَزِيْدُهُمْ فِي الْإِيْمَانِ بِاللّٰهِ وَالتَّصْدِيْقِ بِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَسْتَزِيْدُوْنَنَا، الْأَمْرُ وَاحِدٌ إِلَّا مَا اخْتَلَفْنَا فِيْهِ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ وَنَحْنُ مِنْهُ بُرَآءُ۔

ترجمہ:۔ اکثر شہروں کے معززین کو حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے یہ خط تحریر فرمایا۔ جس میں جنگ صفین کے واقعہ کا بیان ہے۔ آپ نے لکھا کہ:۔ ہماری یہ ملاقات جو بصورتِ تصادم و لڑائی اہلِ شام کے ساتھ ہوئی۔ تو اس کی ابتدا کیا تھی؟ حالانکہ یہ بات ظاہر ہے کہ ہمارا اور ان کا خدا ایک ہے۔ رسول ایک ہے۔ دعوتِ

Marfat.com

اسلام ایک ہے ہم خدا پر ایمان لائے اور اس کی تصدیق کرنے میں ان پر کسی فضیلت کے خواہاں نہیں ہیں اور نہ ہی وہ ہم پر کسی فضیلت و زیادتی کے طلبگار ہیں ۔ہماری حالتیں بالکل یکساں ہیں ۔مگر وہ ابتدا یہ ہوئی کہ خونِ عثمان رضی اللہ عنہ میں اختلاف پیدا ہو گیا حالانکہ ہم اس سے بالکل بری تھے؛ (نہج البلاغہ خطبہ ۵۸ ص ۴۴۸ مطبوعہ بیروت؛ نیرنگِ فصاحت ترجمہ نہج البلاغہ ص ۴۶۷ مطبوعہ یوسفی دہلی)

آپ کا یہ فرمان تحریری ہے جو عالم اسلام کے کونے کونے میں پہنچا جو اور تو اور خود کتبِ شیعہ میں بھی آج تک محفوظ ہے۔ ہم اہل شیعہ کو دعوت دیتے ہیں اور ان کے ساتھ ساتھ کچھ شیعیت زدہ نام نہاد سنی کہلانے والوں کو بھی دعوت دیتے ہیں کہ وہ جاگتی آنکھوں سے آپ کا یہ فرمان پڑھیں اور بار بار پڑھیں ۔حضور مولا علی رضی اللہ عنہ تو فرما رہے ہیں ۔ کہ میرے اور میرے مخالف گروہِ صحابہ کہ جس میں تین سو جلیل القدر صحابہ مع حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ شامل ہیں ۔ان کے درمیان جو جنگ ہوئی ۔وہ کفر و اسلام اور حق اور باطل کی جنگ نہ تھی آپ اپنے مخالف لشکر کے جملہ صحابہ مع امیر معاویہؓ سب کے بارے میں فرما رہے ہیں کہ خبردار! وہ کافر یا منافق نہ تھے بلکہ فرمایا کہ ان کا ایمان باللہ وتصدیق ودعوتِ اسلام اس معیار کی ہے کہ ہم نفسِ ایمان وتصدیق میں ان پر ہرگز زیادتی کے علمبردار نہیں ۔نفس ایمان وتصدیق میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں کوئی فرق نہیں ۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ دیگر فضائل ومراتب اور اعمال صالحہ کی رو سے حضور مولا علی رضی اللہ عنہ افضل و اعلیٰ ہیں اور اس پر اجماعِ امت ہے ۔جس طرح فضیلتِ مولا علی رضی اللہ عنہ متفق علیہ ہے اسی طرح

Marfat.com

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور جنگِ جمل و صفین میں شامل حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کے مخالف طرف کے کل صحابہ کا ,,صحابی؛ ہونا بھی متفق علیہ امر ہے اور یہی نکتہ قابلِ توجہ ہے کہ جنگِ جمل و صفین کے خونیں واقعات کے بعد حضور مولا علی رضی اللہ عنہ نے ایک ایسا فرمان جاری کرنے کو ترجیح دی کہ جس کی بدولت ان جنگوں میں شامل دونوں اطراف کے صحابہ کرام کے ایمان کے بارے میں کسی کو شک و شبہ نہ رہے اور جس سے کوئی بھی شخص ان صحابہ کے شرفِ صحابیت کے انکار کے فتنہ میں مبتلا نہ ہو سکے۔ حضور مولائے کائنات حضرت علی رضی اللہ عنہ اس خط میں اپنے ایمان اور امیر معاویہ اور ان کے رفقاء کے ایمان کو برابر قرار دے رہے ہیں اور ان کی تصدیق وایمان باللہ وایمان بالرسول کو اپنی تصدیق وایمان باللہ اور ایمان بالرسول سے فروتر اور کم درجہ میں نہیں سمجھتے جب حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی ہیں اور آپ کا شرفِ صحابیت حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی بیعت سے (کہ جس کا ابھی ہم کتب شیعہ سے باحوالہ ذکر کریں گے) اور تا دمِ آخر بیس سال اس بیعتِ معاویہ رضی اللہ عنہ پر قائم رہنے سے نکھر کر سامنے آ جاتا ہے۔

صحابہ کو برا بھلا کہنے والا خود اہلِ شیعہ کے نزدیک کافر ہے

آج کون نہیں جانتا کہ ہر انسان کا بنیادی حق اس کی عزت و آبرو کا احترام ہے تو کیا شرفِ صحابیت کا ہی کچھ ادب و احترام نہیں؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے میں کہتا ہوں اہلسنت تو کجا! خود شیعوں نے بھی یہ حق اس انداز میں تسلیم کیا ہے کہ کسی بھی صحابی کو سب

Marfat.com

کرنے والا یعنی برا بھلا کہنے والا اور گالی دینے والا کافر ہے۔

ملاحظہ ہو جامع الاخبار اہلِ شیعہ:۔

قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ مَنْ سَبَّنِیْ فَاقْتُلُوْهُ وَمَنْ سَبَّ صَحَابِیْ فَقَدْ کَفَرَ وَفِیْ خَبَرٍ آخَرِ مَنْ سَبَّ صَحَابِیْ فَاجْلِدُوْهُ۔

(جامع الاخبار ص ۱۸۳، مطبوعہ نجفِ اشرف)

ترجمہ:۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے مجھے گالی دی اسے قتل کرو اور جس نے میرے صحابی کو گالی دی وہ کافر ہو گیا اور دوسری حدیث میں ہے کہ جس نے میرے صحابی کو گالی دی اسے کوڑے لگاؤ۔ (جامع الاخبار ص ۱۸۴)

موجودہ دور کے شیعوں کو اپنی کتب میں درج اپنے نبی کا یہ فرمان اپنے ہر خاص و عام کو ضرور سنانا چاہیے یا اللہ قرآن و سنت میں موجود صحابہ کی عزت کی توفیق عطا فرما!

مقتولینِ جمل و صفین کے بارے میں حضرت علی کا آخری عمل ہمیشہ کے لئے ,,فتنہ انکارِ صحابیت" کو دفن کر دیتا ہے

درج بالا قرب الاسناد جلد اول ص ۴۵ اور نہج البلاغہ خطبہ ۵۸ کے حوالوں سے

نام نہاد محبان علی اور خود سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ کی سوچ اور عمل میں واضح فرق بلکہ واضح تضاد نظر آتا ہے کہ آپ تو حضرت امیر معاویہ سمیت دیگر کل صحابہ کے

Marfat.com

تعلق ,,فتنۂ انکارِ صحابیت؛ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دفن کررہے ہیں اور آج کے
م نہاد محبانِ علی جنگِ جمل وصفین کے واقعات دہرا دہرا کر ,,فتنۂ انکارِ صحابیت؛
کو زندہ کررہے ہیں۔اس سلسلے میں خود کتبِ شیعہ سے حضور سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ
کا آخری عمل مقتولینِ جمل وصفین کے بارے میں بہت زیادہ دعوتِ فکر دیتا ہے اور
رایت کا سبب ہے۔کامل ابنِ اثیر جلد۳ص۲۵۴ مطبوعہ بیروت جدید میں ہے؛۔
صَلّٰی عَلٰی قَتْلٰی اَھْلِ الْبَصْرَۃِ وَالْکُوْفَۃِ وَ صَلّٰی عَلٰی قُرَیْشٍ مِّنْ ھٰؤُلَاءِ
ھٰؤُلَاءِ ترجمہ؛۔اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بصری اور کوفی یعنی دونوں
طرف کے مقتولین کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔اس کے ساتھ دونوں طرف کے
قریشی مقتولین کی بھی نمازِ جنازہ پڑھائی؛

خدارا بتائیں!اب بھی کوئی شک رہا ان صحابہ کے جنتی ہونے میں اور ان کے
شرفِ صحابیت میں۔جنازہ میں دعائے مغفرت ہوتی ہے جو صرف کسی مسلمان کے
لئے ہی جائز ہے۔کیا مولا علی کی دعائے مغفرت کسی غیر مومن کیلئے ہوسکتی ہے؟

ہماری کتبِ اہلسنت وجماعت میں ثقہ راویوں سے حضور مولا علی رضی اللہ عنہ کا
یہ فرمان نقل ہوا ہے قَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَتْلَایَ وَ قَتْلٰی مُعَاوِیَۃَ فِی
الْجَنَّۃِ رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ وَ رِجَالُہٗ وُثِّقُوْا ترجمہ؛۔حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ
نے ارشاد فرمایا کہ میرے اور امیر معاویہ کے درمیان لڑائی میں قتال کرنے
والے اور

Marfat.com

شہید ہونے والے سب جنتی ہیں اس روایت کو امام طبرانی نے ذکر کیا اور اس کے تمام راویوں کو ثقہ کہا گیا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جز ۱۵ ص ۳۰۳، مجمع الزوائد جز ۹ ص ۳۵۷)

پس شرفِ صحابیت و جمل و صفین کے مقتولین کے بارے میں حضرت مجدد الف ثانی کا ایمان افروز اور حتمی فیصلہ مانیں۔

حضور حضرت سیدنا و مرشدنا حضور مجدد الف ثانی قُدِّسَ سِرُّہُ الْعَزِیْز ترجمانِ حق ہیں۔ کیا کوئی ہے ایسا مجدد؟ کہ جس کے اصل نام کی بجائے زمانہ اور مورخ فخر سے انہیں ان کی شانِ مجددیت اور وہ بھی ,,الف ثانی,, یعنی دو ہزار سال کے عرصہ پر محیط مجددیت کے لقب سے پکارنے میں نہ صرف فخر محسوس کریں۔ بلکہ مجدد الف ثانی ہونا ہی ان کی پہچان بن کر رہ جائے۔ آئیں! آپ کا ایمان افروز اور حتمی فیصلہ مان لیں: آپ ارشاد فرماتے ہیں:

,,اے بھائی! حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اکیلے کا یہ معاملہ نہیں بلکہ آدھے کے قریب صحابہ کرام ان کے ساتھ اس معاملہ میں شریک ہیں۔ لہٰذا اگر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ لڑنے والوں کو فاسق و کافر کہا جائے تو دین کے بڑے حصے سے اعتماد اٹھ جائے گا کیونکہ دین ان حضرات کی تبلیغی کوششوں

Marfat.com

سے ہی ہم تک پہنچا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ثقہ سند سے جو احادیث مروی ہیں ان میں مذکور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر معاویہ کے حق میں ہادی اور مہدی ہونے کی دعا مانگی ہے اور آقا ومولا ﷺ کی یہ دعا مقبول ہے؛ پھر فرمایا

,,اے بھائی اقصاصِ عثمان کے مطالبے کے لئے حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما جو عشرہ مبشرہ اور جنتی ہیں وہ پہلے مدینہ منورہ سے باہر نکلے اور ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی انکے ساتھ اس بات میں موافقت کی۔ اس طرح جنگ جمل ہوئی کہ جس میں تیرہ ہزار مسلمان شہید ہوئے اور حضرات طلحہ وزبیر جو کہ عشرہ مبشرہ میں تھے وہ بھی شہید ہوگئے۔ اس کے بعد پھر امیر معاویہ شام کی طرف سے آئے اور ان لوگوں کے ساتھ مل گئے جو قصاص عثمان کا مطالبہ کر رہے تھے۔ جس کے نتیجے میں جنگ صفین ہوئی۔

اے بھائی! ایسے موضوع اور مقام میں محفوظ ترین طریقہ یہی ہے کہ حضرات صحابہ کرام کے باہم اختلافات وجھگڑوں کے بارے میں چپ رہا جائے اور ان کے تنازعات کے ذکر کرنے سے کنارہ کشی کر لی جائے۔ حضور ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے۔ اِیَّاکُمْ وَمَا شَجَرَ بَیْنَ اَصْحَابِیْ خبردار! اصحاب کرام کے باہم جھگڑوں میں پڑنے سے بچو۔ حضور پرنور ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے۔ اِذَا ذُکِرَ اَصْحَابِیْ فَاَمْسِکُوْا ترجمہ: فرمایا جب میرے صحابہ کا معاملہ آئے تو خاموشی

Marfat.com

اختیار کرو۔ نیز آپ ﷺ کا ہی ارشادِ گرامی ہے کہ میرے اصحاب کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ انہیں تم اپنے تیروں کا نشانہ نہ بناؤ امام شافعی نے کہا اور یہ قول حضرت عمر بن عبدالعزیز سے بھی منقول ہے فرمایا تِلْكَ دِمَاءٌ طَهَّرَ اللّٰهُ عَنْهَا اَيْدِيَنَا فَلْنُطَهِّرْ عَنْهَا اَلْسِنَتَنَا ترجمہ:۔ فرمایا کہ اس خون سے جو جنگِ جمل و صفین میں بہا اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہاتھوں کو اس سے پاک رکھا لہٰذا ہمیں اس سے اپنی زبانوں کو بھی پاک رکھنا چاہیئے۔ اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات کی خطا کو بھی زبان پر نہ لانا چاہیئے اور ان کا تذکرہ بجز خیر ہرگز نہ کرنا چاہیئے (مکتوبات امام ربانی دفتر اول حصہ چہارم مکتوب نمبر ۲۵۱)

جب ہم اسلاف کے یہ اقوال پڑھتے ہیں اور دوسری طرف مودودی کی خلافت وملوکیت پڑھتے ہیں تو حق اور باطل واضح ہو جاتا ہے۔ درحقیقت مودودی غیر ملکی اقتدار کے بنائے ہوئے نظامِ تعلیم کا پروردہ ہے کہ جس نے ہماری نسلوں سے ادب ختم کر کے رکھ دیا۔ جس سے نئی نسل کے سر ٹوپیوں اور پگڑیوں سے محروم ہو گئے۔ زبان سے ادب جاتا رہا اور نگاہوں سے حیا۔ ایسے مورخین کی بدولت ہی ہم اپنے ماضی کے احترام سے محروم ہو گئے کیونکہ ان کا تعلق کسی آستانۂ روحانیت سے نہ تھا۔ تصنیف تو اس لئے کی جاتی ہے کہ وہ اسلام پر اعتماد کو بحال کرے لیکن اپنے ماحول میں خود دیکھیں کہ مودودی کی اس تصنیف سے کتنے لوگ اپنے مذہب وملت سے برگشتہ ہو کر صحابہ کرام کے احترام سے محروم ہو گئے؟ اس

Marfat.com

مذکورہ تصنیف سے وہ غیر مفید اور ضرر رساں علم بر آمد ہوا کہ جس سے امام الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پناہ مانگنے کا ان الفاظ میں حکم فرما رہے ہیں، فرمایا تَعَوَّذُوْا بِاللّٰہِ مِنْ عِلْمٍ لَّا یَنْفَعُ (ابن ماجه) ترجمہ:۔ اس علم سے اللہ کی پناہ مانگو جو نفع نہ دے:۔ یا اللہ! تُو گواہ رہ! ہم تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ایسی جملہ کتب سے پناہ مانگتے ہیں ۔اور تیرے محبوبِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے لاڈلے مجدد الف ثانی کے فیصلے پر لبیک کہتے ہیں۔ یا اللہ! ہمیں روزِ قیامت اپنے انہی پیاروں کی سنگت نصیب فرما کہ جن کی بیعت کر کے احترام کا حق حسنین کریمین رضی اللہ عنہما نے ادا کیا اس ہستی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ہمیں بھی احترام کرنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین ثم آمین!

کتبِ شیعہ سے حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی بیعتِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ:

عزت و آبرو کا احترام ہر انسان کا بنیادی حق ہے۔ کسی کی آبرو پر دست درازی جائز نہیں۔ پھر یہ مذہب، اخلاق اور انسانیت کے قانون کی کون سی شق ہے کہ اللہ جن پر راضی ہونے کا اعلان کرے۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس صحبت جنہیں نصیب ہوئی ہو اور جن سے سورۃ الحدید میں اللہ کریم نے فتح مکہ سے قبل اور فتح مکہ کے بعد ایمان لانے والے تمام صحابہ کے لئے جنت کا وعدہ فرمایا ہو اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے دیگر ہم نوا صحابہ کہ جن کے ایمان و

Marfat.com

صحابیت پر درج بالا قرب الاسناد اور نہج البلاغہ کے حوالوں میں حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ بھی مہر تصدیق ثبت کر دیں اور پھر یہ کہ جن کی بیعت حسنین کریمین نے کی ہو اور ۴۰ تا ۶۰ ہجری بیس سال کا طویل عرصہ اس پر قائم رہے ہوں۔ اہل شیعہ کی معروف کتب

(۱) رجال کشی ص ۱۰۲ مطبوعہ کربلا، (۲) کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ جلد اول ص ۵۷۰ مطبوعہ تبریز تذکرہ امام حسن (۳) احتجاجِ طبرسی جلد دوم ص ۹ مطبوعہ نجف اشرف جدید (۴) جلاء العیون جلد اول ص ۳۹۵، ۴۰۳ مطبوعہ تہران طبع جدید (۵) الاخبار الطوال طبع بیروت ص ۲۲۰ (۶) مقتل ابی مخنف • طبع نجف اشرف ص ۶؛ پر جملہ کتب میں واشگاف الفاظ میں حضرت سیدنا امام حسن و حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما کا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنا ثابت ہے۔ پھر اسے مشیتِ الٰہی کہیے کہ حسنین کریمین کی بیعتِ حضرت معاویہ کا عرصہ اتنا طویل ہے کہ کوئی عقل کا اندھا بھی اس بیعت کا انکار نہیں کر سکتا۔ ۴۰ ہجری کہ جب حسنین کریمین نے جناب امیر معاویہ کی بیعت کی اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت ان کے سپرد کر کے مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں میں صلح کروائی تو اس وقت سے لے کر ۲۲ رجب ۶۰ ہجری تک، جو حضرت امیر معاویہ کی وفات کا دن ہے، اس دن تک تاریخِ عالم میں ڈھونڈے سے بھی کہیں کسی

Marfat.com

کو معرکۂ کربلا نظر نہ آئے گا۔ اہل شیعہ کی کتاب الامامۃ والسیاسۃ ص ۱۶۴ مطبوعہ مصر طبع قدیم میں یہ بھی ہے کہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ کی بیعت کرتے ہوئے اپنے لشکر والوں کو یہ بھی فرمایا کہ مجھے حضور مولا علی نے وصیت فرمادی تھی کہ خلافتِ حضرت امیر معاویہ ضرور قائم ہوگی۔ یہ اللہ کی اٹل تقدیر ہے؛

قارئین! بیس سال کا عرصہ کچھ کم نہیں ہوتا۔ اگر ۱۰ محرم ۶۱ ہجری کا دن حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی مبارک زندگی کا ایک دن ہے تو اس سے متصل پہلے بیس سال بھی آپ کی ہی مبارک زندگی کا طویل عرصہ ہے۔ یہ کون سا انصاف ہے کہ ایک دن کو یاد رکھا جائے اور بیس سالوں کو بھلا دیا جائے۔؟ یا ۱۰ محرم ۶۱ ہجری کا دن تو امام حسین کی شجاعت و بہادری کا دن مان لیا جائے اور بیس سال بیعتِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے طویل عرصہ کے بارے میں کہہ دیا جائے کہ نہیں! انہوں نے تو ڈر کر تقیہ کرتے ہوئے بیعت کیے رکھی۔ یہ عجیب منطق ہے اور وہ بھی سردارانِ جنت کے بارے میں۔ کیا یہ کہتے ہوئے تمہیں ڈر اور خوفِ خدا نہیں آتا کہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما نے ڈر کر بیعتِ امیر معاویہ کی تھی؟ ایک عام فہم آدمی بھی آپ سے سوال کرے گا کہ اس وقت ڈر کیا تھا؟ کیونکہ بیعتِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے وقت تو لاکھوں وفادار غلام ابھی موجود تھے۔ حضرت امام حسنؓ پانچویں خلیفۂ راشد کے طور پر تسلیم کیے

Marfat.com

جاتے تھے۔ایک اشارے پر کئی گردنیں کٹانے پر تیار تھے۔ماننا پڑے گا ک
حسنین کریمین رضی اللہ عنہما نے برضا و رغبت بیعت کی تھی۔اور خلافت حضرت امی
معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دی تھی۔اس ضمن میں حضور پُر نور نبی کریم ﷺ ک
فرمان مبارک بھی ہر وقت ذہن میں رہنا چاہئے جو سنی شیعہ کتب دونوں می
فضائلِ امام حسن میں موجود اور ثابت ہے۔اہلِ شیعہ اپنی کتاب کشف الغم
دیکھیں۔پورا حوالہ عرض ہے:۔

وَعَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ قَالَ بَیْنَمَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ اِذ
صَعِدَ اِلَیْہِ الْحَسَنُ فَضَمَّہٗ اِلَیْہِ وَ قَالَ اِنَّ اِبْنِیْ ھٰذَا سَیِّدٌ وَّاِنَّ اللّٰہ
عَلَّہٗ اَنْ یُّصْلِحَ بِہٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ عَظِیْمَتَیْنِ (کشف الغمہ ج
اول ص ۵۴۶ مطبوعہ تبریز)

ترجمہ:۔ابی بکرہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کے خطبہ ارشاد فرمانے کے
دوران یکا یک حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھ گئے تو آپ ﷺ نے
انہیں سینے سے لگایا اور فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سید ہے اور اللہ اس کے ذریعے سے
مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرائے گا:

فرمانِ رسالت مآب ﷺ میں یہ الفاظ کہ: مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں
کے درمیان صلح کرائے گا: ایسے الفاظ ہیں کہ جن سے حضرت امام حسن رضی
اللہ عنہ والے گروہ کی بھی اور حضرت امیر معاویہ والے گروہ کے ایمان اور

Marfat.com

مسلمان ہونے کی خود زبانِ نبوت نے تصدیق فرمادی ہے اور صلح اور بیعتِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کر کے حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما نے اس کی تائید مزید فرمادی ہے۔ اب ہے کسی کو جرات؟ کہ اللہ کے محبوب جسے مومن فرمائیں! وہ اسے دائرۂ ایمان سے نکال سکے؟ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ زبانِ نبوت کا انکار کر کے ایسا بدبخت خود ہی مومن نہیں رہا۔ حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما جس ہستی کی بیعت فرمالیں اور تادمِ آخر بیس سال تک اس بیعت پر قائم رہے ہوں! کیا یہ دونوں ہستیاں غیر مومن کی بیعت کر سکتی تھیں؟ مناسب ہوگا کہ اس مختصر مگر جامع مضمون میں آپ بھی کتبِ شیعہ سے لفظ؛ بیعت؛ ملاحظہ فرمالیں تاکہ شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہ رہے

(۱) مروج الذہب للمسعودی جلد سوم ص ۷ مطبوعہ بیروت میں واضح الفاظ ہیں اَلْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ قَدْ بَایَعَ لِمُعَاوِیَۃَ ترجمہ:۔ تحقیق حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ کی بیعت کرلی ہے۔

(۲) رجال کشی ص ۱۰۲ مطبوعہ کربلا ذکر قیس بن سعد میں واشگاف الفاظ میں بیعت کرنے کا منظر بیان ہوا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی دعوت پر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اپنے ساتھ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور اپنے جملہ معتقدین کو لے کر شام پہنچے۔ ان کے شایانِ شان دربار لگایا گیا وَ اَعَدَّ لَهُمُ الْخُطَبَاءَ وَ قَالَ یَا حَسَنُ قُمْ فَبَایِعْ فَقَامَ فَبَایَعَ

Marfat.com

ثُمَّ قَالَ لِلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قُمْ فَبَايِعْ فَقَامَ فَبَايَعَ ترجمہ:۔ ان کے لئے خطیب مقرر کئے گئے پھر کہا اے حسن! اٹھئے اور بیعت کیجئے وہ اٹھے اور بیعت کی پھر امام حسین کو کہا آپ اٹھئے! اور بیعت کیجئے تو انہوں نے بھی اٹھ کر بیعت کی۔

(۳) احتجاجِ طبرسی جلد دوم ص ۹۔ مطبوعہ نجف اشرف جدید میں علامہ طبرسی نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے کچھ نام نہاد محبین کا ذکر کرتے ہوئے لکھا دَخَلَ عَلَيْهِ النَّاسُ فَلَامَهُ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَيْعَتِهٖ ترجمہ:۔ تو کچھ لوگوں نے آ کر ان کے بیعت کر لینے پر امام حسنؓ کو ملامت کی:۔ ان الفاظ سے یہ حقیقت بہر حال طشت از بام ہو جاتی ہے کہ حضرات حسنین کریمین کا بیعتِ امیرِ معاویہ کرنا شیعہ آج تک نہیں جھٹلا سکے۔

(۴) اسی طرح جلاء العیون جلد اول ص ۴۰۲ مطبوعہ تہران جدید تذکرہ امام حسن رضی اللہ عنہ میں ہے،، بعض ملامت کردند اورا بہ بیعت معاویہ؛ افسوس! کہ فارسی نسخہ جلاء العیون میں صراحۃً لفظ بیعت موجود ہے لیکن شیعہ مترجم سید عبد الحسین شیعی نے اردو مترجم جلاء العیون میں جلد اول ص ۴۱۸ پر اس کا ترجمہ صلح کیا ہے۔

(۵) اہلِ شیعہ کی مشہور ترین کتاب مقتل ابی مخنف میں ہے کہ ایک سلیمان نامی شخص نے آ کر کہا يَا ابْنَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِنَّا مُتَعَجِّبُوْنَ مِنْ

Marfat.com

بَیْعَتِکَ لِمُعَاوِیَۃَ ترجمہ:۔ اے اللہ کے رسول کی بیٹی کے بیٹے! ہم آپ کے بیعتِ معاویہ کرنے پر بہت متعجب ہوئے ہیں (مقتل ابی مخنف ص ۲،۳ مطبوعہ مکتبہ حیدریہ نجف اشرف ۱۳۷۵ ہجری)

(۶) کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ جلد اول ص ۵۷۱ طبع تبریز میں سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا فرمانِ گرامی ہے قَدْ بَایَعْتُہٗ ترجمہ:۔ "تحقیق میں ان کی بیعت کر چکا ہوں"۔

قارئین حضرات! حوالہ ۳ تا ۶ بھی خود کتبِ اہل شیعہ سے ہیں۔ ہم یہ سوال کرنے میں حق بجانب ہیں کہ کیا امام حسنؓ کو بیعتِ معاویہ کرنے پر ملامت کرنا اوراس پر راضی نہ ہونا خود امام حسنؓ سے بغاوت نہیں؟ یقیناً ہے جس پر آج تک شیعہ قائم ہیں۔امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہلِ شیعہ کے نزدیک امام معصوم ہیں اوران کی اطاعت ہر حال میں واجب ہے۔پھر کیوں اہلِ شیعہ بیعتِ امیرِ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلے میں آج تک صدقِ دل سے امام حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہیں؟ میں ہر محبِ امام حسن کو دعوتِ فکر دیتا ہوں کہ امام حسن وحسین رضی اللہ عنہما نے حضرت امیر معاویہ کی بیعت کی جو تمام کتب شیعہ سے باحوالہ یہاں درج کر دی گئی ہے۔۔۔۔۔آفرین ہے۔شیر خدا کے شیروں پر۔کہ جن کے گھرانے کے پاک ہونے کا اللہ اعلان کرے۔ان کی سوچ یہ ہے کہ ہم پاک ہیں۔ ہم حق ہیں۔ ہم صرف پاک اوراہلِ حق لوگوں کی بیعت ہی کر سکتے ہیں۔ حضرت مولا علی رضی

Marfat.com

اللہ عنہ کے پاک ہاتھوں نے سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر فاروق اور سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہم جیسے پاک اور اہلِ حق ہستیوں کے پاک ہاتھوں پر بیعت کی۔ فرمان نبوی ﷺ ہے حق علی کے ساتھ ساتھ ہے۔ مولا علی رضی اللہ عنہ نے جنکی بیعت کی ان کو حق جان کر ان کی بیعت کی۔ لہٰذا جو بیعتِ علی کے باوجود خلفاءِ راشدین کا منکر ہے وہ حضور مولا علیؓ کا منکر ہے۔ اور جو باوجود حسنین کریمین کے بیعت کرنے کے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا منکر ہے وہ مولا علی رضی اللہ عنہ کے شہزادگان حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کا منکر ہے۔ اہلِ شیعہ اگر کہیں کہ حسنین کریمین نے تقیہ کرتے ہوئے بیعتِ امیر معاویہ کی تھی۔ انشاءاللہ ہم ابھی اس کا بھی تجزیہ کریں گے لیکن سرِ دست گذارش ہے کہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما بیس سال اس بیعت پر قائم رہے۔ شیعوں نے لاکھ جتن کئے لیکن مولا علی کے بیٹے شجاع تھے۔ کسی نام نہاد محبّ کی پرواہ نہیں کی۔ کسی سازش اور جال میں نہیں پھنسے۔ بلکہ میں اخبار الطّوال سے اب وہ حوالہ پیش کرتا ہوں کہ جس میں بیعتِ حسنینؓ بھی ثابت ہے اور پاس رہ کر نہ ماننے والے نام نہاد محبین کو شجاعت بھرا جواب بھی موجود ہے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔

(۷) اِنَّا قَدْ بَایَعْنَا وَعَاهَدْنَا وَلَا سَبِیْلَ اِلٰی نَقْضِ بَیْعَتِنَا

ترجمہ:۔ ہم تحقیق بیعت کر چکے لہٰذا ہمارے اس بیعت کے توڑنے کا کوئی

Marfat.com

راستہ اور صورت ہی نہیں ہے۔

(الاخبار الطوال طبع بیروت ص ۲۲۰ تذکرہ زیاد)

(۸) اب اہلِ شیعہ کے مجتہد اول ابو مخنف کا حوالہ سنیں کہ حضور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھتے ہیں کہ جس سے آپ کا یہ عزم ظاہر ہوتا ہے کہ میں کٹ تو سکتا ہوں لیکن آپ کی بیعت نہیں توڑوں گا ملاحظہ ہو، آپ فرماتے ہیں:۔ وَمَعَاذَ اللّٰہِ اَنْ اَنْقُضَ عَهْداً عَهِدَهٗ اِلَيْكَ اَخِي الْحَسَنُ ۔ ترجمہ:۔ فرمایا میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ آپ سے کیا گیا وہ عہد توڑوں جو میرے بھائی امام حسن رضی اللہ عنہ نے آپ سے کیا تھا۔

(مقتل ابی مخنف صفحہ ۶ طبع نجف اشرف، درمقدمہ)

قارئین حضرات! ہمارے نزدیک حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی بیس سال تک یہ بیعتِ معاویہ رضی اللہ عنہ خود حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو صحابیِ رسول، صاحبِ ایمان، جنتی اور آپ کی حکومت وسلطنت کے حق ہونے کو ثابت کرتی ہے اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا سب کچھ لٹا دینا لیکن یزید پلید اور لعین کی ایک دن کے لئے بھی بیعت نہ کرنا خود یزید کو بے ایمان، جہنمی، بدکردار اور اس کے باطل ہونے کو ثابت کرتی ہے۔ یہ کون سی بات ہے جو اہلِ شیعہ کو آج تک سمجھ نہیں آسکی! ہم کہتے ہیں مقتل ابی مخنف

Marfat.com

ص ۶ ملاحظہ کریں۔ حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی بارگاہ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہر سال دس لاکھ دینار مع تحائف وانعامات آتے رہے اور آپ قبول کرتے رہے۔ کیا کہیں گے یہاں؟ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما۔ کہ آیۂ تطہیر جن کے حق میں اتری ہو وہ دس لاکھ تو ہر سال کجا۔ باطل اور باغی حکومت کی طرف سے تو ایک دینار اور ایک لقمہ تک ہدیہ قبول نہیں کر سکتے اور نہ ہی ان کے پاک شکم میں حرام کا ایک لقمہ تک جا ہی سکتا ہے اگر حضرت سیدنا امیر معاویہؓ پر انگلی اٹھے گی تو اندازہ کریں حسنین کریمین کے بیس سال تک لنگر شریف کے بارے میں کیا سوچیں گے۔ اللہ کریم اہلِ بیت پاک کے بارے میں بری سوچ سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما پر تقیہ کرتے ہوئے بیعتِ معاویہ کرنے کے الزام کا مبنی برحق تجزیہ

محض خوفِ رکھنے والوں کے لئے اور اپنی آخرت کو بچانے والوں کے لئے ابھی ہم پارہ ۲۷ رکوع ۱۷ سورہ الحدید سے کل صحابہ کرام کے جنتی ہونے کے متعلق آخری بات کے طور پر خود اللہ عزوجل کا فیصلہ درج کریں گے لیکن اس سے پہلے حسنین کریمین سردارانِ جنت رضی اللہ عنہما کے متعلق اس بے ادبی کی انتہا دیکھیں کہ بیس سال تک نعوذ باللہ انہوں نے تقیہ کرتے ہوئے

Marfat.com

بیعتِ امیر معاویہ کیے رکھی۔ حضور مولا علی رضی اللہ عنہ کے شیروں کے متعلق یہ خیال کیوں اور کسے آیا؟ ظاہر ہے اہلِ سنت و جماعت تو نہیں یہ کہتے اب شیعہ ہوں یا تفضیلی کہلانے والے سنی نما شیعہ ہوں۔ جو بھی ، حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے متعلق ایسا خیال کریں اور جب بھی کریں۔ اسی وقت بے ایمانی ان کا مقدر بن جاتی ہے۔ کیونکہ یہ سیدھی سیدھی سرداران جنت کی گستاخی ہے۔ چلیں یہ سطور پڑھتے ہوئے آپ اپنے اردگرد ہی دیکھیں۔ شرط یہ ہے کہ کوئی معزز اور جرات منداور کردار کا کھرا آدمی آپ کے پاس بیٹھا ہو۔ اسے صرف اتنا کہیں کہ بھائی صاحب! تم اوپر سے کچھ ہو اور اندر سے کچھ اور ہو۔ تمہارا ظاہر و باطن ایک نہیں۔ تم تو بیس سال تک باطل اور طاغوتی قوتوں کے سامنے دبے رہے اور فلاں کام میں اپنا اندر چھپائے رکھا تو اگر وہ معزز آدمی جرات مند ہے۔ اور کردار کا کھرا ہے تو ضرور وہ آپ سے کہے گا کہ اس کا مطلب ہے کہ اوپر سے کچھ اور اندر سے کچھ کہہ کر تم نے مجھے منافق کہا ہے۔ بیس سال تک اندر چھپائے رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ تُو نے مجھے ابن الوقت سمجھا۔ ڈرپوک سمجھا۔ مفاد پرست سمجھا۔ باطل سے دب جانے والا سمجھا۔ حلال خون ہوا تو طیش میں آئے بغیر نہیں رہے گا۔ ایمان کے تین درجوں میں سے جس درجے پر بھی وہ ہوا یا تو ہاتھ سے تجھے جواب دے گا یا زبان سے تجھے خاموش کرے گا۔

Marfat.com

یہ دونوں نہیں تو تیسرا پہلو فطری ہے کہ ساری زندگی دل میں تجھے ضرور برا سمجھے گا۔

بلاتمثیل ومثال ۔ذرا سوچیں! بالکل یہی کچھ حضرت سیدنا امام حسن و سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما کے متعلق تم کہہ رہے ہو جب کہتے ہو کہ انہوں نے تقیہ کرتے ہوئے بیعتِ امیر معاویہ کی تھی۔ میں یہ فیصلہ قارئین پر چھوڑتا ہوں اور اپنی طرف سے لفظ ,,تقیہ" کے بارے میں صرف خوفِ خدا دلانے کے لئے اتنا ضرور عرض کرتا ہوں کہ اس "تقیہ" کو آپ جو بھی معنی پہنالیں اس سے منافقت، بزدلی، ابن الوقت ہونے، ڈرپوک ہونے اور کردار کے لحاظ سے مصلحتِ وقت کا شکار ہونے کی بُو ضرور آئے گی۔ بلکہ مزید سادہ الفاظ میں ہماری عام بولی میں ایسے ہی آدمی کو کردار کے لحاظ سے "دونمبر ہونے کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔ اس لحاظ سے تقیہ تو نسب پر بھی بدنما داغ ہے کہ اس سے اگلی نسلوں کو طعنے سننے پڑتے ہیں۔ تقیہ خاندانی وقار کے بھی منافی ہے اور ذاتی نجابت وشرافت کو ختم کردیتا ہے۔ یہ بات طے شدہ ہے کہ جس پر آپ لفظ ,,تقیہ" لاگو کریں گے درحقیقت اس سے آپ اس کے ذاتی فضائل کی مکمل نفی کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ تقیہ کی بھیانک تصویر ہے جس کو تم سردارانِ جنت پر چسپاں کرنے پر بضد ہو۔ یہ آپ سے محبت ہے یا آپ کی گستاخی؟ فیصلہ آپ پر ہے۔ اے اللہ! تو عَلٰی کُلِّ شَیٍٔ قَدِیْرٌ ہے ہمارے ماحول کو اس سوچ سے پاک فرمادے یا اللہ! ہمیں سردارانِ جنت

Marfat.com

پر ایسا الزام سننے سے بھی محفوظ فرما آمین ثم آمین!

آئیں! صحابہ کرام کے بارے میں اللہ کریم کا فیصلہ مان لیں اور آخرت برباد نہ کریں

ہم نے اس مختصر مضمون میں بتایا ہے کہ اللہ نے اپنے محبوب ﷺ کے لئے ہر پہلو سے اہتمامِ عظمت کیا۔ جمیع مخلوق میں دوسروں کے بارے میں آپکے فیصلے نہ ماننے والوں کے لئے اللہ اپنی قسم اٹھا کر ان کے مومن ہونے کا انکار فرماتا ہے پھر ان کا ایمان کیسا؟ کہ جو ان فیصلوں کو بھی نہیں مانتے جو سیدِ عالم ﷺ نے خود اپنی ذات بابرکات کے بارے میں کیئے۔ پس آپ کی بیویوں کو، آپ کے سسرال کو؛ آپ کے دامادوں کو، آپ کی اولادِ پاک کو، اہلبیت پاک کو، پنجتن پاک کو اور شہزادگان سردارانِ جنت کو (جو سب صحابی ہیں) ان سب کو ماننا پڑے گا۔ انہی میں سے حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ کے سالے بھی ہیں، کاتبِ وحی بھی ہیں اور جنگِ جمل وصفین کے بعد قرب الاسناد اور نہج البلاغہ کے حوالوں سے بہ فرمانِ حضور مولا علی رضی اللہ عنہ آپ صحابی بھی ہیں اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہما نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دستِ حق پرست پر جو بیعت کی اس نے تو آپ کے صحابیِ رسول ہو۔ نے صاحب ایمان ہونے، حق پر ہونے اور جنتی ہونے پر مہر لگا دی۔ کل صحابہ جنتی ہیں اور آپ بھی

Marfat.com

جنتی ہیں اگر اور کچھ سمجھ میں نہ آئے تو اللہ کریم کا فیصلہ ہی مان لیں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں :۔

لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِکَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا ؕ وَ کُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰی ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ☆ (پ ۲۷ ع ۱۷ سورہ الحدید)

ترجمہ :۔ تم میں سے جس نے فتح مکہ سے پہلے راہِ خدا میں خرچ اور جہاد کیا وہ برابر نہیں ہو سکتا ایسے لوگوں کے جنہوں نے بعد فتح خرچ کیا اور جہاد کیا ، بعد میں انفاق اور جہاد کرنے والوں سے پہلوں کے درجے زیادہ ہیں اور اللہ نے سب صحابہ سے جنت کا وعدہ کر لیا ہے اور جو تم عمل کرتے ہو اللہ کو اس کی خبر ہے ؛

قرآن کریم کی اس آیت کریمہ میں اگرچہ لفظ جنت موجود نہیں بلکہ ؛ اَلْحُسْنٰی ؛ ہے لیکن اَلْحُسْنٰی سے مراد جنت اور اس کا ثواب ہے ۔ اس پر تمام شیعہ سنی تفاسیر متفق ہیں ۔ اہلِ شیعہ کے تفسیر کے امام صاحبِ تفسیر مجمع البیان نے جلد پنجم ص ۲۳۲ پر اَلْحُسْنٰی کی تفسیر اَیْ اَلْجَنَّةَ وَالثَّوَابَ فِیْهَا سے ہی کی ہے ۔ دوسرے شیعہ مفسر فتح اللہ کاشانی نے تفسیر منہاج الصادقین جلد نہم ص ۱۷۱ پر یہی تفسیر کی ۔ اس آیتِ کریمہ کی روشنی میں ہم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شخصیت کو دیکھتے ہیں تو جیسا کہ اس مضمون میں دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ

Marfat.com

آپ صحابی ہیں لہٰذا جنتی ہیں۔ آپ کا صحابی ہونا اور جنگِ جمل وصفین کے بعد وقتِ وصال تک صحابی ہونا حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے نزدیک ایک متفق علیہ امر ہے تو اب آپ کے صحابی اور جنتی ہونے سے انکار کرنے والے کے بارے میں جیسا کہ اوپر حوالہ گذرا ایسا شخص اہلِ شیعہ کی معتبر ترین کتاب جامع الاخبار ص ۱۸۳، فصل ۱۲۵ مطبوعہ نجف اشرف کے مطابق یا تو کافر ہے یا پھر کوڑوں کی سزا کا مستحق ہے۔ یا اللہ کریم جل جلالہ! اس مضمون کو ہر پڑھنے والے کے لئے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وسلم کے صدقہ اور وسیلہ جلیلہ سے ہدایت کا ذریعہ بنا آمین! ثم آمین! وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ☆﴿بحکم قبلۂ عالم حضرت صاحب﴾☆

باب پنجم

"ڈرو اس وقت سے جو ہے آنے والا"

یعنی وہ کفریات جن سے اہل شیعہ کو فوراً توبہ کرنی چاہیئے

1۔ قرآن مجید کو ناقص کہنا کفر ہے

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں...

"روافض زمانہ بہت سے عقائد کفریہ کے علاوہ دو کفر صریح میں ان کے عالم و جاہل مرد و عورت، چھوٹے بڑے، سب گرفتار ہیں۔

اول (i) یہ کہ کوئی کہتا ہے کہ اس قرآن مجید سے کچھ سورتیں امیر المومنین حضرت عثمان غنی

Marfat.com

ذوالنورین یا دیگر صحابہ یا اہلسنت نے (نعوذ باللہ) گھٹا دیں۔(ii) کوئی کہتا ہے کچھ لفظ بدل دیئے۔(iii) کوئی کہتا ہے یہ نقص وتبدیل اگرچہ یقیناً ثابت نہیں محتمل ضرور ہے۔ (رد الرفضہ) اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے کتب شیعہ کے گہرے مطالعہ کا نچوڑ پیش کیا ہے۔ ہمارے دربار شریف سے چھپنے والی عقائد جعفریہ جلد سوم میں صفحہ ۱۰۱ تا ۶۲۱ یعنی سوا پانچ سو صفحات پر بکھرے ہوئے سینکڑوں کتب شیعہ سے تحریف قرآن کے دلائل اور ثبوت مہیا کئے گئے ہیں انتالیس ۳۹ کتابوں کی مع نام مصنفین فہرست دی گئی ہے۔ جو شیعہ متقدین ومتاخرین علماء نے تحریف قرآن پر مستقل کتب کی حیثیت سے تصنیف کیں۔ اہل شیعہ کا کون سا چھوٹا یا بڑا ہے جو اپنے مذہب کی اہم ترین تصنیف انوار نعمانیہ اور اس کے مصنف سید نعمت اللہ الجزائری سے واقف نہ ہو؟ وہ لکھتا ہے کہ

''حضرت علی نے صحابہ سے کہا آج کے بعد تم قرآن کو نہ دیکھو گے اور نہ ہی میرے بیٹے امام مہدی کے ظہور تک کوئی اور اسے دیکھ سکے گا۔'' (انوار نعمانیہ ج ۲ ص ۳۶)

تحریف قرآن میں اہل شیعہ سے مرفوع مرویات از ائمہ موجود ہیں۔ اور وہ بھی دو ہزار سے زائد جن کا انکار ان کے لیے ممکن نہیں جو اصول کافی سے لے کر ان کی ہر تفسیر اور حدیث کی کتاب میں بکھری پڑی ہیں۔ مراۃ العقول میں ملا باقر مجلسی یہاں تک لکھتا ہے کہ:۔

وعندی ان الاخبار فی هذا الباب متواترة معنی وطرح جمیعها یوجب رفع الاعتماد عن الاخبار اسابل ظنی ان الاخبار فی هذا الباب لا یقصم عن الاخبار الا مامیة فکیف یثبونها بالخیره

ترجمہ: میرے نزدیک تحریف قرآن کی روایات معنی کے اعتبار سے متواتر ہیں۔ اور ان تمام روایات کو ترک کرنے اور بے اعتبار سمجھنے سے پورا فن حدیث بے اعتماد ہو جائے گا۔ بلکہ میرے علم کے مطابق تحریف قرآن کی روایات مسئلۂ امامت کی روایتوں سے کم نہیں۔''

Marfat.com

قارئین! زیادہ دور نہ جائیں! دیباچہ "مقبول ترجمہ" کے صفحہ نمبر ۳۳ پر موجود ہے۔ "نیز تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ قرآن مجید کی آئتیں تو بہت سی گرادی گئی ہیں مگر جو زیادہ کیا گیا ہے وہ کہیں کہیں کوئی حرف بڑھا دیا گیا اور اس میں زیادہ تر کاتبوں کی خطا ہے۔"

کچھ بھولے اہل سنت و جماعت کو شک گذرتا ہے کہ اگر مانتے نہیں تو پھر شیعہ یہی قرآن کیوں پڑھتے ہیں؟ تو اس کا جواب خود شیعہ علماء نے دیا ہے چنانچہ ترجمہ مقبول صفحہ ۴۷۹ پر موجود ہے۔

"ہم اپنے امام کے حکم سے مجبور ہیں کہ جو تغیر یہ لوگ کر دیں تم اس کو اس کے حال پر رہنے دو ور تغیر کرنے والوں کا عذاب کم نہ کرو۔ جہاں تک ممکن ہو لوگوں کو اصل حال سے مطلع کر دو قرآن مجید کو اس کی اصل حالت پر لانا جناب امام مہدی کا حق ہے۔"

واضح رہے کہ ترجمہ مقبول شیعوں کے بارہ مجتہدوں کا تصدیق شدہ ہے۔ میں اہل علم کو دعوت دوں گا کہ جامعہ رسولیہ شیرازیہ عقب حضرت داتا گنج بخش لاہور سے عقائد جعفریہ جلد سوم منگوا کر ضرور مطالعہ کریں تحریف قرآن کے سلسلے میں اہل شیعہ کے ہزاروں حوالے اور ایک

سے ایک بڑھ کر آپ کو ملے گا۔ آج تک عدم تحریف کے قائل صرف چار شیعہ علماء گذرے ہیں۔

۱۔ شیخ صدوق متوفی ۳۸۱ ھجری

۲۔ علامہ ابو علی طبرسی متوفی ۵۴۸ ھجری

۳۔ سید شریف مرتضیٰ علم الہدیٰ م ۴۳۶ ھجری

۴۔ ابو جعفر طوسی م ۴۶۰ ھجری

Marfat.com

آپ ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ ان چاروں کا دور ۳۰۰ ھجری سے لے کر ۵۴۸ ھجری تک ہے۔ پہلی تین صدیاں اور ۵۴۸ ھجری کے بعد سے لے کر آج تک ہر شیعہ مجتہد مصنف، ذاکر تحریفِ قرآن کے قائل ہونے کی مرض میں مبتلا ہے۔ جو کہ صریحاً کفر ہے۔
اب میں تحریفِ قرآن کے عقیدہ کی تردید ردالرفضہ سے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے الفاظ میں پیش کرتا ہوں شائد کوئی پڑھ کر عقل کے ناخن لے اور اللہ کے پاک کلام سے چھیڑ چھاڑ کرنے سے باز آجائے۔ ورنہ امرِ واقعہ تو یہی ہے کہ اس فرقہ سے نہ تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلمہ تبدیل ہونے سے بچ سکا، نہ اذان، نہ نماز اور نہ پورے کا پورا دین۔
بہر حال ملاحظہ ہو اس عقیدہ کی تردید:۔

''اور جو شخص قرآن مجید میں زیادت یا نقص یا تبدل یا کسی طرح کے تصرفِ بشری کا دخل مانے یا اسے محتمل (ممکن) جانے بالا جماع کافر مرتد ہے۔ کیونکہ وہ صراحتاً قران عظیم کی تکذیب کر رہا ہے۔ (۱) اللہ عزوجل سورۃ حجر میں فرماتے ہیں۔ اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ بے شک ہم نے یہ قرآن اتارا اور بے شک بالیقین ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔ (۲) سورۃ حٰم السجدہ میں فرمایا لَا یَاۡتِیۡہِ الۡبَاطِلُ مِنۡۢ بَیۡنِ یَدَیۡہِ وَلَا مِنۡ خَلۡفِہٖ۔ ترجمہ: باطل کو اس کی طرف بالکل راہ نہیں نہ سامنے سے نہ پیچھے سے۔

دوم: فرض کریں کوئی رافضی ان کھلے کفروں سے خالی الذہن بھی ہو تو بھی اپنے مجتہدوں کے فتاویٰ کے قبول کرنے سے اسے چارہ نہیں ہوتا۔ اور بفرض باطل یہ بھی مان لیجئے کہ کوئی رافضی ایسا نکلے جو اپنے مجتہدین کا فتویٰ بھی نہ مانے (جو انہوں نے تحریف و تبدیل وزیادت و نقص قرآن میں دیئے ہیں۔ جیسا کہ انکے چار شیعہ علماء محققین کا تذکرہ کیا گیا ہے۔) تو کم از کم اتنا یقیناً ہو گا کہ ان کفروں کی وجہ سے وہ اپنے ان اسلاف مجتہدین کو کافر نہ کہے گا۔ بلکہ انہیں اپنے دن کا عالم و پیشوا و مجتہد ہی جانے گا۔ اور جو کسی کافر منکر

Marfat.com

ضروریات دین کو کافر نہ مانے وہ خود کافر و مرتد ہے جیسا کہ شفا شریف صفحہ 362 پر ہے۔

قرآنی فرمان الٰہی اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ ۔ کہ "ہم ہی اس قرآن مجید کے محافظ ہیں" کے تحت یہ ضروریات دین سے ہے کہ مانا جائے کہ موجودہ قرآن مجید وہی قرآن مجید ہے جو اللہ رب العزت نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کیا اس کا ہر نقص و زیادت و تغیر و تحریف سے محفوظ رکھنے کا اللہ تعالیٰ نے خود وعدہ کیا ہے۔

بعض اہل شیعہ سے یہ آیت مبارکہ ذکر کی گئی تو کہنے لگے اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ کے معنی یہ ہیں کہ قرآن کو مسلمانوں سے محفوظ رکھیں گے یعنی انہیں اس کا سایہ تک بھی نہ دکھائیں گے اور اصل قرآن امام غائب غار میں لئے بیٹھے ہیں کیا عجب استدلال ہے؟ اور بعضوں نے اس نے بڑھ کر تاویل نکالی ہے کہ قرآن اگرچہ کتنا ہی بدل جائے مگر علم الٰہی و لوح محفوظ میں تو بدستور باقی ہے۔ یہ اس سے بھی بڑھ کر عجیب تاویل ہے؟ جاہلو! علم الٰہی میں تو کوئی شے بھی نہیں بدل سکتی پھر اکیلے قرآن کی کیا خوبی نکلی؟ توریت و انجیل کی تحریف تو درکنار کسی عام مصنف کی تحریر میں کوئی تغیر و تبدل کرلیا جائے تو علم الٰہی اور لوح محفوظ ہیں تو اس کا یقیناً بدستور باقی رہنا اظہر من الشمس ہے۔ ایسی تاویلیں سن لی جائیں تو اسلام و ایمان درہم برہم

ہو جائیں گے۔ یہ ایسی ہی تاویل ہے جیسے نیچری مذہب والے آسمان کو بلندی، جبریل و ملائکہ کو قوت خیر۔ ابلیس و شیاطین کو قوتِ بدی، حشر و نشر و جنت و دوزخ کو محض روحانی نہ کہ جسدی ہونے پر تاویل کرلیا کرتے ہیں۔ ایسے تو پھر بت پرست لا الہ الا اللہ کو بھی تاویل کر لیں گے کہ یہ افضل و اعلیٰ میں حصر ہے یعنی خدا کے برابر ایک دوسرا خدا ہے لیکن جو اصل خدا ہے وہ سب دوسروں سے بڑھ کر خدا ہے نہ یہ کہ دوسرا خدا ہی نہیں"۔ ("امام احمد رضا اور مذہب شیعہ" کا خلاصہ)

Marfat.com

(2) حضور ﷺ کے کلمہ میں تبدیلی کا کیا جواز؟

آج اہل شیعہ کا کلمہ یوں ہے "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ عَلِیٌّ وَّلِیُّ اللہِ وَصِیُّ رَسُوْلِ اللہِ" جب کہ کوئی جاہل سے جاہل بھی اس بات کا انکار نہیں کرے گا کہ یہ کلمہ نبی پاک ﷺ لے کر نہیں آئے کیا حضور ﷺ کے لائے ہوئے اور پڑھائے ہوئے کلمے کو بدلنا کوئی ضروری تھا؟ نبی پاک ﷺ نے جو کلمہ پڑھایا تھا وہ پورا تھا یا ادھورا؟ یہ عام فہم سا سوال ہے اگر ہو سکے تو شیعہ برادری حضرت امام جعفر صادق والا کلمہ شریف ملاحظہ کرے۔

(1) اِلٰھِیْ لَئِنْ اَمَرْتَ بِیْ اِلَی النَّارِ لَاُخْبِرَنَّ اَھْلَھَا اِنِّیْ کُنْتُ اَقُوْلُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ (حلیۃ الابرار جلد دوم ص 141، الباب الثالث مطبوعہ قم)

ترجمہ: آپ فرماتے ہیں کہ اے اللہ کریم! اگر تو نے مجھے دوزخ میں جانے کا حکم دیا تو میں اہل دوزخ کو یہ ضرور بتاؤں گا کہ میں جو کلمہ شریف دنیا میں پڑھا کرتا تھا وہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ ہے۔

(2) حیات القلوب تصنیف ملا باقر مجلسی متوفی ۱۱۱۱ ہجری ج ۲ ص ۱۸۲ باب پنجم مطبوعہ لکھنو قدیم میں ہے کہ حضرت خدیجہ سے حضور ﷺ کے نکاح کے وقت تمام کائنات کی اشیاء نے یہی اصلی کلمہ پڑھا "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ"

(3) مجالس المومنین کی عبارت کا ترجمہ بلفظہٖ ملاحظہ ہو:۔

"اول یہ کہ اسلام کا دارومدار دو گواہیوں پر ہے یعنی پہلی گواہی اس بات کی کہ اللہ وحدہٗ لا شریک ہے اور دوسری گواہی نبی پاک کی رسالت کی۔ ان دونوں گواہیوں کیلئے استعمال شدہ الفاظ کی تعداد بالکل برابر ہے یعنی "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" میں سے توحید و رسالت دونوں کیلئے بارہ بارہ حروف ہیں۔ (مجالس المومنین جلد اول ص 20 در تعریف مطلق شیعہ مطبوعہ تہران)

Marfat.com

(4) نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا

"لِوَائِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مَکْتُوْبٌ عَلَیْهِ ثَلٰثَةُ اَسْطُرٍ اَلْاَوَّلُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَالثَّانِیْ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالثَّالِثُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

ترجمہ قیامت کے روز میرے جھنڈے پر تین سطریں لکھی ہوں گی پہلی سطر میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، دوسری سطر الحمد اللہ رب العالمین اور تیسری سطر میں کلمہ شریف لکھا ہوگا جو ایسے ہوگا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

(5) یہ واقعہ اہل شیعہ کی آنکھیں کھولنے کیلئے کافی ہے کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب میں قبول اسلام کیلئے مکہ پہنچا تو میری ملاقات فرداً فرداً مختلف مقامات پر حضرت حمزہؓ، حضرت جعفر طیارؓ اور حضرت مولا علیؓ سے ہوئی تو ہر ایک سے میں نے پوچھا کہ اسلام میں داخل ہونے کیلئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کیا پڑھائیں گے؟ تو ان تینوں ہستیوں میں سے ہر ایک نے مجھے فرمایا کہ تجھے کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھائیں گے چنانچہ میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پہنچا تو آپ نے مجھے یہی کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھایا۔ (فروع کافی جلد ۸ کتاب الروضہ ۲۹۸ مطبوعہ تہران، حیات القلوب ج ۲ ص ۱۳۲ اباب ششم)

اندازہ فرمائیں یہ واقعہ اہل شیعہ کی معتبر ترین کتب میں موجود ہے۔ ہم یہ سوال پوچھنے میں حق بجانب ہیں کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم، مولا علیؓ، حضرت حمزہؓ اور حضرت جعفر طیارؓ تو یہی کلمہ پڑھا کر لوگوں کو مسلمان کریں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہی کلمہ شریف پڑھا کر سب کو مسلمان کریں۔ کیا ان کا کلمہ ادھورا تھا یا پورا؟ اگر پورا تھا تو اہل شیعہ نے دین کی بنیاد زیادتیِ الفاظ سے خود منہدم کی۔ یہ بڑی بنیادی بات ہے اور اہلِ شیعہ کے بار بار سوچنے کی ہے۔

(6) اصول کافی سے حضرت امام جعفر صادقؓ کا فرمان ہو تو اہل شیعہ کے پاس فرار کی

Marfat.com

کوئی گنجائش نہیں رہ جاتی۔

"عَنْ عجلان ابی صالح قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ عَبْدِاللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَوْقِفْنِیْ عَلٰی حُدُوْدِ الْاِیْمَانِ فَقَالَ شَهَادَةُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه

(اصول کافی ج 2 ص 18 کتاب الایمان مطبوعہ تہران)

ترجمہ: عجلان ابی صالح کہتے ہیں میں نے حضرت امام جعفر صادق ؓ سے عرض کیا مجھے ایمان کی حدود سے تو واقف فرما دیں۔ فرمایا یہ کہ تو گواہی دے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد اللہ کے رسول ہیں"۔ بنیادِ ایمان یہی کلمہ لا اله الا الله محمد رسول الله ہے۔

(7) میں ہر شیعہ اور شیعیت زدہ افراد سے کہوں گا کہ موت نے آنا ہے اور ضرور آنا ہے اپنے جاہل ذاکروں اور مولویوں سے **کبھی** قسم دے کر ضرور پوچھیں کہ ائمہ اہل بیت کون سا کلمہ پڑھتے تھے؟ اور یہ کہ مرتے وقت کون سا کلمہ کام آئے گا کیا شیعوں والا نیا خود ساختہ کلمہ یا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ والا اصلی کلمہ شریف؟ آئیں! میں آپ کی صحاح اربعہ سے دکھاتا ہوں کہ

"امام جعفر صادق ؒ نے ارشاد فرمایا کہ ملک الموت جان کنی کے وقت تلقین کرتا ہے کہ پڑھو لا اله الا الله محمد رسول الله (من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول ص 82 فی غسل میت)

میری مخلصانہ گزارش ہے کہ آج ہی توبہ کریں اور اصلی کلمہ اسلام لا الـــه الا الـلـــه محـمـد رســـول الـلـــه کو ایمان کی بنیاد بنائیں جو مرتے دم بھی کام آئے گا انشاءاللہ بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

(3) غیر انبیاء کو انبیاء علیہم السلام سے افضل کہنا کفر ہے۔

تمام اہل اسلام اس بات پر متفق ہیں کہ غیر انبیاء کو انبیاء علیہم السلام سے افضل کہنا کفر ہے لیکن اس کے برعکس اہل شیعہ کا عقیدہ سمجھ سے بالاتر ہے کہ ائمہ اہل بیت کو نبیوں سے افضل کیوں

Marfat.com

مانتے ہیں بلکہ پھر اس کو اپنے مذہب شیعہ کی بنیاد اور ضروریات میں سے قرار دیتے ہیں۔

(1) حیات القلوب جلد ۳ کے صفحہ ۲ پر شیعوں کا مجتہد اعظم ملا باقر مجلسی لکھتا ہے

"مرتبہ نبوت بالاتر از مرتبہ پیغمبری است"

ترجمہ امامت کا درجہ نبوت و رسالت سے بلند ہے

(2) دور حاضرہ میں مذہب شیعہ کی علامت ان کا امام خمینی اپنی کتاب الولایۃ التکوینیہ ص 52 پر رقمطراز ہے

"وَاِنَّ مِنْ ضَرُوْرِيَاتِ مَذْهَبِنَا اِنَّ لِاَئِمَّتِنَا مَقَاماً لَا يَبْلُغُهٗ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ"

ترجمہ: "اور ہمارے مذہب شیعہ کے ضروری اور بنیادی عقائد میں سے یہ بھی عقیدہ ہے کہ ہمارے ائمہ کو وہ مقام اور مرتبہ حاصل ہے جس تک کوئی مقرب فرشتہ اور کوئی نبی مرسل بھی نہیں پہنچا"

تردید:

اس عقیدہ کی تردید میں خود کتب شیعہ سے حضرت سیدنا امام محمد باقرؓ کا ایک فرمان درج کرنا کافی سمجھتا ہوں

"عَنْ اَبِیْ عَبْدِاللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ مَنْ قَالَ بِاَنَّنَا اَنْبِيَآءَ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَ مَنْ شَكَّ فِیْ ذَالِكَ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ (رجال کشی ص 255 مطبوعہ کربلا)

ترجمہ: "حضرت امام محمد باقر نے فرمایا جو ہمیں نبی کہے (یعنی نبیوں جیسا ہمیں سمجھے اور ان کے برابر کا مقام دے) اس پر اللہ کی لعنت ہو اور جو اس میں شک لائے اس پر بھی اللہ کی لعنت ہو۔"

Marfat.com

(4) شیعوں کی شانِ صحابہ میں ایسی گستاخی کہ جو کفرِ صریح ہے

شیعوں کی شان صحابہ میں وہ گستاخی جو کفر صریح ہے درج ذیل ہے۔

"قَالَ كَانَ النَّاسُ اَهْلُ الرِّدَّةِ بَعْدَ النَّبِیْ اِلَّا ثَلٰثَةٌ فَقُلْتُ وَ مَنِ الثَّلَاثَةُ؟ فقال المقداد بن الاسود ،ابوذر الغفاری،سلمان فارسی

ترجمہ: "شیعوں کے امام نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد تین آدمیوں کے سوا سب مرتد ہو گئے میں نے پوچھا وہ تین کون ہیں کہا مقداد بن الاسود، ابوزر غفاری اور سلمان فارسی" (اہل شیعہ کی معتبر ترین کتب (1) رجال کشی ص 12 مطبوعہ کربلا (2) تہذیب المتین فی تاریخ امیر المومنین (3) احتجاج طبرسی جلد اول ص 113 مطبوعہ نجف اشرف طبع جدید حیات القلوب ج 2 ص 1083 از ملا باقر مجلسی)

قارئین نقل کفر، کفر نباشد کی اجازت کے تحت یہ روایت بندہ نے دل پر پتھر باندھ کر نقل ہے کیونکہ اس عبارت سے بڑھ کر کائنات میں کوئی کفر ہو ہی نہیں سکتا صرف اپنے سنی احباب کو اور شیعوں کی صحبت کو معمولی جاننے والوں کو آگاہ کرنے کیلئے یہ عبارت لکھی ہے۔

یہ جمیع صحابہ کی ایسی گستاخی ہے جو کفرِ صریح ہے اور ایسے عقائد والوں کو کافر نہ ماننے والا خود کافر ہو جاتا ہے کیونکہ صحابہ کا جنتی ہونا قرآن ہے اور قرآن کا انکار کفر ہے۔ یہ عبارت قرآن پاک کی بے شمار آیات کا انکار ہے (۱) مثلاً سورۃ النساء آیت 95 اور سورۃ الحدید میں فرمایا كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰی

ترجمہ: اللہ تمام صحابہ سے جنت کا عدہ فرما چکا ہے۔

(۲) مہاجرین والنصار کا نام ذکر کے فرمایا "اُولٰئِکَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا"

Marfat.com

ترجمہ: یہ پکے مومن ہیں)

(3) فرمایا لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ (السباء:۴) ترجمہ: صحابہ کے لیے مغفرت اور عزت کی روزی ہے۔

(4) رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ (پ۳، البینہ۸) ترجمہ: اللہ ان سے راضی ہو چکا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے۔

(5) اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ (پ۲۸ حشر آیت ۸) ترجمہ: یہ سچے ہیں۔

(6) وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا.

ترجمہ مہاجرین اور انصار میں سب سے پہلے سبقت کرنے والے اور وہ لوگ جنہوں نے نیکی میں ان کی پیروی کی اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے اور ان کے لیے جنت تیار کی گئی ہے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ (پ۱۱ر۲)

(7) قرآن مجید پارہ ۲۸ سورۃ حشر آیت ۸، ۹، ۱۰ تینوں آیات میں کل مومنین کی تین اقسام بیان کی گئی ہیں۔ کہ جن کا ایمان عنداللہ مقبول معتبر پسندیدہ اور منجانب اللہ سند یافتہ ہے نمبر وار آیات اور ان کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

سورۃ حشر آیت نمبر ۸ مہاجرین کے کمال فضائل کا ذکر فرمایا

لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝

ترجمہ: "ان فقیر ہجرت کرنے والوں کیلئے جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے اللہ کا فضل اور اس کی رضا چاہتے ہوئے اور اللہ و رسول کی مدد کرتے ہیں وہی سچے ہیں (ترجمہ کنزالایمان)

Marfat.com

سورۃ حشر آیت نمبر ۹ انصار کے کمال فضائل کا ذکر فرمایا

وَالَّذِیْنَ تَبَوَّءُ الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ یُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَیْهِمْ وَلَا یَجِدُوْنَ فِیْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ کَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَّ مَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ O

ترجمہ: ”اور جنہوں نے پہلے سے اس شہر اور ایمان میں گھر بنالیا اور دوست رکھتے ہیں انہیں ان کی طرف ہجرت کر کے گئے اور اپنے دلوں میں کوئی حاجت نہیں پاتے اس چیز کی جو دے گئے اور اپنی جانوں پر ان کو (مہاجرین کو) ترجیح دیتے ہیں اگر چہ انہیں شدید محتاجی ہو اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچایا گیا تو وہی کامیاب ہیں“۔

سورۃ حشر آیت نمبر ۱۰ مہاجرین وانصار کے بعد قیامت تک کے مومنین کی زبانوں پر ان صحابہ کیلئے کلمات خیر ہوں گے اور دل صحابہ کے کینہ سے پاک ہوں گے۔

وَالَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ O

ترجمہ: وہ جو ان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دل میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ اے رب ہمارے بے شک تو ہی نہایت مہربان رحم کرنے والا ہے“۔

قارئین اب قرآن مجید پارہ ۲۸ سورۃ حشر کی آیات نمبر ۸، ۹ مع ترجمہ آپ نے جب تلاوت فرمالیں تو ہر ادنیٰ سے ادنیٰ سمجھ رکھنے والے پر بھی یہ حقیقت روشن ہوگئی کہ قرآن مجید نے یہاں مومنین کی تین اقسام بیان فرمائی ہیں۔ (1) مہاجرین (2) انصار (3) ان کے بعد والے جوان

Marfat.com

کے تابع ہوں۔ اور صحابہ کے متعلق کلماتِ خیر واستغفار اور ان کے ایمان کا ذکر جن کی زبانوں پر جاری ہو۔ کیونکہ صاف الفاظ ہیں وَالَّذِيْنَ جَآءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ اور صحابہ پاک رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق دل میں کوئی کدورت اور کینہ نہ رکھیں (بالفاظ قرآن لاتجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا) پس ان آیات بینات کی روشنی میں ہم اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ

"جس کے دل میں کسی بھی صحابی کی طرف سے بغض یا کدورت ہو۔ اور وہ ان کیلئے دعائے رحمت واستغفار نہ کرے وہ مومنین کی تینوں اقسام سے خارج ہے کیونکہ یہاں مومنین کی تین ہی قسمیں بیان فرمائی گئیں۔ مہاجرین، انصار اور ان کے بعد والے جو ان کے تابع ہوں اور ان کی طرف سے دل میں کوئی کدورت نہ رکھیں اور ان کیلئے دعائے مغفرت کریں۔

تو جو صحابہ سے کدورت رکھے رافضی ہو یا خارجی مسلمانوں کی ان تینوں قسموں سے خارج ہے"

(تفسیر خزائن العرفان از حضرت سید نعیم الدین مراد آبادی امام اہل سنت)

امام اہل سنت کے ان الفاظ "رافضی ہوں یا خارجی مسلمانوں کی ان تینوں قسموں سے خارج ہے"۔ سے واضح ہے کہ عند اللہ و عند القرآن ان کا نام نہاد ایمان کا دعویٰ شرف قبولیت سے محروم ہے اور وہ گمراہ ہیں اور گمراہ اور مردود ہی رہیں گے جب تک اپنے دلوں کو جملہ صحابہ کی کدورت سے پاک نہیں کر لیتے۔

باب ششم

مروجہ ماتم اور اس کا رد

اہل شیعہ کا مروجہ ماتم حسین کرنا نام ہے بے صبری کا اور جزع فزع کرنے کا، سینہ کوبی کرنے اور چہرے پیٹنے کا اور افسوس کا مقام ہے کہ ماتم کرنا اب اہل شیعہ کی علامت اور

Marfat.com

نشانی بن چکا ہے اہل شیعہ کا دعویٰ ہے کہ آئمہ معصومین کا ہر فرمان ہمارے لئے حجت ہے اگر یہ دعویٰ صحیح ہے اور کوئی بھائی آئمہ اہل بیت پاک کے فرمان مان کر دوزخ سے بچ جائے تو ہمارے لئے انتہائی خوشی کا مقام ہے مجھے اللہ رب العزت کی بارگاہ سے قوی امید ہے کہ ایک نہیں بلکہ سینکڑوں ہزاروں شیعہ اس باب میں درج کردہ اپنی ہی معتبر ترین کتب سے چوبیس عدد آئمہ اہل بیت پاک کے فرمان مان کر ماتم سے توبہ کریں گے اور دوزخ سے بچیں گے انشاءاللہ تعالیٰ۔

میں سردست دعویٰ سے کہتا ہوں کہ کوئی غالی سے غالی شیعہ بھی اپنے اللہ سے ہدایت اور ایمان طلب کرنے اور آخرت سنوارنے کی غرض سے کبھی قرآن مجید سورۃ بقرہ کی آیات نمبر 153 تا 157 صرف ان پانچ آیات کی باترجمہ تلاوت کا شرف حاصل کرلے تو ہمیشہ کے لئے ماتم سے توبہ کرلے بلکہ خود اہل شیعہ کو سمجھائے کہ ماتم اور اہل ایمان کے لئے صبر سے متعلقہ یہ آیاتِ بیّنات بالکل دو متضاد چیزیں ہیں۔

سورۃ بقرہ آیت نمبر 153: یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ترجمہ: اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد چاہو بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

اس آیت میں کتنا واضح ہے کہ اہل شیعہ ماتم میں بے صبری کا مظاہرہ کرتے ہیں اور حکم خدا ہے کہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ پورے قرآن مجید میں آپکو یہ کہیں نہیں ملے گا کہ اللہ ماتم کرنے والوں اور بے صبری کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

آیت نمبر 154: وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ اور اللہ کی راہ میں قتل ہونے والوں کو مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں" "ان کے رب کے ہاں سے انہیں رزق دیا جاتا ہے۔" (یہ چوتھے پارے میں حکم ہے)

Marfat.com

اسی لئے ہم اہل سنت و جماعت کہتے ہیں کہ ۔

ہم زندۂ جاوید کا ماتم نہیں کرتے

آیت نمبر 155: ترجمہ۔"اور ضرور بالضرور وہ تمہیں آزمائے گا خوف دے کر، مالوں میں نقصان دے کر اور پھلوں میں نقصان دے کر اور جانوں میں نقصان دے کر اور خوشخبری ہے صبر کرنے والوں کے لئے۔"

اس آیت کریمہ میں اہل ایمان کے لئے ہر قسم کی آزمائش میں پورا اترنے کا الٰہی مطالبہ دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ سیدنا مولا امام حسین اور شہداء کربلا رضی اللہ عنہم کا جہاد اور فقر اختیاری تھا اضطراری نہیں تھا وہ خود میدانِ جہاد میں سعادتِ ابدی سمجھ کر تشریف لائے وہ دین کے لئے ہر مصیبت سہنے کا جذبہ لے کر میدانِ کربلا میں اترے تھے۔لہذا ماتمی سلوگن اور بے سروپا نمائش کا کوئی جواز نہیں وہ شجاع تھے ہر آزمائش میں پورے اتر کر صبر و ہمت

میں امت کے لئے نمونہ بنے ۔صبر و ہمت و استقامت اور دین پر مکمل عمل پیرا رہنا ہی میدانِ کربلا کا درسِ عظیم تھا۔یہی وجہ ہے کہ حضرت سیدنا امام زین العابدین نے بعدازاں پوری زندگی صبر فرمایا کبھی ماتم نہ فرمایا اور اس آیت کے آخری الفاظ میں حکم بھی یہی ہے کہ "صبر کرنے والوں کے لئے خوشخبری ہے"میدانِ کربلا کے عظیم درس کو سرِ عام بے صبری اور اہلِ شیعہ کی طرف سے ماتم کی صورت میں چڑھے دن پاؤں تلے روندا جاتا ہے۔

آیت نمبر 156: ترجمہ۔"یہ وہ لوگ ہیں کہ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ یعنی بے شک ہم اللہ کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر ہمیں واپس جانا ہے۔"

یہ صبر کرنے اور مصیبت میں غم کا اظہار کرنے کا شرعی طریقہ ہے جو اللہ نے ہمیں قرآن میں سکھایا ہے اور یقیناً ہر شہادت پر مستوراتِ اہل بیت پاک ماتم کرنے کی بجائے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا

Marfat.com

راجعون ہی پڑھتی ہونگی۔ کیونکہ اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس طرح کمال صبر کرنے والوں کے لئے عظیم درجات اپنی رحمت اوران کے لئے ہدایت کا ذکر فرمایا ہے۔

آیت نمبر 157 اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ۔ترجمہ۔ یہی لوگ ہیں جن پر انکے رب کی طرف سے رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور یہی ہدایت پانے والے ہیں''۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ صبر کرنے والوں کے لئے رحمت و ہدایت ہے اور ماتم اور بے صبری کرنے والوں کے لئے اس کے برعکس لعنت و گمراہی ہی ہوسکتی ہے۔ لہذا اس سے ضرور بچیں اور دوسروں کو بچائیں اللہ کریم اپنے فضل و کرم سے ہدایت عطا فرمائے آمین ثم آمین۔ ماتم کرنا اور پیٹنا قاتل کوفیوں کیلئے سیدہ زینب کی بد دعا ہے اور ماتم کی نمائش یزید سے ہوئی

امام حسین رضی اللہ عنہ پر ماتم کی ابتداء یزید نے کی

منتہی الامال:

وجمعے نقل کردہ اند کہ یزید امر کرد کہ سر مطہر امام علیہ السلام را بر در قصر شوم او نصب کردند۔ واہل بیت را امر کرد کہ داخل خانہ او شوند چوں مخدرات اہل بیت عصمت و جلالت علیہم السلام داخل خانہ آں لعین شدند۔ زنانِ آل ابو سفیان زیورہائے خود را کندند۔ ولباس ماتم پوشیدند۔ وصدا بگریہ و نوحہ بلند کردند۔ وسہ روز ماتم داشتند۔

(منتہی الآمال جلد اول مقصد چہارم فصل ہشتم مصنف شیخ عباس قمی ص ۵۵ نوحہ کردن زنانِ آل ابوسفیان براہل بیت مطبوعہ ایران طبع جدید)

Marfat.com

ترجمہ:

ایک جماعت نے نقل کیا ہے۔ کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے سرِ انور کے متعلق یزید نے یہ حکم دیا۔ کہ اس کو یزید کے منحوس محل پر لٹکا دیا جائے۔ اور اہل بیت کو حکم دیا۔ کہ اس کے گھر داخل ہوں۔ جب مستورات اہل بیت رضی اللہ عنہن

اس لعین کے محل میں داخل ہوئیں۔ تو آل ابوسفیان کی عورتوں نے اپنے زیورات اتار دیئے۔ اور لباسِ ماتم پہن کے آواز نوحہ وگریہ وزاری بلند کرتی رہیں۔ اور تین روز ماتم کیا

ہندہ (یزید کی بیوی) نے اپنے خاوند، (یزید) کے حکم سے امام حسین کا ماتم کیا

ابو مخنف وغیرہ نے روایت کی ہے۔ کہ حکم یزید لعین سے سرِ مبارک سید الشہداء اس کے دروازۂ قصر پر آویزاں کیا گیا۔ اور اہل بیت آنحضرت کو اپنے محل بھجوایا۔ جب مخدرات اہل بیت عصمت وطہارت اس کے محل میں داخل ہوئے۔ عورات ابوسفیان نے اپنے زیورات اتار دیئے۔ اور لباسِ ماتم پہن کے آواز نوحہ وگریہ زاری بلند کی۔ اور تین روز ماتم رہا۔

(جلاء العیون اردو۔ جلد دوم ص ٩٥ ،، مطبوعہ شیعہ جنرل بک ایجنسی انصاف پریس لاہور طبع جدید)

ان موخر الذکر دو روایات سے معلوم ہوا۔ کہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ پر ماتم کا آغاز

Marfat.com

یزید کے گھر سے ہوا۔ اور یزید ہی کے حکم سے ہوا۔ اگرچہ مطلقاً ماتم کی ابتدا شیطان سے ہوئی۔ لیکن ماتم امام حسین کی ابتدا یزید نے کرائی۔ اس کے گھر سے شروع ہوئی لہٰذا مسلمانوں کو قطعاً یہ گوارا نہیں ہو سکتا۔ کہ ایسا فعل جس کا بانی مبانی ابلیس ہو۔ اور یزید نے اُسے پھر سے زندہ کیا۔ اس فعل کو کریں۔

مروجہ شیعی ماتم کے متعلق قرآن مجید، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور ائمہ اہل بیت کے فرمان

فرمان باری تعالیٰ

یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَکَ الْمُؤْمِنَاتُ یُبَایِعْنَکَ عَلٰی اَنْ لَّا یُشْرِکْنَ بِاللّٰہِ الخ۔ (پ ۲۸ ع ۶)

ترجمہ:

اے نبی مکرم! جب آپ کے حضور عورتیں حاضر ہو کر اس بات پر بیعت کریں۔ کہ وہ اللہ کے ساتھ شرک نہیں کریں گے۔ الخ

اصول کافی و تفسیر قمی:

فَقَامَتْ اُمُّ حَکِیْمٍ بِنْتُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا ھٰذَا الْمَعْرُوْفُ الَّذِیْ اَمَرَنَا اللّٰہُ اَنْ لَّا نَعْصِیَنَّکَ فِیْہِ فَقَالَ اَنْ لَّا تَخْمِشْنَ وَجْھًا وَلَا تَلْطِمْنَ خَدًّا وَلَا تَنْتِفْنَ شَعْرًا وَلَا تُمَزِّقْنَ جَیْبًا وَلَا تُسَوِّدْنَ ثَوْبًا وَلَا تَدْعُوْنَ بِالْوَیْلِ وَلَا یُقِیْمَنَّ عِنْدَ قَبْرٍ فَبَایَعَھُنَّ

عَلٰی هٰذِهِ الشُّرُوطِ۔

(۱) تفسیر قمی سورۃ ممتحنہ رکوع ۲ ص ۶۷۶ طبع قدیم)

(۲) اصول کافی جلد پنجم ص ۵۲۷ باب صفۃ سبایۃ النبی

ترجمہ

ام حکیم بنت حارث (جو اس وقت عکرمہ بن ابی جہل کے نکاح میں تھیں) کھڑی ہوئیں۔ اور پوچھنے لگیں۔ یا رسول اللہ! وہ "معروف" کیا ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے۔ کہ ہم آپ کی اس میں نافرمانی نہ کریں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ معروف یہ ہے۔ کہ تم چہروں پر خراشیں مت ڈالو۔ گالوں پر طمانچہ مت مارو۔ بالوں کو ہرگز نہ نوچو۔ گریبان نہ پھاڑو کپڑوں کو سیاہ مت کرو۔ ہائے ہائے نہ پکارو اور قبر کے نزدیک کھڑی نہ ہو دو۔ تو عورتوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان شرائط (کو قبول کرتے ہوئے) بیعت کرلی)

۱۔ فرمان رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم:

فروع کافی:

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالَ۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ضَرْبُ الْمُسْلِمِ یَدَهٗ عَلٰی فَخِذِهٖ عِنْدَ الْمُصِیْبَةِ اِحْبَاطٌ لِاَجْرِهٖ۔

(فروع کافی جلد سوم کتاب الجنائز باب الصبر و الجزع الخ ص ۲۲۴ طبع جدید)

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

نے فرمایا مصیبت کے وقت مسلمان کا اپنے ہاتھ رانوں پر مارنا اس کے اجر و ثواب کو ضائع کر دیتا ہے۔

۲۰۔ فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ۲:

قَالَ اَخْبَرَنِی عَمْرُو بْنُ شِمْرَ الْیَمَانِی یَرْفَعُ الْحَدِیْثَ اِلٰی عَلِیٍّ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ فَمَنْ صَبَرَ عَلَی الْمُصِیْبَۃِ اَعْطَاہُ اللّٰہُ تَعَالٰی ثَوَابَ ثَلٰثِ مِائَۃِ دَرَجَۃٍ مَا بَیْنَ الدَّرَجَۃِ اِلَی الدَّرَجَۃِ مَا بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس آدمی نے مصیبت پر صبر کیا۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے تین سو درجات عطا فرمائے۔ ایسے درجات کہ ان میں سے ہر دو درجوں کے درمیان اس قدر فاصلہ ہے۔ جتنا آسمان اور زمین کے

(اصول کافی جلد دوم ص ۹۱ کتاب ایمان والکفر باب الصبر مطبوعہ تہران طبع جدید)

(جامع الاخبار مصنفہ شیخ صدوق ص ۱۳۲ الفصل الحادی و السبعون مطبوعہ نجف اشرف)

قَالَ الرِّضَا عَلَیْہِ السَّلَامُ ...... یَابْنَ شَبِیْبٍ اِنْ بَکَیْتَ عَلَی الْحُسَیْنِ حَتّٰی تَسِیْلَ دُمُوْعُکَ عَلٰی خَدَّیْکَ غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ کُلَّ ذَنْبٍ اَذْنَبْتَہٗ صَغِیْرًا کَانَ اَوْ کَبِیْرًا قَلِیْلًا کَانَ اَوْ کَثِیْرًا۔

(عیون اخبار الرضا مصنفہ شیخ صدوق جلد اول ص ۲۲۲)

Marfat.com

فی کراھۃ السعی فی الحسانج یوم عاشورا
مطبوعہ حیدریہ نجف اشرف)

ترجمہ:

امام رضا رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اے ابن شبیب! امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر اگر تو اس قدر رویا کہ تیرے آنسو رخساروں تک بہہ نکلے تو اللہ تعالیٰ تیرے چھوٹے بڑے، تھوڑے اور زیادہ تمام گناہ معاف کر دے گا۔

فرمان رسول مقبول ۳: فروع کافی:

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِفَاطِمَۃَ اِذَا مِتُّ لَا تَخْمِشِیْ عَلَیَّ وَجْھًا وَلَا تَنْشُرِیْ عَلَیَّ شَعْرًا وَلَا تُنَادِیْ بِالْوَیْلِ وَالْعَوِیْلِ وَلَا تُقِیْمِیْ عَلَیَّ نَائِحَۃً

(فروع کافی جلد پنجم ص ۵۲۷ کتاب النکاح باب صفۃ مبایعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم مطبوعہ تہران طبع جدید)

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لخت جگر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا۔ بیٹی! جب میں انتقال کر جاؤں۔ تو میری وفات پر اپنا منہ نہ پیٹنا اپنے بال نہ کھولنا اور ویل عویل نہ کرنا۔ اور نہ ہی مجھ پر نوحہ کرنا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو کس قدر واضح الفاظ میں ارشاد موجود ہے۔ کہ میری فوتیدگی پر ایسے افعال نہ کرنا۔ جو شیعہ حضرات کے ہاں مروجہ ماتم میں کیے جاتے ہیں۔

Marfat.com

۴۔ فرمان امام محمد باقر رضی اللہ عنہ

عَنْ جَابِرٍ عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالَ قُلْتُ لَهٗ مَا
الْجَزَعُ؟ قَالَ اَشَدُّ الْجَزَعِ الصُّرَاخُ بِالْوَیْلِ
وَالْعَوِیْلِ وَلَطْمُ الْوَجْهِ وَجَزُّ الشَّعْرِ مِنَ النَّوَاصِیْ
وَمَنْ اَقَامَ النَّوَاحَةَ فَقَدْ تَرَكَ الصَّبْرَ وَاَخَذَ فِیْ
غَیْرِ طَرِیْقِهٖ وَمَنْ صَبَرَ وَاسْتَرْجَعَ وَحَمِدَ اللّٰهَ
عَزَّ وَجَلَّ فَقَدْ رَضِیَ بِمَا صَنَعَ اللّٰهُ وَوَقَعَ اَجْرُهٗ
عَلَی اللّٰهِ وَمَنْ لَمْ یَفْعَلْ ذٰلِكَ جَرٰی عَلَیْهِ الْقَضَاءُ وَ
هُوَ ذَمِیْمٌ وَاَحْبَطَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَجْرَهٗ۔

(فروع کافی جلد سوم ص ۲۲۲ کتاب الجنائز
باب الصبر والجزع والاستر
جاع طبع جدید)

ترجمہ:

جابر کہتے ہیں۔ میں نے حضرت امام جعفر علیہ السلام سے جزع کے متعلق پوچھا یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ شدید جزع یہ ہے۔ کہ کوئی شخص ویل عویل الفاظ چیخ کر نکالے۔ اور اپنے چہرہ کو پیٹے۔ پیشانی کے بال نوچے۔ اور جس نے نوحہ کیا۔ اس نے صبر کو چھوڑا۔ اور صحیح طریقہ کو چھوڑ کر دوسرے راہ چل پڑا اور جس نے صبر کیا۔ اور بوقت مصیبت استرجاع (انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھنا) کہا۔ اور اللہ کی حمد بیان کی۔ تو اس نے اللہ کو راضی

Marfat.com

کر لیا۔ اس کا اجر اللہ کے حضور ہے۔ اور جو بوقتِ مصیبت ایسا نہ کرے گا۔ اس پر حکم خداوندی تو ہو کر رہے گا۔ لیکن وہ قابلِ مذمت ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس کا ثواب و اجر ضائع کر دیا۔

مذکورہ فرمان سے درج ذیل امور ثابت ہوئے!

- مروجہ ماتم (زنجیر زنی کرنا، سینہ کوبی کرنا، منہ پر طمانچے مارنا) کرنے والا امام باقر کے فتویٰ کے مطابق اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے مردود ہے۔ اس کے تمام نیک اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔
- اس حدیث نے واضح کر دیا۔ کہ محرم الحرام وغیرہ میں شیعہ حضرات کا مروجہ ماتم کرنا ائمہ اہل بیت کے حکم کے خلاف ہے۔ اور اہل سنت و جماعت کا اس موقعہ پر قرآن خوانی کرنا اور صبر و تحمل کا دامن نہ چھوڑنا ائمہ اہل بیت کے حکم کے عین مطابق ہے۔ اور ہم دعویٰ سے کہتے ہیں۔ کہ اہل بیت و ائمہ اہل بیت سے سچی اور پکی عقیدت صرف اور صرف اہل سنت و جماعت کو ہے۔ اور ہم ہی ان کے صحیح تابع فرمان ہیں۔

۵۔ فرمانِ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ اِنَّ الصَّبْرَ وَالْبَلَاءَ یَسْتَبِقَانِ اِلَی الْمُؤْمِنِیْنَ فَیَأْتِیْہِ الْبَلَاءُ وَھُوَ صَبُوْرٌ وَاِنَّ الْجَزَعَ وَالْبَلَاءَ یَسْتَبِقَانِ اِلَی الْکَافِرِ فَیَأْتِیْہِ الْبَلَاءُ وَھُوَ جَزُوْعٌ۔

(۱۔ فروع کافی جلد سوم باب الصبر والجزع ص ۲۲۳ مطبوعہ تہران طبع جدید)

Marfat.com

ترجمہ: (۲۔ فروع کافی جلد اول ص ۷۵ طبع قدیم)

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ بے شک صبر اور مصیبت دونوں مومن کی طرف آتے ہیں۔ جب کوئی مصیبت اس پر آتی ہے۔ وہ اس وقت انتہائی صبر کرنے والا ہوتا ہے۔ اور جزع و بلا آگے پیچھے کافر کے پاس آتے ہیں۔ جب اس کے پاس مصیبت آتی ہے۔ تو وہ انتہائی رونے پیٹنے والا ہوتا ہے۔

۶۔ عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ یُصَابُ بِمُصِیْبَۃٍ فَیَسْتَرْجِعُ عِنْدَ ذِکْرِہِ الْمُصِیْبَۃَ وَیَصْبِرُ حِیْنَ تَفْجَاہُ اِلَّا غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَکُلَّمَا ذَکَرَ مُصِیْبَۃً فَاسْتَرْجَعَ عِنْدَ ذِکْرِ الْمُصِیْبَۃِ غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ کُلَّ ذَنْبٍ اِکْتَسَبَ فِیْمَا بَیْنَہُمَا۔

(فروع کافی جلد سوم کتاب الجنائز باب الصبر و الجزع الخ ص ۲۲۴ طبع جدید)

ترجمہ:

حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ جس آدمی کو کوئی مصیبت چھوٹے پھر وہ انا للہ و انا الیہ راجعون کہتا ہے۔ اور اس مصیبت پر صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے پہلے سب گناہ معاف کر دیتا ہے۔ اور بندہ جب کسی گزری مصیبت کو یاد کر کے انا للہ و انا الیہ راجعون کہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے وہ تمام گناہ معاف کر دیتا ہے۔ جو مصیبت کے آنے کے وقت سے انا للہ و انا الیہ راجعون الخ کہنے تک اس نے کیے ہوں گے۔

Marfat.com

۷۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا فرمان

فروع کافی:

عَنْ جَرَّاحِ الْمَدَائِنِيِّ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لَا يَصْلُحُ الصِّيَاحُ عَلَى الْمَيِّتِ وَلَا يَنْبَغِيْ وَلٰكِنَّ النَّاسَ لَا يَعْرِفُوْنَهٗ وَالصَّبْرُ خَيْرٌ۔ عَنْ عَلَاءِ بْنِ كَامِلٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَصَرَخَتْ صَارِخَةٌ مِنَ الدَّارِ فَقَامَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ جَلَسَ فَاسْتَرْجَعَ وَعَادَ فِيْ حَدِيْثِهٖ حَتّٰى فَرَغَ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ اِنَّا لَنُحِبُّ اَنْ نُعَافٰى فِيْ اَنْفُسِنَا وَاَوْلَادِنَا وَاَمْوَالِنَا فَاِذَا وَقَعَ الْقَضَاءُ فَلَيْسَ لَنَا اَنْ نُحِبَّ مَا لَمْ يُحِبَّ اللّٰهُ لَنَا۔

(فروع کافی جلد سوم کتاب الجنائز باب الصبر والجزع الخ

ص ۲۲۶ طبع جدید)

ترجمہ:

جراح المدائنی نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا۔ میت پر چیخنا چلانا درست نہیں۔ اور لوگوں کو یہ نہ کرنا چاہیے لیکن لوگ اس کی وقعت کو جانتے نہیں۔ صبر ہر حال میں سب سے بہتر ہے۔ علاء بن کامل سے روایت ہے۔ کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا تو گھر سے ایک عورت کے چیخنے کی آواز آئی۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

Marfat.com

کھڑے ہو گئے۔ پھر بیٹھے۔ اور انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پڑھا پھر سے اپنی گفتگو شروع کر دی۔ یہاں تک آپ گفتگو مکمل کر چکے۔ پھر فرمایا۔ ہمیں یہ بات بہت پسند ہے۔ کہ ہم اپنی جانوں، مالوں اور اولادوں کے بارے میں برائی سے بچیں۔ جب اللہ کی تقدیر آ جائے۔ تو ہمیں یہ بات بہت پسند ہونا چاہیئے۔ جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ اور اس کی ناپسند سے بچنا چاہیئے۔

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا فرمان

۸۔ اصول کافی:

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ اَلصَّبْرُ مِنَ الْاِیْمَانِ بِمَنْزِلَۃِ الرَّأْسِ مِنَ الْجَسَدِ فَاِذَا ذَھَبَ الرَّأْسُ ذَھَبَ الْجَسَدُ کَذٰلِکَ اِذَا ذَھَبَ الصَّبْرُ ذَھَبَ الْاِیْمَانُ۔

(اصول کافی جلد دوم ص ۸۷ کتاب الایمان والکفر باب الصبر مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ:

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ صبر کا ایمان سے ایسا تعلق ہے۔ جیسا جسم انسانی کے ساتھ سر کا۔ جب سر نہ رہے۔ جسم نہیں رہتا۔ اور جب صبر نہ رہے۔ ایمان نہیں رہتا۔

۹۔ فرمان امام زین العابدین رضی اللہ عنہ

Marfat.com

جامع الاخبار:

عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ قَالَ الصَّبْرُ مِنَ الْإِيمَانِ بِمَنْزِلَةِ الرَّأْسِ فِي الْجَسَدِ وَلَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا صَبْرَ لَهُ۔

(جامع الاخبار مصنف شیخ صدوق ص ۱۳۲ الفصل

الحادی والسبعون فی الصبر)

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ صبر کا مقام ایمان میں ایسا ہے۔ جیسا کہ سر کا آدمی کے جسم میں۔ وہ بے ایمان ہے۔ جس کے ہاں صبر کی صفت نہیں۔

۱۰ فرمانِ امام حسین رضی اللہ عنہ

فَقَالَتْ وَا ثُكْلَاهُ لَيْتَ الْمَوْتَ أَعْدَمَنِي الْحَيَاةَ الْيَوْمَ مَاتَتْ أُمِّي فَاطِمَةُ وَأَبِي عَلِيٌّ وَأَخِي الْحَسَنُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ يَا خَلِيفَةَ الْمَاضِينَ وَثِمَالَ الْبَاقِينَ فَنَظَرَ إِلَيْهَا الْحُسَيْنُ ع فَقَالَ لَهَا يَا أُخَيَّةُ لَا يُذْهِبَنَّ حِلْمَكِ الشَّيْطَانُ .... وَقَالَ لَهَا إِيهًا يَا أُخْتَاهُ اتَّقِي اللهَ وَتَعَزَّيْ بِعَزَاءِ اللهِ وَاعْلَمِي أَنَّ أَهْلَ الْأَرْضِ يَمُوتُونَ وَأَنَّ أَهْلَ السَّمَاءِ لَا يَبْقُونَ .... جَدِّي خَيْرٌ مِنِّي وَأَبِي خَيْرٌ مِنِّي وَأُمِّي خَيْرٌ مِنِّي وَأَخِي خَيْرٌ مِنِّي وَلِي وَلِكُلِّ مُسْلِمٍ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُسْوَةٌ فَعَزَّاهَا بِهٰذَا وَنَحْوِهِ وَقَالَ لَهَا يَا أُخَيَّةُ إِنِّي أَقْسَمْتُ عَلَيْكِ فَأَبِرِّي قَسَمِي لَا تَشُقِّي عَلَيَّ جَيْبًا وَلَا تَخْمِشِي عَلَيَّ وَجْهًا وَلَا تَدْعِي عَلَيَّ بِالْوَيْلِ وَالثُّبُورِ۔

Marfat.com

(۱- الارشاد للشیخ مفید ص ۲۳۲ فی مکالمۃ الحسین علیہ السلام مع اختہ زینب مطبوعہ قم (۲- اعلام الورٰی مصنفہ فضل ابن حسن طبرسی ص ۲۳۶ امر الامام اختاہ زینب بالصبر

ترجمہ:

جس وقت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ میدان کربلا میں اپنے خیمہ سے نکل کر یزیدیوں کے مقابلہ کے لیے جانے لگے۔ تو آپ کی ہمشیرہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہ کہنے لگیں) ہائے افسوس! کاش میری موت آجاتی اور آج کے دن میں یہ حالات نہ دیکھتی۔ میری والدہ جنابہ فاطمہ میرے والد جناب علی، میرے بھائی جناب حسن رضی اللہ عنہم دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اے گزرے لوگوں کے خلیفہ! اے آنے والوں کے سرمایہ!

امام حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت زینب کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ اے پیاری بہن! آپ کے صبر کو کہیں شیطان نہ لوٹ لے......اور فرمایا۔ اے ہمشیرہ! خوف خدا اپناؤ۔ اور اللہ کے بتلائے ہوئے طریقے کے مطابق تعزیت کرو۔ خوب سمجھ لو۔ تمام اہل زمین مر جائیں گے۔ اہل آسمان باقی نہ رہیں گے .... میرے نانا، میرے بابا، میری والدہ اور میرے بھائی سب مجھ سے بہتر تھے۔ میرے اور ہر مسلمان کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور آپ کی ہدایات ایک بہترین نمونہ ہیں۔ تو انہی کے طریقہ کے مطابق تعزیت کرنا۔ اور فرمایا۔ اے اماں جائی میں تجھے قسم دلاتا ہوں۔ میری قسم کی لاج رکھتے ہوئے اسے پورا کر دکھانا۔ میرے مرنے پر اپنا گریبان نہ پھاڑنا۔ اور میری موت پر اپنے چہرہ کو نہ خراشنا۔ اور نہ ہی ہلاکت و بربادی کے الفاظ بولنا۔

مروجہ ماتم کے ممنوع اور حرام ہونے پر امام حسین رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد کتنا واضح

Marfat.com

اور غیر مبہم ہے

۱۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان

ماتم سے نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں

نہج البلاغہ:

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَنْزِلُ الصَّبْرُ عَلَى قَدْرِ الْمُصِيبَةِ وَمَنْ ضَرَبَ يَدَهُ عَلَى فَخِذِهِ عِنْدَ مُصِيبَةٍ حَبِطَ عَمَلُهُ۔

(نہج البلاغہ ص ۴۹۵ باب المختار من حکم امیر المومنین علیہ السلام حکم ۱۴۴ مطبوعہ بیروت طبع جدید حجم صغیر)

ترجمہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ صبر کا نزول مصیبت کی مقدار پر ہوتا ہے۔ (یعنی جتنی بڑی مصیبت آتی ہے۔ اتنا ہی بڑا صبر درکار ہوتا ہے۔) جس نے بوقت مصیبت اپنے رانوں پر ہاتھ مارے۔ تو اس کے تمام اچھے اعمال ضائع ہو گئے۔

۱۲۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کا فرمان:

اے سکینہ تو بہت جلد میرے پاس آ۔ تاکہ میں تجھ کو اس طرح وداع کروں۔ جیسے مرنے والا وداع کیا جاتا ہے۔ میں تجھ کو وصیت کرتا

Marfat.com

بحال اس فرزند صغیر کے بارے میں اور بعد اس کے عیال و یتیموں اور ہمسایوں کے باب میں کرسب کے ساتھ سلوک کرنا اور رجبکہ میں قتل ہو جاؤں تو تم اپنی چادر اور گریبان مت پھاڑنا اور نالہ و فریاد کر کے نہ رونا۔ بلکہ اے سکینہ حکم الہیٰ پر صبر کرنا کیونکہ ہم صاحبانِ صبر اور اہل احسان ہیں۔ مجھے اپنے باپ اور دادا اور بھائی کی اقتدا کرنی چاہیئے۔ جب ان کے حقوق کو اہل طغیان و غضب نے غارت کیا۔ (ذبح عظیم ص ۲۸۸ جناب حسین کی تنہائی اور بے کسی کے حالات مطبوعہ کتب خانہ اثنا عشری لاہور منزل حویلی)

فرمانِ شیرِ خدا رضی اللہ عنہ (۱۳۲ نمبر فرمان)

نہج البلاغہ:

وَمِنْ كَلَامِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ قَالَهٗ وَهُوَ يَلِي غُسْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَتَجْهِيْزَهٗ۔ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدِ انْقَطَعَ بِمَوْتِكَ مَا لَمْ يَنْقَطِعْ بِمَوْتِ غَيْرِكَ مِنَ النُّبُوَّةِ وَالْاَنْبَاءِ وَاَخْبَارِ السَّمَاءِ خَصَّصْتَ حَتّٰى صِرْتَ مُسَلِّيًا عَمَّنْ سِوَاكَ وَعَمَّمْتَ حَتّٰى صَارَ النَّاسُ فِيْكَ سَوَاءً وَلَوْلَا اَنَّكَ اَمَرْتَ بِالصَّبْرِ وَنَهَيْتَ عَنِ الْجَزْعِ لَاَنْفَدْنَا عَلَيْكَ مَاءَ الشُّؤُوْنِ (نہج البلاغہ خطبہ ۲۲۵ ص ۳۵۵ مطبوعہ بیروت طبع جدید

جب آپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل دے کر کفنانے لگے۔ تو فرمایا (میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ آپ کی وفات سے نبوت، وحی، آسمان کی خبریں منقطع ہو گئیں۔ جو کہ آپ کے غیر کے مرنے سے نہ ہوئی تھیں۔ آپ مصیبت پہنچانے پر مخصوص ہوئے۔ حتیٰ کہ اپنے غیر

کی مصیبت سے ہمیں مطمئن کر دیا۔ (آپ کی وفات سے جو مصیبت ہم پر پڑی ہے دوسرے کی موت میں یہ رنج واندوہ کہاں) آپ کی مصیبت ایک عام مصیبت ہے۔ حتیٰ کہ لوگ آپ کی مصیبت سے یکساں دلگیر رہے ہیں۔ اور اگر آپ صبر کا حکم نہ دیتے۔ جزع فزع سے منع نہ فرماتے تو ہم اس مصیبت پر مجرائے اشک کا پانی انتہا کو پہنچا دیتے (آنکھ اور دماغ کی تمام رطوبتیں قربان کر دیتے)

(ترجمہ نیرنگ فصاحت ص ۳۲۷ مطبوعہ یوسفی دہلی طبع قدیم)

۱۴) علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ایک اور فرمان:

من لایحضرہ الفقیہ:

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِفَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ حِيْنَ قُتِلَ جَعْفَرُ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ لَا تَدْعِيْ بِوَيْلٍ وَلَا ثُكْلٍ وَلَا حُزْنٍ وَلَا حَرَبٍ وَمَا قُلْتِ فِيْهِ فَقَدْ صَدَقْتِ۔

(من لایحضرہ الفقیہ ص ۵۶ فی العزاء والجزع عند المصیبت مطبوعہ لکھنؤ طبع قدیم)

(من لایحضرہ الفقیہ ص ۱۱۲ جلد اوّل مطبوعہ تہران طبع جدید۔ تعزیۃ والجزع الخ)

ترجمہ:

حضرت جعفر بن ابی طالب کی شہادت کے وقت حضرت علی

Marfat.com

رضی اللہ عنہ نے اپنی زوجہ مطہرہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا۔
کسی کی موت پر اور کسی کے دوران جنگ شہید ہو جانے پر غم کھاتے
ہوئے واویلا کے ساتھ ماتم نہ کرنا۔ اور جو کچھ اس کے بارے میں
میں نے کہا ہے۔ وہ سچ کہا ہے۔

جلاء العیون: (۵ا ہز فرمان)

چوں نالہ و بیقراری ایشاں را مشاھدہ نمود فرمود کہ شمارا بخدا سوگند
می دہم کہ صبر پیش آورید۔ ودست از جزع و بیتابی بردارید۔

(جلاء العیون ص ۵۱۵ توجہ آنحضرت بجاب مکہ
مطبوعہ تہران طبع جدید)

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ جب مدینہ منورہ سے کوفہ جانے کے لیے
مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے۔ تو اس وقت بنی ہاشم کی عورتوں کی
بیقراری نالہ و فغاں سنا۔ تو فرمایا۔ میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں۔ کہ
صبر کو اختیار کرو اور جزع (مروجہ ماتم) و بیتابی سے ہاتھ اٹھالو۔

۲ جلاء العیون:

چوں زینب خاتون ایں خبر وحشت اثر را شنید طمانچہ بروئے خود زدو
فریاد و واویلا بلند کرد حضرت فرمود کہ اے خواہر گرامی ویں عذاب برائے
تو نیست برائے دشمنانِ تست صبر کن و بزاری دشمناں را برمن شاد
مگرداں۔

(جلاء العیون ص ۵۴۹ مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ:

(امام حسین رضی اللہ عنہ نے جب اپنی ہمشیرہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا

Marfat.com

کو اپنا خواب تبلایا) اور جب سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے یہ وحشت ناک خواب سُنا۔ تو اپنا منہ پیٹ لیا۔ فریاد کی۔ اور واویلا بلند کیا امام حسین رضی اللہ عنہ نے (یہ دیکھ کر) فرمایا۔ اے گرامی ہمشیرہ! ویل اور عذاب تمہارے لیے نہیں۔ تمہارے دشمنوں کے لیے ہے۔ تم صبر کرو اور دشمنوں کو اس جزع فزع پر راضی نہ کرو۔

۳۔ جلاء العیون:

فرمود اے خواہر با جان برابر حلم و بردباری پیشہ خود کن و شیطان را بر خود تسلط مدہ و بر قضائے حق تعالیٰ صبر کن۔ (جلاء العیون ص ۵۵۲ وقائع شب عاشورہ مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ:

(میدان کربلا میں مختلف عزیز و اقارب کی شہادت پر جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے جزع فزع کیا۔ تو اس موقعہ پر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا) اے ہمشیرہ! حلم اور بردباری سے کام لو۔ اور شیطان کو اپنے اوپر تسلط نہ دو۔ اور خدا کی قضاء پر راضی ہو کر صبر کرو۔

۴۔ جلاء العیون:

گفت اے خواہر نیک احتراز خدا ترس و بر قضائے حق تعالیٰ راضی شو

(جلاء العیون ص ۵۵۲ وقائع شب عاشورہ مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ:

(محرم الحرام کی دسویں شب جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو امام حسین

رضی اللہ عنہ نے جزع فزع کرتے دیکھا۔ تو فرمایا) اے نیک بہن! اللہ کا خوف رکھو۔ اور اللہ کی رضا پر راضی ہو جاؤ۔

حاصل کلام:

مذکورہ چار عدد حوالہ جات سے (جو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہیں) معلوم ہوا۔ کہ جزع فزع (مروجہ ماتم) منع ہے۔ یہ بات آپ نے خدا کی قسم اٹھا کر فرمائی۔ اس کی بجائے صبر و شکر کرنا شیوۂ نیکوکاراں ہے۔

۱۶ مروجہ ماتم کرنے والا نیکیاں ضائع کر بیٹھتا ہے:

پس حضرت فرمود کہ یا علی بقبر پائیں رو فرزند مرا در لحد گزار۔ حضرت امیر المؤمنین داخل قبر شد۔ وآں طائر قدسی را در آشیاں لحد گزاشت۔ پس مردم گفتند۔ کہ سزاوار نیست احدی را کہ فرزند خود را در لحد گزارد۔ و در قبر فرزند خود داخل شود۔ زیراکہ حضرت رسول داخل قبر فرزند خود نشد۔ پس حضرت فرمود۔ کہ ایھا الناس! بر شما حرام نیست۔ داخل قبر ہائے فرزند خود بشوید۔ ولیکن من ایمن نیستم کہ اگر یکے از شما داخل قبر فرزند خود شود و بند ہائے کفن او را بکشاید۔ از آنکہ شیطان بر او مسلط شود و او را بدارد بر جزعی کہ باعث حبط اجر او شود۔ پس حضرت از نزدیک قبر مراجعت نمود......

و کلینی بسند معتبر دیگر از حضرت صادق روایت کردہ است۔ کہ چوں حضرت ابراہیم از دنیا رحلت نمود۔ آب از دیدہ ہائے مبارک حضرت رسول فرو ریخت و فرمود کہ دیدہ میگرید و دل اندوہناک می شود و نمی گویم چیزے کہ باعث غضب پروردگار گردد۔ پس خطاب کرد با ابراہیم ما بر تو اندو

Marfat.com

ہناکیم آئ ابراہیم۔ (حیات القلوب جلد دوم ص ۱۰۲۴ تا ۱۰۲۵ باب
پنجاہ و یکم ذکر اولاد امجاد آنحضرت مطبوعہ
نولکشور طبع قدیم)

ترجمہ:
پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو فرمایا۔ قبر کی پائنتی سے اتر کر میرے بیٹے کو لحد میں اتارو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ قبر میں اترے۔ اور اس قدسی پرندہ کو آشیانۂ لحد میں چھوڑا۔ لوگوں نے کہا۔ کہ کسی شخص کے لیے یہ جائز نہیں۔ کہ اپنے فرزند کو لحد میں داخل کرے۔ اور اس کی قبر میں داخل ہو جائے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بیٹے کی قبر میں داخل نہ ہوئے۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگو! تمہارے لیے اپنے بیٹوں کی قبروں میں داخل ہونا حرام نہیں۔ لیکن مجھے یہ خطرہ ہے۔ کہ اگر کوئی آدمی اپنے بیٹے کی قبر میں داخل ہو کر اس کے کفن کی گرہ کھول دے۔ اور شیطان اس پر مسلط ہو جائے۔ اور وہ اپنے بیٹے کو دیکھ کر جزع فزع کرنے لگے۔ جس کی وجہ سے اس کا تمام ثواب ضائع ہو جائے۔ یہ کہہ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبر سے ذرا ہٹ گئے۔

کلینی نے ایک اور معتبر سند کے ساتھ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لخت جگر حضرت ابراہیم دنیا سے رحلت فرما گئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اور آپ نے فرمایا۔ آنکھیں رو رہی ہیں۔ اور دل غم ناک ہے۔ لیکن میں کوئی ایسی بات نہیں کرنا چاہتا جس سے اللہ تعالیٰ کو غصہ آ جائے۔ یہ کہہ کر اپنے لخت جگر کو مخاطب کر کے فرمایا۔ اے ابراہیم! ہم تیری وفات پر غم ناک ہیں۔

۷۔ مجمع المسائل:

Marfat.com

"در تعزیہ داری حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اگر شخص زخمے مثل تیغ،
وغیرہ بر خود بزند کہ ضرر باشد بر بدنش۔ حرام است"

(مجمع المسائل ص ۲۲۱)

ترجمہ:

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی تعزیہ داری میں اگر کسی شخص کسی قسم کا کوئی زخم تلوار وغیرہ سے اپنے بدن پر لگایا جس سے اس کے جسم کو نقصان پہنچا۔ تو اس کا یہ فعل حرام ہے۔

زدح اللہ خمینی کے اس فتوے سے واضح طور پر معلوم ہو گیا۔ کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے تعزیہ پر ماتم کرنا زنجیر زنی وغیرہ کسی طور پر بھی جسم پر زخم کرنا حرام ہے

واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم

۱۸۔ ماتم کرنے والے پر کفارہ واجب ہے

توضیح المسائل:

مسئلہ ۶۲۴:

جائز نیست انسان در مرگِ کسی صورت و بدن را بخراشد و بخود لطمہ بزند۔

مسئلہ ۶۲۵:

پارہ کردن لیقہ در مرگِ غیرِ پدر و برادر جائز نیست۔

مسئلہ ۶۲۶:

اگر مرد در مرگِ زن یا فرزند لیقہ یا لباس خود را پارہ کند۔ یا اگر زن در عزائے میت صورت خود را بخراشد بطوریکہ خون بیاید۔ یا موئے خود را بکند۔ باید یک بندہ آزاد کند۔ یا دہ فقیر را طعام دہد۔ یا آنہا را بپوشاند۔ و اگر نتواند باید

Marfat.com

سہ روز روزہ بگیرد۔ بلکہ اگر خون ہم نیاید۔ بنا بر احتیاط واجب بایں دستور عمل نماید۔

(توضیح المسائل مصنفہ روح اللہ موسوی خمینی ص ۱۷

مستحبات دفن مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ مسئلہ ۶۲۴:

کسی کی فوتیدگی پر کسی انسان کے لیے اپنے بدن کو چھیلنا، اپنی شکل و چہرہ کو چھیلنا اور منہ پر طمانچہ مارنا جائز نہیں۔

ترجمہ مسئلہ نمبر ۶۲۵

اپنے باپ یا بھائی کی فوتیدگی پر علاوہ کسی دوسرے کی فوتیدگی پر گریبان چاک کرنا جائز نہیں ہے۔

ترجمہ مسئلہ ۶۲۶:

اگر کوئی خاوند اپنی بیوی کی موت پر اپنا گریبان اپنا لباس چاک کرے گا۔ یا کوئی عورت کسی میت کی تعزیت کرتے ہوئے اپنا چہرہ اتنا زخمی کر لے کہ اس سے خون بہہ نکلے یا اپنے بالوں کو نوچے۔ تو ان میں سے ہر ایک پر ایک غلام آزاد کرنا ضروری ہے۔ یا دس فقیروں کو کھانا کھلانا ضروری ہے، یا دس فقیروں کو کپڑے پہنانا لازمی ہے۔ اگر ان میں کسی کفارہ کی طاقت نہ رکھے۔ تو تین دن کے روزے رکھے۔ بلکہ اگرچہ چہرہ پر خراشنے سے خون نہ بھی نکلے۔ تو بھی از روئے احتیاط اس طریقہ (کفارہ) کو اپنانا چاہیے۔

شیعہ لوگوں کے ہاں جو فقہ مروج ہے۔ اس کے تین مسائل جو اوپر درج کیے گئے۔ ان سے واضح ہو گیا۔ کہ مروجہ ماتم ان کی فقہ میں بھی ایک حرام فعل ہے۔ جس کی حرمت واضح دلیل یہ ہے۔ کہ اس پر ان کے فقہاء نے کفارہ واجب کیا۔ اور کفارہ کسی جرم اور گناہ

Marfat.com

بھی ہوتا ہے۔ لہذا ماتم کرنے والے پر کفارہ کا وجوب اس فعل ماتم کو جرم اور گناہ ثابت کرتا ہے۔ اپنی فقہ سے لازماً شیعہ علماء اور ذاکرین بے خبر نہ ہوں گے۔ جانتے ہوئے پھر عوام کو اس فعلِ قبیح اور موجب کفارہ سے لوگوں کو روکنے کی تبلیغ کیوں نہیں کرتے بلکہ روکنے کی بجائے وہ مروجہ ماتم پر بہت سے انعامات اور اجر و ثواب کا وعدہ سناتے ہیں۔ جن کی کوئی حقیقت اور جن میں کوئی صداقت نہیں ہوتی۔ لہذا اگر کسی شیعہ کو اس فعل قبیح کے بارے میں ذاکرین نے اندھیرے میں رکھا۔ تو ہم نے انہیں چراغ دکھا دیا ہے۔ آگے اس کی روشنی میں چلنا نہ چلنا ان کی مرضی۔

وما علینا الا البلاغ

۱۹ مروجہ ماتم کے رد میں امام خمینی اور ایرانی صدر خامنائی کا فتوے

مروجہ ماتم یعنی سینہ کوبی، اور طمانچہ زنی شیعہ وسنی، سب کے ہاں بالاتفاق ناجائز و حرام ہے۔ کتب اہل سنت میں تو اس کے حوالہ جات کی کمی نہیں لیکن مدعیٔ ماتم کے نزدیک چونکہ کتب اہل سنت، قابل بحث نہیں۔ اس لیے فقیر نے مناسب خیال کیا ہے کہ شیعہ کے موجودہ دور کے منتہٰ امام بلکہ بقول اہل تشیع "آیت اللہ العظمیٰ" (اللہ کی بہت بڑی نشانی) جناب خمینی صاحب اور ایران کی شیعہ حکومت کے شیعہ صدر جناب خامنائی کا ایک فتویٰ جو روزنامہ جنگ ۲۰ محرم الحرام ۱۴۰۵ھ ۱۶ اکتوبر ۱۹۸۴ء بروز منگل جلد پنجم کالم نمبر ۲ میں شائع ہوا۔ قارئین کو گوش گزار کر دیا جائے فتویٰ کا مضمون درج ذیل ہے۔

یوم عاشور منانے کے مروجہ طریقے غیر اسلامی ہیں (خامنائی)

تہران خصوصی رپورٹر:

ایران کے صدر نے کہا کہ یوم عاشور پر امام حسینؓ کی یاد تازہ کرنے کے مروجہ طریقے یکسر غلط اور غیر اسلامی ہیں۔ اسلام آباد کے ایک انگریزی روزنامہ کے مطابق ایران میں ممتاز

Marfat.com

جمعہ کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ یہ طریقہ نمود و نمائش اور غیر اسلامی اصولوں پر مبنی ہے فضول خرچی اور اسراف ہیں امام حسین کے راستے سے دور کر دیتا ہے۔ انہوں نے علم اور تعزیہ کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ خواہ محراب و گنبد کی شکل ہی میں کیوں نہ ہو یاد تازہ کرنے کی اسلامی شکل نہیں۔ ان نمائشی چیزوں پر رقم خرچ کرنا حرام اور عاشور کی روح کے منافی ہے۔ کیونکہ یہ دن تفریح کا دن نہیں ہے۔ امام خمینی کے فتویٰ کا حوالہ دیتے ہوئے صدر خامنائی نے کہا مذہبی تقریبات کے دوران لاؤڈ سپیکر کا استعمال مدہم ہونا چاہیے اور عزاداری کے مفادات پر بھی پڑوسیوں کو کوئی تکلیف نہیں پہنچنی چاہیے۔ لوگوں کو ماتم کرنے پر کسانا نہیں چاہیے۔ اور نہ ہی یہ رسم لوگوں کے لیے تکلیف دہ ہونی چاہیے

توضیح: قارئین کرام آپ نے دیکھ لیا کہ مروجہ ماتم جو علم و تعزیہ کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ اس کو شیعہ کے دو اماموں نے نمود و نمائش اور غیر اسلامی قرار دیا ہے۔ روح اسلام کے خلاف گردانا ہے اور اس پر رقم خرچ کرنے کو حرام قرار دیا ہے۔ یہ فتویٰ ان لوگوں کا ہے جن کو تو کسی تقیہ کی ضرورت ہے۔ اور نہ ہی ان پر مفہوم تقیہ صادق آتا ہے معلوم ہوا کہ اہل تشیع کا مروجہ ماتم کو اپنا شعار اور طریقہ بنا لینا سراسر غلط اور بے اصل و بے بنیاد ہے۔ نیز محافل محرم کے بھی خلاف ہے۔ امام خمینی نے اپنی مشہور کتاب "کشف الاسرار" میں یوں لکھا ہے

۲۰۔ **کشف الاسرار:** یک نظری بعزاداری اینجا باید گفتنی هم در خصوص عزاداری و مجالسی که بنام حسین بن علی بپا میشود بگوئیم۔ ما و هیچ دینداران نمیگوئیم که با این اسم هر کس هر کاری میکند خوب است۔ چه بسا علما بزرگ و دانشمندان بسیاری از این کارها را ناروا دانسته و بوت خود از آن جلوگیری کردند۔ چنانچه همه میدانم که دولیست و چند سال پیش از این عالم عالی بزرگوار مرحوم حاج شیخ عبدالکریم که از بزرگ ترین روحانیین شیعه بود در قم شبیه خوانی را منع کرد و دیگی از مجالس بزرگ را مبدل بروضه خود کرد و روحانیین و دانشمندان دیگر هم چیزهای بر خلاف

Marfat.com

دستور دین بودہ منع کردہ ومیکند (کشف الاسرار ص ۱۷۳ مطبوعہ تہران درذکر جواب دیگر اعتراض)

ترجمہ: اس مقام پر ایک آدھ بات خاص کر عزاداری اور ان مجالس کے بارے میں ہونی چاہیئے جو امام حسین بن علی کے نام پر منعقد ہوتی ہیں۔ ہم اور تمام دیندار لوگ یہ نہیں کہیں گے کہ اس نام کے ساتھ جو بھی کوئی کام کرتا ہے اچھا کرتا ہے۔ اس لیے کہ بہت سے بزرگ علماء اور دانشمندوں نے ان کاموں کو ناروا کہا اور سمجھا ہے۔ حتیٰ کہ ان سے علیحدگی اختیار کرلی ہے۔ جیسا کہ تمام لوگ جانتے ہیں کہ آج سے بیس سال سے زائد عرصہ ہوا کہ ایک بہت بڑے عالم عامل جناب شیخ عبدالکریم حاجی مرحوم جو شیعہ برادری میں ایک اعلیٰ مقام رکھتے ہیں نے قم میں شبیہ خوانی کو منع کیا اور ایک بہت بڑی مجلس کو روضہ خوانی کی مجلس میں تبدیل کر دیا۔ اسی طرح کا روحانی مقام رکھنے والے دیگر دانشمندوں نے بھی ان کاموں سے منع کیا ہے۔ جو دین کے خلاف تھے۔ اور وہ اب بھی ایسا کرتے ہیں۔

امام خمینی کے اس بیان کے بعد مروجہ ماتم کے حرام و ناجائز ہونے میں بھی کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہ جاتا اور اس سے بھی زیادہ توضیح مروجہ ماتم کے حرام ہونے پر ان کی کتاب "تحریر الوسیلہ" میں، اور توضیح المسائل میں یوں مذکور ہے۔

۱۔ تحریر الوسیلہ: وَلَا يَجُوْزُ اللَّطْمُ وَالْخَدْشُ وَجَزُّ الشَّعْرِ وَنَتْفُهُ وَالصُّرَاخُ الْخَارِجُ عَنْ حَدِّ الْاِعْتِدَالِ عَلَى الْاَحْوَطِ وَلَا يَجُوْزُ شَقُّ الثَّوْبِ عَلٰى غَيْرِ الْاَبِ وَالْاَخِ بَلْ فِيْ بَعْضِ الْاُمُوْرِ الْمَذْكُوْرَةِ تَجِبُ الْكَفَّارَةُ فَفِيْ جَزِّ الْمَرْاَةِ شَعْرَهَا فِي الْمُصِيْبَةِ كَفَّارَةُ شَهْرِ رَمَضَانَ وَفِيْ نَتْفِهٖ كَفَّارَةُ الْيَمِيْنِ وَكَذَا تَجِبُ كَفَّارَةُ الْيَمِيْنِ فِيْ خَدْشِ الْمَرْاَةِ وَجْهَهَا اِذَا اَدْمَتْ بَلْ مُطْلَقًا عَلَى الْاَحْوَطِ وَفِيْ شَقِّ الرَّجُلِ ثَوْبَهٗ فِيْ مَوْتِ زَوْجَتِهٖ اَوْ وَلَدِهٖ وَهِيَ اِطْعَامُ عَشَرَةِ

مَسَاکِیْنَ اَوْ کِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ وَاِنْ لَّمْ یَجِدْ
فَصِیَامُ ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ ۔ (تحریر الوسیلہ جلد اول ص ۹۰ باب فی نقل المیت مطبوعہ تہران مکتبہ ایران ۱۳۷۶ھ)

ترجمہ :- اور جائز نہیں ہے طمانچے مارنا اور کھرچنا بالوں کو کھینچنا اور نوچنا! ور حدِ اعتدال سے زیادہ آواز نکالنا۔ اور جائز نہیں کپڑوں کو پھاڑنا سوائے باپ اور بھائی کے۔ بلکہ بعض امور مذکورہ میں کفارہ واجب ہوتا ہے تو اگر عورت مصیبت میں بالوں کو کھینچے تو اس پر ایک ماہ کے روزے بطورِ کفارہ واجب ہیں۔ اور اگر نوچے تو کفارہ یمین واجب ہے۔ اور اسی طرح جب عورت اپنے چہرے کو چھیلے تو بھی اس پر کفارۂ یمین واجب ہے۔ جبکہ خون نکل آئے۔ بلکہ زیادہ احتیاط اسی میں ہے کہ اس کو مطلق قرار دیا جائے۔ (یعنی خون نکلے یا نہ نکلے) اور کوئی مرد اپنی بیوی یا بیٹے کی موت پر کپڑے پھاڑے تو اس پر دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا دس مسکینوں کو کپڑے دینا واجب ہیں۔ اور اگر یہ نہ پائے تو تین روزے رکھے۔

۲۲ توضیح المسائل :

مستحب ہے کہ انسان اپنے عزیزوں کی موت پر خصوصاً بیٹے کی موت پر صبر کرے۔ یعنی جس وقت یہ یاد آئے۔ تو اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ ۔ اور میت کے لیے قرآن پڑھے۔ اور ماں باپ کی قبر پر خداوند تعالیٰ سے اپنی حاجت طلب کرے۔ اور قبر پختہ بنائے تاکہ جلدی خراب نہ ہو۔ جائز نہیں کہ انسان کسی کی موت پر اپنے چہرے کو خراشے یا اپنے آپ کو طمانچے مارے۔ باپ اور بھائی کے علاوہ کسی کی موت پر گریبان چاک کرنا جائز نہیں۔ اگر شوہر بیوی یا بیٹے کی موت پر گریبان چاک کرے اور کپڑے پھاڑے۔ یا اگر عورت کسی کی میت پر اپنے چہرے کو اس طرح خراشے

Marfat.com

کہ خون آ جائے یا بال نوچے تو اسے ایک غلام آزاد کرنا یا دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا انہیں لباس دینا پڑے گا۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو تین دن روزے رکھے۔ بلکہ اگر خون نہ بھی نکلے تو احتیاطاً واجب ہے کہ اس دستور پر عمل کرے۔ احتیاطاً واجب یہ ہے کہ کسی میت پر آواز کو زیادہ بلند نہ کرے۔ (توضیح المسائل مترجم ص ۱۰۱ تذکرہ مستحبات دفن مصنفہ امام خمینی ناشر سازمان تبلیغات اسلامی شعبہ روابط بین الملل)

وضاحت:

امام خمینی نے مروجہ ماتم یعنی کپڑے پھاڑنے زور زور سے نیچے مارنے کا کفارہ ایک غلام آزاد کرنا۔ یا دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا انہیں کپڑے دینا۔ اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو تین روزے رکھنا بیان کیا ہے۔ خمینی صاحب کے اس فتوی سے معلوم ہو رہا ہے کہ افعالِ مذکورہ یعنی مروجہ ماتم ان کے نزدیک ایک شرعی جرم ہے۔ جس کا شرعاً کفارہ واجب ہے لیکن یاد رہے کہ امام خمینی نے جو گریبان پھاڑ کرنا منع قرار دیا ہے۔ اور اس میں سے بھائی اور باپ مستثنیٰ کیا ہے۔ تو یہ ان کی تخصیص بلا دلیل ہے۔ بصورت تسلیم بھی یہ تخصیص اہل تشیع کے لیے مفید ثابت نہیں ہو سکتی کیونکہ شیعہ تو امام حسین اور ان کے رفقاء کا ماتم کرتے ہیں۔ جو ان کے باپ ہیں نہ بھائی۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ مروجہ ماتم شیعہ سنی دونوں کے نزدیک متفق علیہ حرام ہے۔

فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَار

باب ہفتم

لوہے کے کڑے وغیرہ پہننا کیسا ہے؟

مسلک اہل سنت و جماعت: کڑے پہننا حرام ہے۔

Marfat.com

مسلک شیعہ: کڑے پہننا عبادت ہے اور ہر اہل شیعہ کی نشانی ہے۔

مسلک اہل بیت اطہار:

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قَالَ لَا تَجُوْزُ الصَّلٰوۃُ فِیْ شَیْئٍ مِنَ الْحَدِیْدِ فَاِنَّہٗ نَجِسٌ مَمْسُوْخٌ۔

(۱۔ فروع کافی جلد سوم ص ۴۰۰ کتاب الصلوۃ باب اللباس الذی یکرہ فیہ الصلوۃ الخ

(۲۔ تہذیب الاحکام جلد دوم ص ۲۲۷ باب فی ما یجوز بہ الصلوۃ فیہ من اللباس الخ مطبوعہ تہران طبع جدید)

(۳۔ علل الشرائع باب ۵۷ ص ۳۴۸ العلۃ التی من اجلھا لا یجوز للرجل ان یختم بخاتم)

ترجمہ:

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ لوہے کی کوئی چیز پہن کر نماز جائز نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ نجس اور بری چیز سے مسخ کی ہوئی ہے۔

عن السکونی عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُصَلِّ الرَّجُلُ وَفِیْ یَدِہٖ خَاتَمُ حَدِیْدٍ۔

(۱۔ فروع کافی جلد سوم ص ۴۰۴ کتاب الصلوۃ

Marfat.com

باب اللباس الذی یکرہ فی الصلوٰۃ الخ مطبوعہ
تہران طبع جدید)

(۲-تہذیب الاحکام جلد دوم ص ۲۲۷ باب
فی ما یجوز الصلوٰۃ فیہ من اللباس الخ مطبوعہ
طبع جدید تہران)

(۳-من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول ص ۱۶۳
باب فی ما یصلی فیہ وما لا یصلی فیہ
مطبوعہ تہران جدید)

سکونی نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے بیان کیا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاتھ میں لوہے کی انگوٹھی
پہن کر کوئی آدمی نماز نہ پڑھے۔

حدیث ۳:

من لا یحضرہ الفقیہ:

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَا طَھَّرَ اللّٰہُ یَدًا فِیْھَا حَلْقَۃُ
حَدِیْدٍ۔

(من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول ص ۱۶۴)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس ہاتھ کو پاک نہیں کرے گا جس میں
لوہے کی انگوٹھی ہے۔ حدیث ۴:

رَوٰی عَمَّارُ السَّابَاطِیُّ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ
فِی الرَّجُلِ یُصَلِّیْ وَعَلَیْہِ خَاتَمُ حَدِیْدٍ قَالَ لَا

Marfat.com

وَلَا يَتَخَتَّمُ بِهٖ لِاَنَّهٗ مِنْ لِبَاسِ اَهْلِ النَّارِ۔

(من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول ص ۱۶۴ باب فی ما یصلی فیہ و ما لا یصلی الخ مطبوعہ تہران

علل الشرائع باب ۵۷ ص ۳۴۸ / العلۃ من اجلھا لا یجوز ان یتختم بخاتم طبع جدید طبع قدیم ۸۲ مطبوعہ لکھنؤ)

ترجمہ:

عمار ساباطی نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ آپ نے لوہے کی انگوٹھی پہنے شخص کے بارے میں نماز کا حکم بیان فرمایا۔ اور کہا اس کی نماز نہ ہوئی۔ اور یہ بھی فرمایا۔ کہ لوہے کی انگوٹھی نہ پہنی جائے۔ کیونکہ یہ دوزخیوں کا لباس (زیور) ہے۔

لمحہ فکریہ:

یہ چند احادیث۔ ان احادیث کا نمونہ ہیں۔ جن میں لوہے کی انگوٹھی کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ائمہ اہل بیت رضی اللہ عنہم کے ارشادات بیان کئے گئے۔ لوہے کی انگوٹھی سے نماز کا نہ ہونا، اس سے ہاتھ کی پاکیزگی جاتے رہنا اور اس کا دوزخیوں کا زیور ہونا کیا یہ عقو بات کم ہیں؟

باب ہشتم

نوحہ خوانی حرام ہے۔

مسلک اہل سنت و جماعت۔ نوحہ خوانی حرام ہے

مسلک شیعہ: نوحہ خوانی نہ صرف ضروری ہے بلکہ اہل شیعہ ہونے کی نشانی ہے اور

Marfat.com

عبادت ہے

مسلک اہل بیت اطہار:

درحدیث است کہ غناء نوحۂ ابلیس بود بر فراق بہشت و فرمود نوحہ کنندہ بیاید روز قیامت نوحہ کناں مانند سگ۔ و فرمود نوحہ و غنا فسون زنا است۔

(مجمع المعارف حاشیہ بر حلیۃ المتقین ص ۱۶۲
در حرمت غنا مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ:

حدیث پاک میں ہے۔ کہ غناء، ابلیس کا نوحہ (ماتم) ہے یہ ماتم اس نے بہشت کی جدائی میں کیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ماتم کرنے والا کل قیامت کے دن کتے کی طرح آئے۔ اور آپ نے یہ بھی فرمایا۔ کہ ماتم اور مرثیہ خوانی زنا کا منتر ہے۔

بروایتے فرمود۔ کہ ہفت نفر در قبر از قبلہ رو گرداں شوند۔ خمر فروش، مُصر بر شراب، شہادت دہندہ بناحق و محتکر در ربا خوار و عاق والدین و نوحہ گر

بمطابق ایک روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ سات آدمیوں کا قبر میں منہ قبلہ کی طرف سے پھیر دیا جاتا ہے۔ (۱) شراب بیچنے والا (۲) شراب لگاتار پینے والا۔ ۳۔ ناحق گواہی دینے والا۔ ۴۔ جوا باز (۵) سود خوار (۶) والدین کا نافرمان۔ ۷۔ ماتم کرنے والا۔

(مجمع المعارف حاشیہ بر حلیتہ المتقین ص ۱۶۸
مطبوعہ تہران طبع جدید)

Marfat.com

۴۳۔ غناء کرنے والے اور مرثیہ خوان کو قبر سے اندھا اور گونگا کر کے اٹھایا جائے گا

مجمع المعارف:

از رسول خدا منقول است۔ کہ محشور خواہد شد صاحب غنا و خواندگی از قبرش کور و گنگ کہ چوں زناکار و سازندہ ہیچ نیست کہ بلند کند آواز خود را بخواندگی مگر آنکہ خدا دو شیطان فرستد کہ بر دوش او سوار شدہ و بپاشنہ پاہائے خود بسینہ و پشتِ او زنند تا وقتی واگذارد و فرمود کہ ہر کہ یک درہم بصاحب سازندہ و آلتِ فساد دہد نزدِ خدا شدید تر است از زنا با مادر خود ہفتاد بار۔

(مجمع المعارف حاشیہ بر حلیۃ المتقین ص ۱۶۲ در حرمت غنا مطبوعہ تہران طبع قدیم)

ترجمہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔ کہ غناء کرنے والا اور مرثیہ خوان کو قبر سے زانی کی طرح اندھا اور گونگا اٹھایا جائے گا۔ اور کوئی گانے والا جب مرثیہ خوانی کے لیے آواز بلند کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ دو شیطان اس کی طرف بھیج دیتا ہے۔ جو اس کے کندھے پر سوار ہو جاتے ہیں۔ وہ دونوں اپنے پاؤں کی ایڑیاں اس کی چھاتی اور پشت پر اس وقت تک مارتے رہتے ہیں۔ جب تک وہ نوحہ خوانی ترک نہ کرے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو کوئی شخص کسی ساز بجانے والے کو ایک درہم دیتا ہے۔ اور اسے کوئی گانے بجانے والا آلہ دے کر دیتا ہے، تو اس کا ایسا کرنا اپنی سگی ماں سے ستر مرتبہ زنا کرنے سے بھی زیادہ برا ہے۔

Marfat.com

حیات القلوب:

(آنحضرت فرمود) وزنی را دیدم بصورتِ سگ و آتش در دبرش داخل میکردند وازدہانش بیروں می آید و ملائکہ سر و بدنش را بگرزہائے آہن می زدند۔ فاطمہ سلام اللہ علیہا گفت اے پدر بزرگوارِ من! مرا خبر دہ کہ عمل و سیرت ایشاں چہ بود کہ حق تعالیٰ ایں نوع عذاب بر ایشاں مسلط گرداند۔ حضرت گفت کہ آن زنے کہ بصورتِ سگ بود و آتش در دبرش میکردند۔ او خوانندہ و نوحہ کنندہ و حسود بود۔

(۱۔ حیات القلوب جلد دوم ص ۳۴۲ باب بست و چہارم در معراج آنحضرت مطبوعہ نولکشور)

(۲۔ عیون اخبار الرضا جلد دوم ص ۱۱۔ باب راہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المعراج الخ مطبوعہ نجف اشرف طبع قدیم)

(۳۔ انوار نعمانیہ جلد اول طبع جدید ص ۲۱۶ مطبوعہ تبریز فی ذکر نور ملکوتی و طبع قدیم ص ۶۸ دستی۔)

ترجمہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے ایک عورت کتے کی شکل میں دیکھی۔ کہ فرشتے اس کی دبر سے آگ داخل کرتے ہیں۔ اور منہ سے آگ باہر آجاتی ہے۔ اور فرشتے آہنی گرزوں کے ساتھ اس کے سر اور بدن کو مارتے ہیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا میرے بزرگوار ابا جان مجھے بتلایئے۔ کہ ان عورتوں کا دنیا میں کیا عمل اور عادت تھی۔ کہ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

نے ان پر اس قسم کا عذاب مسلط کر دیا ہے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا۔ کہ وہ عورت جو کتے کی شکل میں تھی۔ اور فرشتے اس کی دبر میں آگ جھونک رہے تھے۔ وہ مرثیہ خوان، نوحہ کرنے والی اور حسد کرنے والی تھی۔

۵۔ نوحہ گر کو قیامت کے دن پگھلے ہوئے تانبہ کا لباس پہنایا جائے گا۔

حیات القلوب:

ابن بابویہ بسند معتبر از امام جعفر صادق روایت کردہ است کہ حضرت رسول فرمود کہ چہار خصلتِ بد ہمیشہ در امتِ من خواہد بود تا روز قیامت اول فخر کردن بحسبہائے خود دوم طعن کردن بر نسب ہائے مردم سوم آمدن باران را از اوضاع کواکب دانستن و اعتقاد بعلم نجوم داشتن چہارم نوحہ کردن و بدرستیکہ اگر نوحہ کنندہ توبہ نکند پیش از مردنش چوں روز قیامت مبعوث شود جامہ از مس گداختہ و جامئہ از جرب براو پوشانند

(حیات القلوب جلد دوم ص ۱۱۶۵ باب شصت و دوم در فضائل امت آنحضرت مطبوعہ نولکشور طبع قدیم)

ترجمہ:

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے ابن بابویہ نے معتبر روایت سے بیان کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ چار بُری عادتیں

Marfat.com

قیامت تک میری امت میں رہیں گی۔ پہلی اپنے حسب پر فخر کرنا دوسری لوگوں کے نسب پر طعن کرنا تیسری بارش کا ستاروں کی گردش سے آنے کا عقیدہ رکھنا اور علم نجوم پر یقین کرنا چوتھی نوحہ کرنا۔

خوب جان لینا چاہیئے۔ کہ اگر نوحہ کرنے والا اپنے مرنے سے قبل توبہ نہ کرے گا۔ بروز قیامت جب اُٹھایا جائے گا۔ تو تانبہ پگھلا ہوا۔ اور تارکول کے بنے کپڑے اس کو پہنائے جائیں گے۔

اس حدیث سے واضح ہوا۔ کہ نوحہ (رونا پیٹنا و ماتم کرنا) گناہِ کبیرہ ہے۔ جس کی معافی بھی توبہ سے ہی ہو سکتی ہے۔ اگر بغیر توبہ مر گیا۔ تو اس گناہ کی یاداش میں اُسے دوزخیوں میں ممتاز لباس پہنایا جائے گا۔ (یعنی پگھلے تانبے کی شلوار اور تارکول

لہٰذا مقام غور ہے کہ یہ حدیث ایسی مضبوط حدیث ہے۔ کہ ملا باقر مجلسی شیعی نے خود اس کی سند کو معتبر کہا ہے۔ یعنی اس کے راویوں میں سے کوئی بھی جھوٹا کذاب اور مجروح نہیں

اما غناء پس شکی نیست در حرمت و مذمت گوش کردن آں مطلقاً چہ در مصیبت و مرثیہ خوانی حضرت سید الشہدا (ع) باشد یا غیر آں ....

وحقیقتِ غناء ہماں صوت لہویست خواہ با ترجیع باشد یا از تقلیع صورت و موزون کردن او حاصل شود۔ چنانچہ در لحن مشہو و تصنیف و نوحہ اے موازن۔

(منتہی الآمال جلد اول ص ۵۴۹ در مذمتِ غناء و عدم جواز غناء در مراثی مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ:

غناء کے حرام ہونے میں کوئی شک نہیں ہے اور اس کا سننا قابلِ مذمت ہے۔ چاہے کسی مصیبت کے وقت یا امام عالی مقام حضرت

Marfat.com

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرثیہ پڑھتے وقت یا کسی اور جگہ ہی کیوں نہ ہو۔

نہر دہم در اجرائے سوال عقبۂ دہم کہ از غنا و نوحہ خواندگی و آں سخن حرام است۔

بدانکہ ایں زمزمۂ شیطانی و نوحۂ شوم اہل خذلان و شغل ارباب شقاق و آشیانۂ نفاق بالاجماع والاتفاق اہل بیت عصمت صلوات اللہ علیہم و علمائے شیعہ و اہل وفاق حرام است۔ چنانکہ متقدمین و متاخرین نقل کردہ اند۔ بلکہ بمثل زنا حرام است۔ و حرمت او ضروری مذہب شیعہ است و از کبائر گناہان است۔ کہ مرتکب آں فاسق و فاجر است۔ و ہر کہ حلال داند ظاہر آں مرتد و کافر است و آیات متکاثرہ و روایات متواترہ در حرمت او وارد شدہ است و تا حال احدی از علمائے امامیہ بحلیت آں قائل نہ شدہ اند۔)

(مجمع المعارف حاشیہ حلیۃ المتقین، ص ۱۶۱
در حرمت غنا، مطبوعہ تہران طبع قدیم)

ترجمہ:

دسویں ممانعت غناء اور نوحہ خوانی کے دسویں عقاب (سزا) کے سوال کے اجرا میں۔ اور وہ (نوحہ خوانی) حرام باتوں کا نام ہے۔ جان لو! کہ غناء اور نوحہ خوانی شیطان کا نغمہ ہے۔ اور ذلیل لوگوں کا برائی بھرا رونا کرلانا ہے۔ اور نافرمانوں کا شغل اور منافقوں کا آشیانہ ہے۔ اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین، تمام علماء شیعہ اور اہل وفاق کے نزدیک حرام ہے۔ جیسا کہ اگلے پچھلے سبھی شیعی اکابر نے اسے نقل کیا ہے۔ بلکہ اس کی حرمت زنا جیسی ہے۔ اور مذہب شیعہ میں اس کی حرمت

Marfat.com

بہت ضروری ہے۔ یہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ جس کا مرتکب، فاسق اور فاجر ہے۔ اور جو اس (غناء نوحہ خوانی) کو حلال جانے گا۔ بظاہر وہ مرتد اور کافر ہے۔ اس کی حرمت پر بہت سی آیات اور احادیث متواترہ موجود ہیں۔ علمائے امامیہ میں سے کسی ایک نے بھی آج تک ۲۱، ۷، حلت، کا قول نہیں کیا۔

باب نہم — تعزیہ نکالنا

مسلک اہل سنت و جماعت: تعزیہ نکالنا حرام ہے۔

مسلک شیعہ: تعزیہ نکالنا عبادت ہے۔

مسلک اہل بیت اطہار:

تعزیہ کے بارے میں حضرت علی رض کا فرمان

من لا یحضرہ الفقیہ:

قَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ مَنْ جَدَّدَ قَبْرًا اَوْ مَثَّلَ مِثَالًا فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْاِسْلَامِ۔

(من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول ص ۱۲۰ باب النوادر مطبوعہ تہران طبع جدید)

(من لا یحضرہ الفقیہ ص ۶۰ فی تجدید القبور مطبوعہ لکھنو)

Marfat.com

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص قبر پھر سے بنائے۔ یا اس کی تشبیہ و شکل بنائے۔ وہ اسلام سے خارج ہے

باب دہم — گھوڑا نکالنا

فَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ ھٰذِہٖ کَرْبَلَاءُ مَوْضِعُ کَرْبٍ وَبَلَاءٍ ھٰذَا مَنَاخُ رِکَابِنَا وَمَحَطُّ رِحَالِنَا وَمَقْتَلُ رِجَالِنَا۔

(۱) کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ جلد دوم ص ۴۷ فی منتہ عن مقتلہ علیہ السلام مطبوعہ تبریز طبع جدید)

(۲) مناقب ابن شہر آشوب جلد چہارم ص ۹۷ فی مقتلہ علیہ السلام مطبوعہ قم طبع جدید)

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ یہی کربلا ہے۔ اور یہی تکلیف و امتحان کا مقام ہے۔ ہمارے اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ، ہمارے کجاوے اتارنے کا مقام اور ہمارے نوجوانوں کی شہادت گاہ ہے۔

فَقَالَ الْحُسَیْنُ وَاللہِ لَا اُعْطِیْ بِیَدِیْ اِعْطَاءَ الذَّلِیْلِ ثُمَّ اَنَاخَ رَاحِلَتَہٗ وَاَمَرَ عُقْبَۃَ بْنَ سَمْعَانَ اَنْ یَعْقِلَہَا بِفَاضِلِ زِمَامِہَا۔

(مقتل ابی مخنف ص ۵۵ مضایقۃ القوم للحسین

امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ خدا کی قسم! میں ذلیل آدمی کی طرح اپنا ہاتھ (کسی کی بیعت میں) نہ دوں گا۔ اور نہ غلاموں کی طرح راہ فرار اختیار کروں گا۔ اور عقبہ بن سمعان کو حکم دیا۔ کہ اس اونٹنی کے پاؤں باندھ دے۔ تو اس نے بچی ہوئی نکیل کی رسی سے اسے باندھ دیا۔

Marfat.com

كان وقت السحر عزم على

المسير الى العراق فاخذ محمد ابن

الحنيفة زمام ناقته وقال يا اخي ما سبب ذالك انك

عجلت فقال جدي رسول الله صلى الله عليه وسلم

اے بھائی جو کچھ تم نے کہا ہے میں اس میں غور کروں گا۔ مگر جب صبح

ہوئی تو حضرت نے سفر عراق کا قصد مصمم فرمالیا یہ خبر پاکر محمد ابن حنفیہ آئے

اور انہوں نے آپ کے ناقہ کی مہار پکڑلی۔ اور عرض کی کہ اے بھائی

اتنی عجلت فرمانے کی کیا وجہ ہے۔ جناب حسین نے فرمایا تمہارے

رخصت ہونے کے بعد میں سو گیا۔ تو میں نے عالم رؤیا میں نبی پاک

علیہ السلام کو دیکھا۔ آپ تشریف لائے ہیں۔ تو آپ نے مجھے سینہ اقدس سے

(ذبح عظیم ص ۱۶۵ منیجر کتب خانہ اثنا عشری لاہور)

آج ۱۰ شعبان المعظم ۱۴۲۵ ہجری بمطابق ۷ اکتوبر ۲۰۰۳ کو نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد دربار شریف کے قدموں میں اپنی اکیڈمی اسامہ پبلک سکول حضرت کیلیانوالہ شریف میں اس کتاب کی تکمیل سے فارغ ہوا، الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم یا اللہ ہر پڑھنے سننے والے کو مسلک اہل بیت اطہار نصیب فرما۔ آمین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

از قلم:۔

محمد رفیق کیلانی گولڈ میڈلسٹ

(ایم اے عربی، اسلامیات)

خادم حضور آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف

Marfat.com

Marfat.com

المذهب المختار

بتائید اقوالِ اہلِ بیت الاطہار

مسلک اہلِ بیتِ اطہار

حکم تصنیف وتقدیم

حضرت پیر سید محمد باقر علی شاہ بخاری صاحب

سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف

از قلم

خادم حضور **محمد رفیق گیلانی** گولڈ میڈلسٹ ایم اے (عربی، اسلامیات)

ناشر: دار التبلیغ
آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف (گوجرانوالہ)

Marfat.com